ISSN 0971. 8338

یوجنا

نومبر 2016 ترقیاتی ماھنامہ 22روپے

ٹیکس اصلاحات

ٹیکس اصلاحات: ماضی، حال اور مستقبل

ٹی این اشوک

معیشت اور عام آدمی پر جی ایس ٹی کا اثر

رنجیت مہتہ

جی ایس ٹی اور آئینی معمہ

جینت رائے چودھری

ہندوستان میں ٹیکس نظام

مالنی چکرورتی

خصوصی مضمون:

ہندوستان میں سامان اور سروس ٹیکس

پرواکر ساھو، اشونی بشنوئی

محور:

کالے دھن کی لعنت: جنگی پیمانے پر اقدامات

دلاسا سیٹھو

ترقیاتی خاکہ

سنیما سوچھ بھارت کے پیغام کو عام کرنے کا ایک عظیم وسیلہ: وینکیا نائیڈو

☆مرکزی وزیر اطلاعات ونشریات ایم وینکیا نائیڈو نے کہا ہے کہ سنیما پیام پہنچانے کا ایک عظیم وسیلہ ہے۔انہوں نے حیدرآباد میں سوچھ بھارت پروگرام پر 10 مختصر فلموں کی نمائش کے بعد خطاب کرتے ہوئے فلم انڈسٹری کے ذمہ داروں سے خواہش کی کہ وہ ہر سینما گھر میں کم ازکم ایک مختصر فلم کی نمائش کی کوشش کریں تاکہ لوگوں میں سوچھ بھارت کے سلسلہ میں بیداری پیدا کی جاسکے۔مسٹر نائیڈو نے کہا کہ لوگوں کی ذہنیت کو تبدیل کرنا انفراسٹرکچر پیدا کرنا اور 2019 تک سوچھ کے مقصد کے حصول کے لئے عوامی تحریک بنانا وقت کی اہم ضرورت ہے۔انہوں نے کہا کہ عوام الناس تک یہ پیام پہنچانا اہم ہے جس کے لئے ہم کھیل کود کی اہم شخصیتوں‘ مذہبی رہنماؤں سے رجوع ہوئے تاکہ سینی ٹیشن پر زور دیا جاسکے اور ہمیں اس کا مثبت ردعمل حاصل ہوا۔سیاست داں جو کہتے ہیں وہ عوام تک پہنچ سکتا لیکن ایشوریہ رائے بچن جیسی کوئی شخصیت اس بارے میں کہے تو یہ پیام آپ تک پہنچ سکتا ہے کیوں کہ سینما عظیم وسیلہ ہے۔وزیر موصوف نے یاددہانی کروائی کہ چھتیس گڑھ کی 104 برس کی خاتون نے بیت الخلاء بنانے کے لئے اپنی بکریوں کو فروخت کردیا۔ایک اور خاتون نے اپنی بہو کو بیت الخلاء کا تحفہ دیا تھا۔مکمل سینی ٹیشن کے بڑے مقصد کے حصول کے لئے یہ چھوٹی کوششیں ہیں۔کارناموں کا تذکرہ کرتے ہوئے نائیڈو نے کہا کہ گجرات کے 170 ٹاؤنس کھلے مقامات پر فضلہ سے پاک بن گئے ہیں۔اسی طرح آندھراپردیش کے 110 شہروں کو کھلے مقامات پر فضلے سے پاک قرار دیا گیا ہے۔اس کے بعد کیرالا‘ تلنگانہ‘ کرناٹک اور مہاراشٹرا میں بھی جلد اس پر عمل درآمد ہوگا۔قبل ازیں تلنگانہ کے وزیر بلدیات کے ٹی راماراو نے کہا کہ وزیراعظم نریندر مودی کے جذبہ سے ریاستی حکومت نے مشن طریقہ کار پر بیت الخلاؤں کی تعمیر کی شروعات کی ہیں۔حیدرآباد میں کچرے کو الگ الگ کیا جارہا ہے۔ریاستی حکومت نے 21 لاکھ گھروں کو فی گھر کچرے کے 2 باسکٹس فراہم کئے ہیں۔ایک میں خشک اور دوسرے میں تر کچرا ڈالا جائے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے اس کا کہاں تک استعمال کیا جارہا ہے۔یہ کام ایک دن میں مکمل نہیں ہوگا بلکہ یہ مسلسل عمل ہے۔انہوں نے کہا کہ بیت الخلاؤں کی تعمیر ایک حصہ ہے اوران سے استفادہ ایک بڑا چیلنج ہے۔ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے وزیر موصوف نے کہا کہ گنگادیور پلی میں ایک کسان نے بیت الخلاء کی تعمیر اپنے گھر میں کی اور اس میں گھریلو اشیاء پھینک دیں۔جب اس سے سوال کیا گیا تو اس نے کہا کہ ہم خود کو قابل موازنہ نہیں سمجھتے۔اس کے نفاذ کے لئے خوف یا پھر جذبہ ہونے کی ضرورت ہے۔سنگاپور میں حکومت کو بڑے پیمانے پر جرمانے کی رقم حاصل ہورہی ہے کیوں کہ عوام اس سے واقف ہیں۔جب عوام کو محسوس ہوجائے گا تب ہی ہمارے سوچھ بھارت اور سوچھ تلنگانہ کا پروگرام کامیاب ہوگا۔انہوں نے کہا کہ ریاست کے 73 ٹاؤنس کو کھلے مقامات پر فضلے سے پاک 2 اکتوبر 2016 کو بنایا گیا۔انہوں نے امید ظاہر کی کہ مرکز کی جانب سے دیئے گئے وقت کے مطابق 2 اکتوبر 2019 تک مکمل ریاست کو مکمل کھلے مقامات پر فضلے سے پاک بنانے کا نشانہ حاصل کیا جائے گا۔

ہندوستانی بندرگاہوں کے ساتھ ریل رابطے کو بہتر بنانے کے لئے جرمنی ہندوستان کے ساتھ اشتراک و تعاون کرے گا

☆نقل وحمل، شاہراہوں اور جہاز رانی کے وزیر جناب نتن گڈکری نے کہا ہے کہ ہندوستان اور جرمنی ہندوستانی بندرگاہوں کے ساتھ ریل رابطے کو بہتر بنانے کے پروجیکٹوں میں باہم شراکت دار بنیں گے۔انہوں نے کہا کہ دونوں ممالک انڈین پورٹ ریل کارپوریشن لمیٹیڈ (آئی پی آر سی ایل) کے ذریعہ نافذ کئے جارہے ایک لاکھ کروڑ روپے کی مالیت کے پروجیکٹوں پر ملکر کام کریں گے۔جناب گڈکری نے آج نئی دہلی میں جرمنی کے اپنے ہم منصب اور بنیادی ڈھانچے کے وزیر جناب الیکزنڈر ڈوبرینٹ اوران کے وفد کے ساتھ اس اشتراک وتعاون کے متعدد پہلوؤں کے بارے میں تفصیلی بات چیت کی۔اس موقع پر سڑک نقل وحمل اور شاہراہوں کی وزارت کے سکریٹری جناب سنجے مترا، جہاز رانی کی وزارت کے سکریٹری جناب راجیو کمار کے علاوہ دونوں وزارت کے اعلی افسران بھی موجود تھے۔واضح رہے کہ اس سال کے اوائل میں میری ٹائم انڈیا سمٹ کے دوران بندرگاہ اور ریل رابطے کی جدید کاری نیز ہندوستانی بندرگاہوں پر ریل رابطے کی سہولیات کے لئے اشتراک وتعاون کے سلسلے میں انڈین پورٹ ریل کارپوریشن لمیٹیڈ (آئی پی آر سی ایل) اور جرمنی ریلویز ڈیوئشے بان (ڈی بی) کے درمیان دستخط کئے گئے مفاہمت نامہ کے پس منظر میں آج کی یہ میٹنگ کی گئی ہے۔آج کی اس میٹنگ میں فیصلہ کیا گیا کہ آئی پی آر سی ایل اور ڈی بی دونوں کے نمائندگان پر مشتمل مختلف گروپوں کی تشکیل کی جائے جو ممکنہ پروجیکٹوں کے علاوہ اشتراک وتعاون کے شعبوں کی شناخت کرے۔اسی طرح یہ کم لاگت والے نئے ریل ٹیکنالوجیوں کی نشاندہی کرے جس کو آسانی کے ساتھ نافذ العمل بنایا جاسکے۔اس کے ذریعے بندرگاہ اور ریل رابطے کے پروجیکٹوں کے لئے غیر ملکی سرمایہ کاری اور موثر لاگت والے ماحول دوست اور اختراعی ٹیکنالوجی کو لانے میں مدد ملے گی۔جناب گڈکری نے مزید اطلاع دی کہ اندرون ملک آبی گذرگاہوں کی ترقی بشمول کشتیوں کی مینوفیکچرنگ میں بھی اشتراک وتعاون کے لئے جرمنی کو دعوت دی گئی ہے۔نقل وحمل کے شعبے کے تحت ہندوستان میں گاڑیوں کو تباہ کرنے کی صلاحیت میں اضافہ کے لئے اشتراک وتعاون کے سلسلے میں جرمنی کے ساتھ بات چیت کی گئی۔ہندوستان نے جرمنی سے کہا کہ وہ ملک میں پرانی گاڑیوں کو ختم کرنے اوراس کی وجہ سے پیدا ہونے والی فضلات کو صحیح انجام تک پہنچانے کے لئے ماحول دوست ٹیکنالوجی لیکر آئے۔ملک میں آلودگی کو کم کرنے کی جانب ایک اہم قدم کے تحت جناب گڈکری نے جرمنی کے وزیر کو اطلاع کہ ہندوستان نے فلیکس فیول مثلاً ایتھنول کی ملاوٹ والے پیٹرول کے استعمال کے لئے تمام ضروری قاعدے اور ضابطے بنالئے ہیں۔انہوں نے مزید کہ جرمنی کے آٹو موبائل مینوفیکچرر کو ملک کے اندر کار کی مینوفیکچرنگ کے لئے مدعو کیا جاسکتا ہے جو ہندوستان کے لیے فلیکس فیول پر چلنے والی کاروں کو بنا سکتے ہیں جس طرح سکینڈا اور امریکہ میں کاریں بنائی جارہی ہیں۔(باقی ص 52 پر)

1SSN 0971. 8338

ترقیاتی ماہنامہ

یوجنا

نئی دہلی

نومبر 2016 ٹیکس اصلاحات

☆ چیف ایڈیٹر کے قلم سے	اداریہ	4
☆ ٹیکس اصلاحات: ماضی، حال اور مستقبل	ٹی این اشوک	5
☆ معیشت اور عام آدمی پر جی ایس ٹی کا اثر	ڈاکٹر رنجیت مہتہ	9
☆ جی ایس ٹی اور آئینی معمہ	جینت رائے چودھری	14
☆ ہندوستان میں سامان اور سروس ٹیکس	پرواکر ساہو/ اشونی بشنوئی	17
☆ ہندوستان میں ٹیکس نظام	مالنی چکرورتی	23
☆ غیر براہ راست ٹیکس اصلاحات	نجیب شاہ	27
☆ کالے دھن کی لعنت اور حکومت کے اقدامات	دلاسا سیٹھ	31
☆ جی ایس ٹی ایک ملک ایک ٹیکس	ششر سنہا	35
☆ ٹیکس اصلاحات: تاریخی قدم	سید رضوان عباس	39
☆ ٹیکس اصلاحات: ایک نئے دور کا آغاز	ڈی ایس ملک	43
☆ ٹیکس اصلاحات: بڑھتے قدم	ٹمسی جے پوریا	47
☆ کیا آپ جانتے ہیں؟	واٹیکا چندرا	49
☆ رسائل وجرائد	امجد علی	50
☆ ترقیاتی خبرنامہ	ادارہ	کورII

چیف ایڈیٹر:

دیپیکا کچھل

ایڈیٹر

ڈاکٹر ابرار رحمانی

011-24365927

سرورق: جی پی دھوپے

جلد:36 شمارہ 8

قیمت: 22 روپے

جوائنٹ ڈائریکٹر (پروڈکشن):

وی کے مینا

سالانہ خریداری اور رسالہ نہ ملنے کی شکایت کے لئے رابطہ:

بزنس مینیجر:

فون: ,24367260-pdjucir@gmail.com

جرنلس یونٹ، پبلی کیشنز ڈویژن، وزارت اطلاعات ونشریات، روم نمبر 53-48،
سوچنا بھون، سی جی او کمپلیکس، لودھی روڈ، نئی دہلی۔110003

مضامین سے متعلق

خط. کتابت کا پتا:

ایڈیٹر یوجنا (اردو) 601-E، سوچنا بھون، سی جی او کمپلیکس،
لودھی روڈ، نئی دہلی-110003

ای میل: yojana.urdu@yahoo.co.in

ویب سائٹ: www.publicationsdivision.nic.in

www.yojana.gov.in

● **یوجنا** اردو کے علاوہ ہندی، انگریزی، آسامی، گجراتی، کنڑ، ملیالم، مراٹھی، تمل، اڑیہ، پنجابی، بنگلہ اور تیلگو زبان میں بھی شائع کیا جاتا ہے۔☆ نئی ممبرشپ، ممبرشپ کی تجدید اور ایجنسی وغیرہ کے لئے منی آرڈر/ڈیمانڈ ڈرافٹ، پوسٹل آرڈر، اے ڈی جی پبلی کیشنز ڈویژن (منسٹری آف انفارمیشن اینڈ براڈ کاسٹنگ) کے نام درج ذیل پتے پر بھیجیں: بزنس منیجر یوجنا (اردو)، پبلی کیشنز ڈویژن، وزارت اطلاعات ونشریات، روم نمبر 53-48، سوچنا بھون، سی جی او کمپلیکس، لودھی روڈ، نئی دہلی۔110003
فون: 24367260,24365609,24365610

زرسالانہ: 230 روپے، دوسال: 430 روپے، تین سال: 610 روپے ☆یوروپی اور دیگر ممالک کے لیے (ایئرمیل سے) 730 روپے۔

☆ اس شمارے میں جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے، ضروری نہیں کہ یہ خیالات ان اداروں، وزارتوں اور حکومت کے بھی ہوں، جن سے مصنفین وابستہ ہیں۔
یوجنا منصوبہ بند ترقی کے بارے میں عوام کو آگاہ کرتا ہے مگر اس کے مضامین صرف سرکاری نقطۂ نظر کی وضاحت تک محدود نہیں ہوتے۔

چیف ایڈیٹر کے قلم سے

یوجنا

پر کشش اصلاحات

ٹیکس - یہ لفظ اس شخص کی تصویر ہمارے سامنے پیش کرتا ہے جو آخری تاریخ سے پہلے اپنے انکم ٹیکس کو ادا کرنے کے لئے بھاگتا ہے۔ یا، ایک تاجر پر انکم ٹیکس کا چھاپہ جہاں سے مال و دولت اور پیسے کا پتہ لگایا جاتا ہے۔ خیر یہ اصطلاح خواہ کتنی بھی خوفناک ہو لیکن یہ حقیقت ہے کہ ٹیکس کسی بھی معیشت کی ترقی کے لیے ضروری ہے۔ یہ وہی ٹیکس ہے جسے ملک کی عوام ادا کرتی ہے جس سے سڑکوں اور پلوں کی تعمیر، ڈیموں کی تعمیر، ریلوے نیٹ ورک کا انتظام و انصرام، صحت کی دیکھ بھال سے متعلق خدمات کی فراہمی وغیرہ جیسی ترقیاتی سرگرمیوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔

راجا مہاراجا بھی ٹیکس لیا کرتے تھے۔ اشوک اور اکبر جیسے زیادہ روشن خیال لوگوں نے عام آدمی کے لئے زیادہ پریشانی پیدا کیے بغیر بادشاہت کو چلانے کے لئے آمدنی حاصل کرنے کی خاطر ایک ٹیکسیشن پالیسی بنائی اور ٹیکس وصولی کی پالیسی بھی تیار کی۔ بعض بادشاہوں نے صوابدیدی ٹیکس وصولی کا نظام تیار کر رکھا منظّم تھا جس سے وہ اپنی شاہانہ طرز زندگی اور اجرت کی مانگوں کو برقرار رکھنے کے لئے استعمال کرتے تھے۔ آج جدید معیشت میں ٹیکس کا انتظام مختلف قوانین اور قواعد و ضوابط کے تحت کیا جاتا ہے اور عوام کے نمائندے اس کی نگرانی کرتے ہیں۔

بھارتی ٹیکس نظام دنیا کے پیچیدہ نظاموں میں سے ایک ہے کیونکہ مرکز، ریاست اور بلدیاتی ادارے آمدنی حاصل کرنے کے لئے ٹیکسوں کی مختلف قسمیں نافذ کرنے کے اختیارات رکھتے ہیں۔ مختلف اقسام کے ٹیکس مختلف سطحوں پر وصول کیے جاتے ہیں جیسے بلا واسطہ ٹیکس جو عام آدمی کو براہ راست متاثر کرتا ہے، انکم ٹیکس اور جائیداد ٹیکس، بالواسطہ ٹیکس جسے عام آدمی سامان اور خدمات کے لیے دیتا ہے جو ویٹ اور سروس ٹیکس، کارپوریٹ ٹیکس وغیرہ کے طور پر لیے جاتے ہیں۔ ہر بجٹ میں عام آدمی اور کارپوریٹ سیکٹر دونوں کو ٹیکس اصلاحات کی توقعات ہوتی ہیں۔ عام آدمی چاہتا ہے کہ انکم ٹیکس سلیب کو اٹھالیا جائے۔ جبکہ کارپوریٹ سیکٹر مختلف شعبوں میں ٹیکس راحت چاہتا ہے۔ حکومت ان درخواستوں پر اقتصادی ضرورت کے مطابق غور کرتی ہے۔ برسوں سے بھارت نے اقتصادی ترقی کی بے مثال شرح کا تجربہ کیا ہے۔ یہ ترقی ٹیکس نظام میں ضروری اصلاحات کی متقاضی ہے تاکہ غیر ملکیوں کے ساتھ ساتھ گھریلو سرمایہ کاروں کے لئے اسے آسان اور پر کشش بنا کر انھیں اس کی جانب متوجہ کیا جاسکے۔ عالمی معیشت میں تبدیلیوں کے ساتھ خود کو رکھنے کے لئے گزشتہ دہائی کے دوران ہندوستانی ٹیکس نظام کو معقول بنانے اور ٹیکس قوانین کو آسان بنانے کے ضمن میں قابل ذکر اصلاحات ہوئی ہیں۔

حال ہی میں منظور کیا گیا اشیاء اور خدمات ٹیکس بھارتی ٹیکسیشن کی تاریخ میں نہایت اہم ٹیکس اصلاحات میں سے ایک ہے۔ یہ ٹیکس نظام کو منظّم بنانے کا مطالبہ کرتا ہے جس کے تحت اشیاء اور خدمات کی فراہمی کے لئے صرف واحد ٹیکس کی ادائیگی کرنی ہوگی۔ یہ بل تقریباً 15 ریاستی اور وفاقی ٹیکس کی جگہ لے گا جو حکومت کی نظر میں کوآپریٹو اور وفاقیت پر مبنی ہے۔ اب تک 16 ریاستوں نے جی ایس ٹی بل کی توثیق کردی ہے جس کے ساتھ ہی 50 فی صد ریاستوں کے بل کی توثیق کرنے کی کم از کم لازمیت مکمل ہو چکی ہے۔ سرکار یکم اپریل 2017 سے ملک میں اشیاء اور خدمات ٹیکس جی ایس ٹی کو نافذ کر کے ایک نئے عہد میں قدم رکھنے کے لیے تیار ہے۔ توقع ہے کہ یہ تاریخی اصلاحات کاروبار کرنے میں آسانی اور سہولت پیدا کرنے کی سمت میں ایک طویل راستہ طے کریں گی اور بھارت کو عالمی تجارت سے مقابلہ کرنے کا اہل بنائیں گی۔

GST بھارت میں ٹیکس نظام کو آسان بنانے کی جانب ایک اہم قدم ہے۔ ٹیکس نظام کی پیچیدگی نے اب تک ملک میں ٹیکسوں کی چوری اور کالے دھن کی تخلیق کو ہوا دی ہے۔ اس کالے دھن کی رقم بہت بڑی ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ تقریباً ملک میں ایک متوازی معیشت کی طرح ہے۔ حکومت نے کالے دھن پر کنٹرول کرنے کے لیے کثیر جہتی حکمت عملی اپنائی ہے جس میں پالیسی کی سطح کے اقدامات، زمینی سطح پر زیادہ مؤثر نفاذ کی کارروائی، مضبوط قانون سازی اور انتظامی فریم ورک کا نفاذ اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کے استعمال کے ساتھ ساتھ نظام اور کارروائیوں پر توجہ وغیرہ شامل ہیں۔ انکم کے رضاکارانہ افشاء کی اسکیم (VDIS)، بلیک منی سے متعلق ایک خصوصی تحقیقاتی ٹیم (ایس آئی ٹی) کی تشکیل، ایک نئے اور جامع قانون کا نفاذ، کالا دھن (نامعلوم خارجہ آمدنی اور اثاثہ جات) اور ٹیکس ایکٹ 2015 کا نفاذ جو خاص طور پر بیرون ملک زیر گردش کالے دھن کے معاملے سے نمٹنے کے لئے ہے، بے نامی لین دین (ممنوع) کے تعارف کا ترمیم بل، اس سلسلے میں حکومت کے حالیہ اہم اقدامات میں سے کچھ ہیں۔

بھارتی ٹیکس نظام نے اپنی پوری مدت میں کئی نشیب و فراز اور کئی لمحات دیکھے ہیں۔ اس نے پیچیدگی سے لے کر سادگی اور جدید نظام تک کا سفر طے کیا ہے۔ موجودہ حکومت بھارت کو دنیا بھر میں سرمایہ کاری اور مینوفیکچرنگ کے لیے سب سے زیادہ سازگار مقامات میں سے ایک بنانے کے لئے اسے مزید بہتر بنانے میں مصروف عمل ہے۔

ٹی این اشوک

ٹیکس اصلاحات: ماضی، حال اور مستقبل

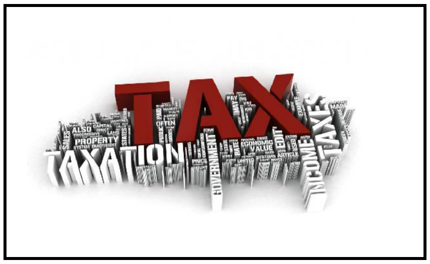

ٹیکس اصلاحات کسی بھی ملک کے ترقیاتی عمل کا اٹوٹ حصہ ہیں۔ یہاں تک کہ برطانیہ اور امریکہ جیسے ترقی یافتہ ممالک جو کہ ہندوستان جیسے ترقی پذیر ملکوں کے قابل تقلید ملک ہیں، نے بھی گزشتہ چند برسوں میں اصلاحات کی ہیں۔

برطانیہ کے معاملے میں وہاں کی کنزرویٹو لبرل ڈیموکریٹک اتحاد کی حکومت سال 2010 اور 2015 کے درمیان اصلاحات کی ہیں۔ سال 2013 میں شروع کی گئی اصلاحات کے مسودے میں پرسنل الاؤنس اضافہ کیا گیا۔ اس کے تحت کوئی بھی فرد اس وقت تک ٹیکس کے دائرے میں شامل نہیں ہوگا۔ 40 فی صد کے ٹیکس کی سب سے زیادہ شرح سے ٹیکس ادا کرنے والوں کی حد 34,370 پونڈ سے گھٹا کر 32010 کردی گئی ہے۔ اس رقم میں پرسنل الاؤنس شامل نہیں ہیں۔

اس کے ساتھ 150000 پونڈ سے زیادہ آمدنی والوں کی انکم ٹیکس کی سب سے زیادہ شرح 2013-14 میں 50 فی صد سے گھٹا کر 45 فی صد کردی گئی ہے۔

امریکہ جیسے ملک کے معاملے میں جسے آزاد تجارت اور ترقی پسند معیشت کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ وہاں بھی ٹیکس اصلاحات کی ضرورت کو شدت سے محسوس کیا جارہا ہے۔ اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے امریکی سینٹ کے دو ارکان ٹیکس نظام میں وسیع اصلاحات کے لئے کوشاں ہیں۔ ڈیموکریٹک پارٹی کے رکن اور سینٹ کی ٹیکس نظام سے متعلق کمیٹی کے سربراہ میکس باؤکس (Baucks) اور ایوان نمائندگان میں ری پبلکن پارٹی کے ان کے ہم منصب ڈیو کیمپ گزشتہ تین برسوں سے اس مقصد کے لئے سرگرم ہیں۔ وہ ٹیکس اصلاحات سے متعلق لوگوں سے بات چیت کررہے ہیں اور اس معاملے میں ان کی رائے لے رہے ہیں۔ اس ضمن میں ابھی تک کسی حتمی منصوبے پر نہیں پہنچا جاسکا ہے تاہم وہ اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ ٹیکس سے متعلق پیچیدگیوں کو محدود اور ختم کرکے انفرادی اور تجارتی دونوں زمروں کے لئے ٹیکس کی شرحیں کم کی جائیں۔

حالاں کہ یہ دونوں مختلف پارٹیوں سے تعلق رکھتے ہیں تاہم دونوں کا اس امر پر اتفاق ہے کہ کسی بھی ٹیکس پیچیدگی کو چھوڑا نہ جائے۔ یہاں تک کہ چیریٹی' ہاؤسنگ' ہیلتھ انشورنس اور ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ کو بھی اس زمرے میں شامل کیا جائے۔ موزوں تو یہ ہے کہ ان پر ٹیکس کی بڑی شکل میں کاسٹ لگائی جائے۔ ایک اقتصادی مضمون میں نشاندہی کی گئی ہے کہ سیاسی حقیقت تو یہ کہ ٹیکس معاملوں میں چند پیچیدگیاں برقرار رہیں گی۔ اس وقت میں ایک کاربن ٹیکس کی بھی امید نہیں کی جاسکتی جو کہ پیسہ وصول کرنے کی معتبر طریقوں میں سے ایک ہے۔

اس معاملے میں جناب باؤکس اور جناب کیمپ کے درمیان ایک زیادہ مؤثر ٹیکس نظام بنانے میں متعدد امور پر اتفاق ہے۔ تاہم ٹیکس اصلاحات کے ذریعے زیادہ محصولات کے سوال پر دونوں میں اختلاف ہے۔ ری پبلکن پارٹی کے رکن جناب کیمپ زیادہ محصولات کے

جی ایس ٹی کو اب وسیع تناظر میں ایک زبردست کامیابی کے طور پر دیکھا جارہا ہے جس سے حکام کو درپیش رکاوٹوں کو دور کرنے او رپیچیدگیوں کو ختم کرنے میں مدد ملے گی۔ درحقیقت اس سے ایک زیادہ مربوط معیشت قائم کرنے میں مدد ملے گی جس کے سبب تجارت کو قومی سطح تک وسیع کرنا زیادہ آسان ہوجائے گا۔

مضمون نگار پی ٹی آئی کے سابق اکنومکس ایڈیٹر ہیں اور مالیات و ڈھانچہ بندی میں ماہر ہیں۔ انہوں نے متعدد اہم ہندوستانی اور ملٹی نیشنل کمپنیوں میں مختلف عہدوں پر خدمات انجام دی ہیں۔ علاوہ ازیں انہوں نے سرکردہ ہندوستانی اخبارات، تجارتی مجلّات اور ویب سائٹس میں بھی خدمات انجام دی ہیں۔
ashoktnex@gmail.com

مقصد سے ٹیکس اصلاحات کے خلاف ہیں جب کہ صدر امریکہ براک اوبامہ کی زیر قیادت ڈیموکریٹک پارٹی کے دیگر ارکان کی طرح جناب باؤکس اس کے حامی ہیں۔

اس لئے ملک میں 90 کی دہائی کے اوائل میں شروع کی گئی اقتصادی اصلاحات کے بعد سے ہندوستان بھی ٹیکس اصلاحات سے مستثنیٰ نہیں ہے اور اب ملک میں ٹیکس اصلاحات ایک ضرورت بن گئی ہے۔ بڑے پیمانے پر مباحثے کے بعد اس وقت کی حکومت نے ٹیکس نظام کو مناسب، منطقی اور غیر امتیازی بنانے کی ضرورت کو محسوس کیا تاکہ راست ٹیکس زمرے کے تحت انفرادی ٹیکس دہندگان اور بلاواسطہ ٹیکس کے زمرے کے تجارتی ادارے اور صنعتوں دونوں کو نہ صرف ٹیکس نظام کا پابند بنایا جائے بلکہ ٹیکسوں کی ادائیگی کے لئے ان کی سماجی و بلدیاتی ذمہ داریوں کا احساس کرایا جائے کیوں کہ ٹیکس کے ذریعہ ہونے والی آمدنی کسی بھی حکومت کے لئے ترقیاتی پروجیکٹوں کی تکمیل میں اہم ہے۔

اس لئے ملک میں سال 2016 تک آنے والی حکومتوں کے ذریعے ٹیکس اصلاحات ایک متحرک عمل ہے۔ اس ضمن میں اصول بڑے پیمانے پر ایک جیسے ہیں' یعنی ٹیکس کا ایک شفاف' یکساں اور مناسب نظام انتظام و انصرام کے اعتبار سے آسان ہے۔ موجودہ حکومت مسلسل بنیاد پر راست ٹیکس کے ڈھانچے کو اس طرح سے تیار کررہی ہے جس سے انفرادی ٹیکس دہندگان کو زیادہ سے زیادہ فائدہ ہو۔

ملک کے ٹیکس نظام میں ٹیکس کے دائرے میں داخلے کی حد سال بہ سال ختم کی جاتی رہی ہے اور اب ٹیکس وصولی کی تین حد 2.50 لاکھ تا 10 لاکھ کے لئے بالترتیب 10 فی صد، 20 فی صد اور 30 صد مقرر کی گئی ہیں۔ اس کے تحت 2.50 لاکھ روپے سے کم آمدنی والوں پر کوئی ٹیکس نہیں ہے جب کہ 2.50 سے پانچ لاکھ روپے کے درمیان آمدنی والوں پر دس فی صد، پانچ لاکھ سے دس لاکھ روپے کے درمیان آمدنی والوں پر 20 فی صد اور 10 لاکھ سے زیادہ آمدنی پر فلیٹ 30 فی صد ٹیکس ادائیگی ہوگی۔

کارپوریٹ ٹیکسوں کو بھی اصولوں کے مطابق کیا جارہا ہے۔ علاوہ ازیں ایکسائز اور کسٹم ڈیوٹی کو بھی سہل تر بنایا جارہا ہے۔ ان تمام کا مقصد لوگوں کو ٹیکس ضوابط پر عمل کرنے کی ترغیب دینا اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کو ٹیکس کے دائرے میں شامل کرنا ہے۔ جی ڈی پی تناسب کے

اعتبار سے ٹیکس اسی وقت پروگریسیو ہوسکتا ہے جب آبادی کا بڑا حصہ ٹیکس کے دائرے میں شامل ہو۔ ایسا کہا جاتا ہے کہ مشکل سے آبادی کا دو فی صد ہی ٹیکس ادا کرتا ہے اور یہ آبادی صرف تیسرے درجہ کے علاقوں کی ہے۔

اس مقصد کے لئے حکومت نے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو ٹیکس کے دائرے میں لانے کے لئے بڑے پیمانے پر ٹیکس اصلاحات کی ہیں اور ٹیکس سے ہونے والی محصولیات میں اضافہ کیا ہے۔ اس میں سب سے اہم ٹیکس اصلاح گڈس اینڈ سروسز ٹیکس (جی ایس ٹی) ہے۔ حقیقت میں تمام ٹیکسوں کو ایک میں شامل کیا گیا ہے تاکہ مصنوعات سازوں کو ایک ایسے ملک میں ہی ایک سے زیادہ ٹیکسوں کا بوجھ برداشت نہ کرنا پڑے جہاں اشیاء کی نقل وحمل آسان بنائی جائے۔

آیئے دیکھیں کہ جی ایس ٹی کو ایک تاریخی قانون کیوں سمجھا جاتا ہے۔ جی ایس ٹی کو پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں منظوری سے قبل غیر یقینی صورت حال کا سامنا رہا۔

توقع ہے کہ جی ایس ٹی سے صارف کو ایک بادشاہ کا درجہ حاصل ہوجائے گا۔ اس آئینی (122ویں ترمیمی) بل مئی 2015 میں لوک سبھا سے پہلی بار پاس کیا گیا۔ بعدازاں راجیہ سبھا میں اس بل میں کی گئی تبدیلیوں کے بعد اسے دوبارہ منظوری کے لئے ایوان زیریں میں پیش کیا گیا۔ بالآخر دونوں ایوانوں میں اسے پاس کردیا گیا اور صدر جمہوریہ کی بھی اسے منظوری حاصل ہوگئی ہے۔ حکومت کو اس بل میں چھ رسمی ترمیمات کرنی پڑیں جس میں ایک فی صد اضافی ٹیکس کو ختم کرنا بھی شامل ہے۔

جی ایس ٹی ایک ایسا آئینی قدم ہے جس میں معاشی ترقی اور ایک ملک ایک ٹیکس تصور کو قائم کرنے میں مدد ملے گی۔ جی ایس ٹی نظام کے تحت ٹیکس شرح کم سے کم قابل اطلاق شرح کی بنیاد پر رکھی جائے گی تاکہ کسی بھی ریاست کو اپنے لوگوں کی ناراضگی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ حتمی شرح کا فیصلہ جی ایس ٹی کونسل کے ذریعے کیا جائے گا۔ اب ملک میں اس کے نفاذ کے لئے ملک کی 29 میں سے 16 ریاستی اسمبلیوں کے ذریعے توثیق کی ضرورت ہے۔ وزیر اعظم کو امید ہے کہ اسے جلد سے جلد کرلیا جائے گا۔

جی ایس ٹی ملک میں بے شمار وفاقی اور ریاستی ٹیکسوں کو ختم کرکے ملک میں ایک واحد اقتصادی زون کی راہ ہموار کرتا ہے۔ روزنامہ نیویارک ٹائمز نے اس قانون کو 1991 کے بعد سے سب سے بڑی ٹیکس اصلاح قرار دیا ہے۔ جب ہندوستان نے پہلی مرتبہ آزاد تجارت کا آغاز کیا تھا۔ گنجائش کے اعتبار سے ہندوستان ترقی پذیر ممالک میں سب سے متحرک معیشتوں میں سے ایک ہے۔ ہندوستان کو ریاستوں کے مختلف ٹیکس ضابطوں کی رکاوٹ کا سامنا تھا جس کی وجہ سے بین ریاستی تجارت کو فروغ دینے میں مشکل ہوتی تھی۔

جی ایس ٹی کو اب وسیع تناظر میں ایک زبردست

کامیابی کے طور پر دیکھا جا رہا ہے جس سے حکام کو درپیش رکاوٹوں کو دور کرنے اور پیچیدگیوں کو ختم کرنے میں مدد ملے گی۔ درحقیقت اس سے ایک زیادہ مربوط معیشت قائم کرنے میں مدد ملے گی جس کے سبب تجارت کو قومی سطح تک وسیع کرنا زیادہ آسان ہوجائے گا۔ نیویارک ٹائمز کارنیگی اینڈومنٹ فار انٹرنیشنل پیس میں ساؤتھ ایشیا پروگرام میں ایک سینئر ایسوسی ایٹ مسٹر ملن ویشنو کے حوالے سے تحریر کیا ہے کہ ہندوستان میں جی ایس ٹی کو بہت ہی لاگو کیا جانا چاہئے تھا کیوں کہ یہ ضروری ہے کہ ہندوستان تجارت کرنے کو آسان بنائے اور دنیا پر یہ ثابت کرے کہ ہندوستان تیز ترین معاشی ترقی کے ساتھ اکیسویں صدی میں داخل ہو رہا ہے، اس کے لئے جی ایس ٹی کافی اہم ہے۔

جی ایس ٹی کو ریاست اور وفاق کے موجودہ پندرہ ٹیکسوں کی جگہ لایا گیا ہے او اس سے ہندوستان کی اقتصادی ترقی میں صفر اعشاریہ پانچ اور دو فی صد پوائنٹ کا اضافہ ممکن ہے۔ جی ایس ٹی موجودہ حکومت کی ایک ایسے معاون وفاق کی سوچ کا مظہر ہے جہاں مرکز اور ریاستیں ساتھ مل کر ملک کے مفاد کے لے کام کرسکیں اور جہاں ریاستوں کو اپنا مناسب حصہ مل سکے۔ حکومت نے ریاستوں کے ساتھ افہام وتفہیم کو فروغ دینے کے لئے ٹیکس محصولیات کی تقسیم کے فارمولے پر نظر ثانی کی ہے۔

اس سب کی شروعات 1991 میں ہوئی تھی جب حکومت نے ریاستوں کو مزید اختیارات تفویض کرنے کے لئے تجارتی اصلاحات کی پالیسیاں مرتب کی تھیں جس میں ریاستوں کے مزید ٹیکس بھی شامل تھے۔ اس کے بعد سے پیش رو حکومتوں نے ٹیکس نظام پر نظام نظر ثانی کی ضرورت کو محسوس کیا کیوں کہ یہ واضح ہوگیا تھا کہ متروک ٹیکس ضابطے ترقی کی راہ میں حائل ہو رہے تھے۔

جی ایس ٹی کے فائدے بلاشبہ جلد سامنے آجائیں گے بلکہ ان کے سال 2019 تک ظاہر ہونے کے امکان ہیں۔ حکومت کے اقتصادی امور کے مشیر خاص مسٹر اروند سبرامنین کا کہنا ہے کہ جی ایس ٹی سے افراط زر کو قابو میں کرنے میں مدد ملے گی۔ مسٹر سبرامنین کے حوالے سے مزید کہا گیا ہے کہ حکومت کو جی ایس ٹی سے شیطانی ذہنیت کو مات دینے میں بھی مدد ملے گی۔

جی ایس ٹی سے یہ بھی توقع کی جارہی ہے کہ آنے والے لمبے عرصے تک جی ایس ٹی غیر ملکی سرمایہ کاری کو راغب کرے گی، کیپٹل گڈس کی لاگت میں کمی کرے گی، مصنوعات سازی اور برآمدات کی شرح میں اضافہ کرے گی، ٹیکس کی وصولی میں اضافہ اور سب سے اہم روزگار اور ملازمتوں کے مواقع فراہم کرے گی جو موجودہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔

ہندوستان میں جی ایس ٹی کی تمام اقتصادی اصلاحات میں اہم ترین کے طور پر ستائش کی جارہی ہے۔ ہندوستانی بزنس لیڈران اور تجارتی گھرانوں کا دعوی ہے کہ اس تبدیلی سے ان کی روزمرہ کی زندگی پر اچھے اثرات مرتب ہوں گے۔ یہ بھی توقع کی جارہی ہے کہ جی ایس ٹی سے ''ٹیکس آتنک'' کا خاتمہ ہوجائے گا کیوں کہ صنعتی زمرے میں یہ ماننا ہے کہ مرکز اور ریاستوں کے ذریعے عائد کے جانے والے ٹیکس کسی کو ہراساں اور خوف میں مبتلا کرنے کے لئے کافی ہیں۔ ایک صنعتی ترجمان کے حوالے سے کہا گیا ہے کہ زیادہ تر وقت میں صنعت و تجارت سے وابستہ لوگ ٹیکس ضابطوں پر عمل کرنے کی خانہ پری، ٹیکس وصولی کرنے، ٹیکس جمع کرنے، فارم داخل کرنے میں مصروف رہتے ہیں، اس کے علاوہ نظام اور دیگر امور پر عمل درآمد کرنے پر بھی پیسے کا غیر ضروری خرچ ہوتا ہے۔

جی ایس ٹی سے متعلق مرکز اور ریاستوں کے درمیان ٹیکس کی شرحیں سب سے پریشان کن مسئلہ رہا ہے۔ ریاستیں اپنی محصولیات کو زیادہ سے زیادہ کرنے کے لئے اونچی شرحیں چاہتی ہیں جب کہ مرکز کا افراط زر پر قابو پانے کے لئے کم شرحوں پر اصرار رہا ہے۔ موجودہ وقت میں ہندوستان کی اقتصادی ترقی کی شرح 7.6 فی صد ہے جس کے سبب دہائیوں سے افراط زر کی شرح کم ہے۔ موجودہ وقت میں ملازمتوں کے مواقع نہ کے برابر ہیں۔ علاوہ ازیں مصنوعات سازی سیکٹر کو فنڈ کی قلت کا سامنا ہے جس کی وجہ سے مصنوعات سازی سیکٹر سکوت کا شکار ہے۔ صرف خدمات بشمول انفارمیشن ٹکنالوجی سیکٹر کے ذریعے ترقی کی رفتار کو فروغ مل رہا ہے۔ انفارمیشن ٹکنالوجی نے خدمات کے سیکٹر میں قابل قدر غیر ملکی زرمبادلہ فراہم کیا ہے جس کی شرح 370 بلین امریکی ڈالر ہے۔

جی ایس ٹی کے ساتھ ٹیکس اصلاحات کا خاتمہ نہیں ہوجاتا۔ ہمیں ابھی بھی ڈائریکٹ ٹیکس کوڈ (ڈی ٹی سی) میں ایک اور اہم قانون کی ضرورت ہے جس سے ڈائریکٹ ٹیکس ڈھانچہ کو مزید سہل بنایا جائے اور جس سے ایک بڑی آبادی استفادہ کرسکے۔ وزارت خزانہ نے سال 17-2016 کے بجٹ میں ڈائریکٹ ٹیکس کوڈ کو ختم کرنے کے اشارے دیئے ہیں۔ لیکن پارلیمنٹ کی مالیاتی امور سے متعلق قائمہ کمیٹی نے وزارت مالیات کو آگاہ کیا ہے کہ ڈی ٹی سی دفعات کو ٹیکس اصلاحات کی جانب ایک اہم قدم کے طور پر وجود میں لانے کی ضرورت ہے۔

ڈی ٹی سی کا کیا منطقی انجام ہوگا؟ حکومت کے ذریعہ ایک گمان کے طور پر وہ ڈائریکٹ ٹیکس جیسے انکم ٹیکس ڈیویڈنڈ ڈسٹری بیوشن ٹیکس، فرنج بینفٹ ٹیکس اور ویلتھ ٹیکس سے متعلق تمام قوانین میں ترمیمات کے ذریعے انڈین انکم ٹیکس ایکٹ 1961 کی جگہ نیا قانون چاہتی ہے جو اقتصادی اعتبار سے ایک فعال، موثر اور یکساں ڈائریکٹ ٹیکس سسٹم کو قائم کرسکے جو رضاکارانہ عمل درآمد کو یقینی بنا سکے اور ٹیکس جی ڈی پی تناسب میں اضافے میں معاون ہو۔

اس کا ایک اور مقصد ہے کہ تنازعات اور مقدمہ بازی کے امکانات کو کم کیا جائے۔ یہ ٹیکس نظام کو استحکام فراہم کرنا چاہتا ہے کیوں کہ یہ ٹیکس نظام کے منظور شدہ اصولوں اور عالمی چلن کی بنیاد پر ہوگا۔ درحقیقت اس ٹیکس دہندہ کے ایک واحد یکساں رپورٹنگ سسٹم کے قیام کی راہ ہموار ہوگی۔ ڈائریکٹ ٹیکس کوڈ کی خصوصیات، مجوزہ نئے نظام میں موجود انکم ٹیکس ایکٹ کے 290 سیکشن اور 14 شیڈول کے مقابلے 319 سیکشن اور 22 شیڈول ہوں گے۔ یہ قانون وضع ہونے کے بعد پرانا قانون ختم

ہوجائے گا تاہم پرانے انکم ٹیکس قانون کی متعدد دفعات ڈی ٹی سی میں برقرار رہیں گی۔ اس کے ساتھ میوچول فنڈ/ یوایل آئی کو 80 سی تخفیف سے خارج کردیا جائے گا، ایکویٹی اور ریٹائیڈ میوچول فنڈ/ یو ایل آئی پی سے ہونے والی آمدنی پانچ فی صد کی شرح سے قابل ٹیکس ہوگی، فرنج بینفٹ ٹیکس آجر کے بجائے ملازمین سے وصول کیا جائے گا۔کل مجموعی آمدنی کا 5 فی صد تک سیاسی چندہ تخفیف کے لئے اہل ہوگا۔

ڈی ٹی سی ڈائریکٹ ٹیکسوں کے لئے ایک سنگل کوڈ کا متقاضی: تمام ڈائریکٹ ٹیکسوں کوایک سنگل کوڈ اور نفاذ کے یکساں عمل کے تحت لایا جائے گا۔حقیقت میں اس سے ٹیکس دہندہ کے ایک واحد یکساں ریورٹنگ سسٹم کی راہ ہموار ہوگی۔ڈی ٹی سی میں آسان زبان کا استعمال عوام کے لئے رضا کارانہ ٹیکس نفاذ کا موجب ہوگا تاکہ ٹیکس دہندگان ٹیکس قوانین سے بخوبی واقف ہوسکیں۔ جہاں تک ممکن ہو،مقدمات بازی کے امکانات کو کم کرنا اورابہام سے گریز کیا جائے گا تاکہ حریفانہ تشریحات سے بچا جاسکے۔قانون کواس طرح وضع کیا گیا ہے کہ تیزی کے ساتھ ترقی پذیر معیشت کے اعتبار سے اس میں ترجیحات کے بغیر تبدیلیاں کی جاسکیں۔

زیادہ تر ٹیکس دہندگان چھوٹے اور ابتداء زمرے سے تعلق رکھتے ہیں تاہم ان کو فارم میں ظاہر کئے گئے قانون پر عمل کرنا پڑتا ہے۔اس لئے ٹیکس قوانین کو ایک فارم میں پیش کیا جائے گا۔ڈی ٹی سی میں اس پر زور دیا گیا ہے کہ جہاں بھی ضرورت ہو، وہاں استحکام دیا جائے، کوڈ کے پہلے تا چوتھے شیڈول میں مطبوعہ خاکے میں ٹیکسوں کی تمام مجوزہ شرحیں دی گئی ہیں تاکہ ایک سالانہ مالیاتی بل کی ضرورت سے بچا جاسکے۔شرحوں میں اگر کسی طرح کی تبدیلی ہوتی ہوتو پارلیمنٹ میں ایک ترمیمی بل کی شکل میں شیڈول میں مناسب ترمیمات کے توسط سے انجام دی جائیں گی۔

جیسا کہ ڈی ٹی سی کے تعلق سے نہایت سنجیدگی سے غوروخوض کیا جاچکا ہے، اس لئے اس کو اب رد نہیں کیا جاسکتا۔اس کا علم اصطلاحات تو تبدیل کیا جاسکتا ہے اور ڈی ٹی سی کوکسی اور نام سے پکارا جاسکتا ہے تاہم یقیناً اس سب میں شامل زیادہ تر دفعات ٹیکس دہندہ کے مفاد میں برقرار رکھی جائیں گی۔

تجارتی سیکٹر کے ٹیکسوں کے نظام میں بڑے پیمانے پر اصلاحات درکار ہیں، مینیمم الٹرنیٹ ٹیکس (ایم اے ٹی) کو کالعدم قرار دینا، ٹیکس کے بقایاجات کے ضمن میں ووڈافون/انفارمیشن ٹکنالوجی ڈیپارٹمنٹ کے بحران کا ذمہ دار متعلقہ ٹیکس کو ختم کرنا،ٹیکس ہولیڈیز کو مرحلہ وار ختم کرنے سے خصوصی اقتصادی زون میں سرمایہ کاری کی شرح کم ہوسکتی ہے۔

جی ایس ٹی ملک کے لئے ٹیکس اصلاحات میں ایک لمبی چھلانگ ہے جس سے معاشی ترقی کی تیز رفتار کے لئے مصنوعات سازوں اور سرمایہ کاروں میں اعتماد بحال ہوگا اور گھریلو مجموعی پیداوار میں بڑے پیمانے پر اضافہ کے لئے سال 17-2016 کے بجٹ میں مزید اصلاحات کی توقع کی جاسکتی ہے۔ممکن ہے کہ حکومت ڈی ٹی سی یا کارپوریٹ انڈیا کی بکٹ لسٹ کو حتمی شکل دینے میں مزید وقت لے تاہم یہ واضح ہے کہ وہ انفرادی زمرے کے ساتھ ساتھ تجارتی برادری کے لئے ٹیکس قوانین کو سہل بنانے پر خصوصی توجہ مرکوز کرے گی۔علاوہ ازیں زیادہ سے زیادہ لوگوں کو ٹیکس کے دائرے میں لانے پر دھیان دیا جائے گا اور ہر ہندوستانی کو ٹیکسوں کی ادائیگی کی جانب ان کی سماجی ذمہ داری سے روشناس کرایا جائے گا۔

☆☆☆

ماخذات اور حوالے :میڈیا رپورٹ، نیویارک ٹائمز ، گارجین، بزنس اسٹینڈرڈ اوروکی پیڈیا۔

اواین جی سی ودیش لمٹیڈ کو جے ایس سی وینکورنیفٹ میں 11 فیصد حصص حاصل کرنے کی اجازت

☆ اقتصادی امور سے وابستہ کابینہ کمیٹی نے وزیر اعظم نریندر مودی کی قیادت میں اواین جی سی ودیش لمٹیڈ(او وی ایل) کے ذریعه جے ایس سی وینکورنیفٹ میں 11 فیصد کی حصه داری حاصل کرنے کو اپنی منظوری دے دی هے۔ یه حصه داری روسی وفاق کی قومی تیل کمپنی (این اوسی)یعنی میسرز رو زنیفٹ آئل کمپنی سے حاصل کی جانی هے۔واضح رهے که روز نیفٹ وینکورفیلڈس میں کام کرتی هے اوروینکورنیفٹ کی شریك کار هے اور پوری طرح سے اس کی زیر ملکیت ذیلی کمپنی هے۔ اووی ایل وینکورنیفٹ میں 11 فیصد کی حصص داری حاصل کرنے کی غرض سے 930 ملین امریکی ڈالر کی رقم ادا کرے گی۔

ڈاکٹر رنجیت مہتہ

معیشت اور عام آدمی پر جی ایس ٹی کا اثر

امید ہے کہ جی ایس ٹی ایک مثبت اثر چھوڑے گا نیز اس سے ہندوستانی معیشت کو فروغ دینے اور ہندوستان کو ٹیکس کے آسان کردہ نظام کے حامل ایک متحدہ قومی بازار میں تبدیل کرنے میں مدد ملے گی۔ ایک ابھرتی ہوئی ہندوستانی معیشت سے بہرصورت عام آدمی کی مالی ترقی میں مدد ملے گی۔

جی ایس ٹی کے محاذ پر کی جانے والی زبردست کوششوں کے سلسلے میں حکومت ہند کی تعریف کی جانی چاہئے۔ آئینی ترمیمی بل کے منظور کئے جانے نیز ماڈل جی ایس ٹی قوانین کے اجرا سے جلد از جلد جی ایس ٹی پر عمل درآمد کے جان کے سلسلے میں حکومت کے عزم مصمم کا پتہ چلتا ہے۔ حکومت کے پالیسی اقدامات میں سے ایک اقدام ''ہندوستان میں بناؤ'' سے متعلق پروجیکٹ ہے جس کی وجہ سے ہندوستان اشیاء سازی کا ایک مرکز بن سکے گا۔ اس سے ملک کے نوجوانوں کے لئے روزگار کے مواقع پیدا ہوں گے۔ ہندوستان کو اشیاء سازی کا ایک مرکز بنانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ غیر ملکی سرمایہ کاروں/کمپنیوں کو یہاں کاروبار کرنے کے لئے سازگار ماحول ملے۔ خاص طور سے اشیاء سازی کے شعبے میں آسانی سے کاروبار کرنے کی راہ میں حائل بڑی رکاوٹوں میں سے ایک روکاٹ غیر براہ راست ٹیکس کا غیر یقینی اور نا قابل پیشین گوئی نظام ہے۔

ٹیکس یک موجودہ کثیر مرحلے والے ڈھانچے میں ریاستی اور مرکزی حکومتوں کے علاحدہ علاحدہ چارجز ہیں جس کی وجہ سے ٹیکس کا مختلف اثر پڑتا ہے۔ مختلف شرحوں پر اور کثیر جگہوں پر ٹیکس ہیں۔ مرکز میں آمدنی ٹیکس، سروس ٹیکس، مرکزی سیلز ٹیکس، ایکسائز محصول اور سیکورٹی لین دین ٹیکس جیسے ٹیکس ہیں جب کہ ریاستی سطح پر اس میں ویٹ یا سیلز ٹیکس، چنگی محصول، ریاستی ایکسائز محصول، جائیداد ٹیکس، داخلہ ٹیکس اور زرعی ٹیکس شامل ہیں۔ ان ٹیکسوں کی وجہ سے ہندوستانی مصنوعات پر ٹیکس کے بوجھ میں اضافہ ہوتا ہے جس سے اندرون ملک نیز بن اقوامی بازاروں میں قیمتوں اور فروخت پر اثر پڑتا ہے۔

اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے سامان اور خدمات ٹیکس (جی ایس ٹی) کا آئینی ترمیمی بل پارلیمنٹ میں (3 اگست 2016 کو راجیہ سبھا اور 8 اگست 2016 کو لوک سبھا) میں منظور کئے جانے نیز 50 فی صد سے زیادہ ریاستی قانون سازوں کے ذریعے اس کی توثیق کئے جانے کے بعد صدر جمہوریہ نے اسے منظوری دے دی ہے۔ حکومت ہند اپریل 2017 تک مرکز اور ریاستوں کے ذریعے سامان اور خدمات پر عائد کردہ تمام غیر براہ راست ٹیکس ہٹانے اور جی ایس ٹی پر عمل درآمد کرنے کا عہد کئے ہوئے ہیں۔

اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے کثیر جماعتی جمہوریت کے ایک بڑے اور پیچیدہ وفاقی نظام میں جس میں وسیع مختلف مفادات کا حامل ایک مرکز، 29 ریاستیں اور مرکز کے زیر انتظام دو علاقے ہوں، ایک آئینی ترمیم کے ذریعے جس کے لئے وسیع سیاسی اتفاق رائے درکار ہو، امکانی طور سے 7.5 ملین ٹیکس شناختوں کو متاثر کرنا شاید ٹیکس کی عالمی جدید تاریخ میں بے مثل حیرت انگیز کارنامہ ہے۔

مضمون نگار پی ایچ ڈی چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری میں ڈائریکٹر ہیں۔
ranjeetmehta@gmail.com

بعض اوقات ہم اس بات کی ناکافی طور سے قدر کرتے ہیں۔ ملک نے جی ایس ٹی کے ساتھ اس مقام تک آنے کے سلسلے میں کیا حاصل کیا جاسکتا ہے۔ جی ایس ٹی کے سلسلے میں کام کرنے کے لئے مرکز اور ریاستوں میں تمام متعلقین کی تعریف کی جانی چاہئے۔ وقت آ گیا ہے کہ اس تاریخی موقع سے اجتماعی طور پر فائدہ اٹھایا جائے کیوں کہ جی ایس ٹی بہتر کے لئے ہندوستانی معیشت کو فیصلہ کن طور سے بدل دے گا۔

جی ایس ٹی ہندوستان کے لئے جو کہ ایشیا کی تیسری سب سے بڑی معیشت ہے، آزادی کے بعد سے سب سے زیادہ اہم ٹیکس اصلاح ہے: جی ایس ٹی ہندوستان کے غیر براہ راست ٹیکسوں، محصولات، سرچارجز اور چنگیوں کی خلط ملط مضر افراط کو ایک واحد ٹیکس میں ضم کر دیتا ہے۔

توقع ہے کہ اس سے ٹیکس کا ایک بوجھل نظام سہل ہو جائے گا، سامان کی ریاستی سرحدوں کے پار بلا رکاوٹ نقل وحمل کرنے میں مدد ملے گی، ٹیکس کی چوری کا خاتمہ ہو جائے گا، عمل آوری میں بہتری آئے گی، مالیے میں اضافہ ہوگا، ترقی کو فروغ ملے گا، سرمایہ کاری کی ترغیب ملے گی، ہندوستان میں سرمایہ کاری کرنا اور کاروبار کرنا آسان تر ہو جائے گا۔

جی ایس ٹی کے ساتھ یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ ٹیکس کی بنیاد جامع ہوگی کیوں کہ فی الواقع تمام سامان اور خدمات کم سے کم استثنائیت کے ساتھ، قابل ٹیکس ہوں گی۔ ایک مشترکہ ہندوستانی بازار قائم کرکے نیز سامان اور خدمات کے اخراجات پر ٹیکس کے مختلف اثر کو کم کرکے جی ایس ٹی ہندوستانی معیشت کے لئے کھیل بدلنے والی ایک اصلاح ہوگا۔ اس سے ٹیکس کے ڈھانچے، ٹیکس کے دائرہ اثر، ٹیکس کے حساب کتاب، ٹیکس کی ادائیگی، عمل آوری، قرض کے استعمال اور اطلاع پر اثر پڑے گا جس کے نتیجے میں غیر براہ راست ٹیکس کے موجودہ نظام پر ایک مکمل نظر ثانی عمل میں آئے گا۔

ملک میں کاروباری کام کاج کے تقریباً تمام پہلوؤں، مثلاً مصنوعات اور خدمات کی قیمتوں کا تعین کرنے، سپلائی کے سلسلے میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کرنے، آئی ٹی، حساب کتاب اور ٹیکس کی عمل آوری کے نظاموں پر جی ایس ٹی کا ایک دوررس اثر ہوگا۔ اسی وجہ سے جی ایس ٹی بل کو آزاد ہندوستان میں بے نظیر اہمیت کا حامل ایک اصلاحی اقدام قرار دیا گیا ہے۔

اس وقت ٹیکس کی شرحیں ہر ریاست میں مختلف ہیں۔ جی ایس ٹی سے یکسانیت آئے گی، ان پٹ ٹیکس کریڈٹ دے کر ان ٹیکس کا مختلف اثر کم ہوگا، کم سے کم استثنائیت کے ساتھ ٹیکس کی ایک جامع بنیاد بنے گی، صنعت کو مدد ملے گی جو مشترکہ طریقوں کے فوائد حاصل کرسکے گی اور ادا کردہ ٹیکس کے لئے کریڈٹ کا دعوی کرسکے گی۔ توقع ہے کہ اس سے گاہکوں کے لئے اخراجات میں کمی آئے گی۔ وزارت خزانہ کے مطابق جی ایس ٹی سے ہندوستان کی جی ڈی پی میں تقریباً دو فی صد کا اضافہ ہوگا۔ لیکن یہ براہ راست طور سے بھی واقع ہوگا کیوں کہ غریب ترین ریاستوں مثلاً اترپردیش، بہار اور مدھیہ پردیش کے وسائل میں جو کہ بڑی صارف ہیں، کافی طور سے اضافہ ہوگا۔

جی ایس ٹی کے بڑے فوائد

جی ایس ٹی فیصلہ کن طور سے بہتری کے لئے ہندوستانی معیشت کو اگلی سطح تک لے جائے گا جیسا کہ ایک انٹرویو میں وزیر اعظم نے کہا ہے کہ جی ایس ٹی سے ملک میں غریبی کے خاتمے اور ملک کی ترقی کے لئے دستیاب وسائل میں اضافہ ہوگا۔ یہ غیر براہ راست طور سے واقع ہوگا کیوں کہ ٹیکس کی بنیاد بحالی کی زیادہ صلاحیت رکھنے والی ہو جائے گی نیز مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے مجموعی وسائل میں اضافہ ہوگا۔

☆ہندوستانی جی ایس ٹی ایک زیادہ صاف دوہرا ویٹ قائم کرنے کے سلسلے میں آگے کی طرف ایک بڑا قدم ہوگا جس سے مکمل طور سے آزاد اور مکمل طور سے مرکزی نظاموں کے نقصانات میں زیادہ سے زیادہ کمی آئے گی۔ ایک مشترک بنیاد اور مشترک شرحوں (سامان اور خدمات میں) اور بہت یکساں شرحوں (ریاستوں میں نیز مرکز اور ریاستوں کے درمیان) سے انتظام میں سہولت ہوگی نیز عمل آوری میں بہتری آئے گی جس سے بین ریاستی فروخت پر ٹیکسوں کا مجموعہ قابل انتظام بھی ہوگا۔ اسی کے ساتھ ساتھ خصوصی سامان (مرکز کے لئے پٹرولیم اور تمباکو، ریاستوں کے لئے پٹرولیم اور شراب) پر قابل اجازت اضافی ایکسائز ٹیکسوں کی شکل میں، استثناء سے ریاستوں کو مطلوبہ مالی خود مختاری فراہم ہوگی۔ درحقیقت اگر انہیں جی ایس ٹی کے دائرے میں لایا بھی جاتا ہے تو ریاستیں ان سامان پر ٹاپ اپ ٹیکس لگانے کے قابل ہونے کے سلسلے میں خود مختاری برقرار رکھیں گے۔

☆جی ایس ٹی سے ہندوستان کو ایک واحد ٹیکس پلیٹ فارم میں لاکر ''ہندوستان میں بناؤ'' سے متعلق پروجیکٹ کے سلسلے میں سہولت مہیا ہوگی۔ ٹیکس کا موجودہ ڈھانچہ ریاستی خطوط کے ساتھ ساتھ ہندوستانی بازاروں کو علاحدہ علاحدہ کر رہا ہے۔ یہ فرق موجودہ نظام کی تین باتوں کی وجہ سے ہیں: سامان کی بین ریاستی فروخت پر مرکزی فروخت ٹیکس (سی ایس ٹی): متعدد اندرون ریاست ٹیکس، اور ہم پلہ محصول استثنائیت کی توصیفی نوعیت جن سے اندرون ملک پیداوار پر درآمدات کی تائید ہوتی ہے۔ ایک ہی غوطے میں جی ایس ٹی سے یہ تمام فرق دور ہو جائیں گے۔ سی ایس ٹی ختم کر دیا جائے گا، بیشتر دیگر ٹیکسوں کو جی ایس ٹی میں ضم کر دیا جائے گا اور چوں کہ جی ایس ٹی کا اطلاق درآمدات پر کیا جائے گا، اس لئے درآمدات کی تائید کرنے والے نیز اندرون ملک اشیاء سازی کی تائید نہ کرنے والے منفی تحفظ کو ختم کر دیا جائے گا۔

☆ایک اور اہم فائدہ یہ ہے کہ جی ایس ٹی سے ٹیکس حکمرانی دو طرح سے بہتر ہوگی۔ پہلے کا تعلق مالیت پر مبنی ٹیکس میں شامل خود نگرانی اور نظم والی ترغیب سے ہے۔ ان پٹ ٹیکس کریڈٹ کا دعوی کرنے کے لئے ہر ایک ڈیلر مالیت پر مبنی/ٹیکس سلسلے میں ایک ترغیب کا حامل ہوتا ہے۔ بشرطیکہ درمیانی سامان پر وسیع استثنات کے ذریعہ یہ سلسلہ نہیں توڑا جائے، خود نگرانی اور نظم والی یہ خصوصیت جی ایس ٹی میں بہت موثر طور سے کام کرسکتی ہے۔ دوسرے کا تعلق جی ایس ٹی کے نگرانی کے دوہرے ڈھانچے سے ہے۔ ایک ڈھانچہ ریاستوں کے ذریعے اور دوسرا ڈھانچہ مرکز کے ذریعے۔ ناقدین اور ٹیکس دہندگان نے اس

دوہرے ڈھانچے کو قدرے تشویش سے دیکھا ہے جس کی وجہ سے محکمہ ٹیکس کے ساتھ تال میل کے دو ذرائع ہیں اور اس طرح یہ ہراساں کرنے کے دو امکانی ذرائع ہو جاتے ہیں لیکن دوہری نگرانی اور نظم کو ریاستی اور مرکزی حکام کے درمیان مطلوبہ ٹیکس مقابلہ اور تعاون پیدا کرنے کے طور پر بھی دیکھا جانا چاہئے۔ اگر ٹیکس حکام کا ایک سیٹ ٹیکس کی چوری کو نظر انداز بھی کرتا ہے اور/ یا اس کا پتہ لگانے میں ناکام بھی رہتا ہے تو اس بات کا امکان ہے کہ نگرانی کرنے والے دیگر حکام ایسا نہیں کرسکتے ہیں۔

☆ کثیر ٹیکسوں اور ان کے مختلف اثرات کے مسئلے کو جو کہ ایک عام آدمی پر بوجھ ہے، جی ایس ٹی کے ذریعے حل کیا گیا ہے۔ تجویز کے ڈھانچے میں دوہرا جی ایس ٹی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس میں ایک وفاقی ڈھانچہ ہوگا۔ جی ایس ٹی میں بنیادی طور سے ٹیکسوں کی تین اقسام ہوں گی یعنی مرکزی ریاستی اور مربوط جی ایس ٹی جس سے بین ریاستی لین دین سے نمٹنے میں مدد ملے گی۔ موجودہ جی ایس ٹی ٹیکس اصلاح کے تحت سامان اور خدمات کی سپلائی کی تمام اشکال میں مثلاً منتقلی، فروخت، اشیاء کا باہمی تبادلہ، زرمبادلہ اور کرایے کے سلسلے میں ایک سی جی ایس ٹی اور ایس جی ایس ٹی ہوگا۔

☆ متعدد مرکزی اور ریاستی ٹیکسوں کو ایک واحد ٹیکس میں ضم کرنے سے دوہرے ٹیکس کو کم کرنے میں مدد ملے گی جس کے نتیجے میں ایک مشترکہ قومی بازار قائم ہوگا۔ گاہکوں کے نقطہ نظر سے فائدہ سامان ٹیکس کے مجموعی بوجھ میں کمی کے لحاظ سے ہوگا جو کہ اس وقت تقریباً 25 فی صد سے 30 فی صد تک ہے۔

☆ قیمتوں میں کمی: اشیاء سازوں یا تاجروں کی پیداوار کی اپنی لاگت کے ایک حصے کے طور پر ٹیکس شامل نہیں کرنے ہوں گے جس کے نتیجے میں قیمتوں میں کمی آئے گی۔

☆ کم عمل آوری اور طریقہ جاتی اخراجات: عمل آوری برقرار رکھنے کے بوجھ میں کمی آئے گی۔ سی جی ایس ٹی، ایس جی ایس ٹی اور آئی جی ایس ٹی کا علاحدہ علاحدہ ریکارڈ رکھنے کی ضرورت بھی نہیں ہوگی۔

☆ جی ایس ٹی کے کامیاب عمل درآمد سے آسانی سے کاروبار کرنے کے سلسلے میں مدد کرنے کے کے لئے ہندوستان کی صلاحیت کے بارے میں غیر ملکی سرمایہ کاروں کو ایک ٹھوس اشارہ ملے گا۔

☆ جی ایس ٹی سے پیداوار کنندگان پر ٹیکس کا بوجھ کم ہوگا نیز زیادہ پیداوار کے ذریعے فروغ کو بڑھاوا ملے گا۔ دوہرا ٹیکس لگانے سے اشیاء اپنی زیادہ سے زیادہ صلاحیت سے پیداوار نہیں کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے ترقی وفروغ کی رفتار سست ہو جاتی ہے۔ جی ایس ٹی اشیا ساز کو ٹیکس کریڈٹ فراہم کرکے اس مسئلے کا خیال رکھے گا۔

☆ ٹیکس کی مختلف رکاوٹوں مثلاً چنگیوں اور ٹول پلازاؤں کی وجہ سے نقل وحمل کی جا رہی ہیں جلد خراب ہو جانے والی اشیاء کافی ضائع جاتی ہیں۔ یہ ایک ایسا نقصان ہے جس کی ترجمانی وافر ذخیروں کی زیادہ ضرورت اور گوداموں کے اخراجات کے ذریعے بڑے اخراجات میں کی جاتی ہے۔ ٹیکس لگانے کے ایک واحد نظام سے ان کے لئے یہ رکاوٹ ختم ہو سکتی ہے۔

☆ پیداوار کنندگان پر ایک واحد ٹیکس لگانے کی ترجمان گاہک کے لئے ایک کم قطعی قیمت فروخت میں بھی کی جائے گی۔ اس طرح سے عام آدمی پر بوجھ کم پڑے گا۔ اس کے علاوہ اس نظام میں زیادہ شفافیت ہوگی کیوں کہ گاہکوں کو ٹھیک طور سے یہ بات معلوم ہوگی کہ ان سے کتنا ٹیکس لیا جا رہا ہے اور کس بنیاد پر۔

☆ جی ایس ٹی سامان/ خدمات کے سلسلے میں پیداوار کنندگان کے ذریعے ادا کردہ ٹیکسوں کے لئے کریڈیٹس فراہم کرتا ہے۔ اس سے مختلف رجسٹرڈ ڈیلروں سے خام مال خریدنے کے سلسلے میں ان پیداوار کنندگان کی حوصلہ افزائی ہوگی نیز زیادہ سے زیادہ اشیاء فروش اور سپلائی کنندگان ٹیکس بندی کے دائرے میں آئیں گے۔ جی ایس ٹی برآمدات پر قابل اطلاق کسٹم محصولات بھی ختم کرتا ہے۔ غیر ملکی بازاروں میں ہماری مقابلہ جاتی صلاحیت میں لین دین کے کم اخراجات کی وجہ سے اضافہ ہوگا۔

غیر منقولہ جائیداد کا شعبہ

غیر منقولہ جائیداد کا شعبہ پچھلے اور اگلے رابطوں کے ذریعے ٹھوس اقتصادی کثیر اثرات کا حامل ہے۔ تعمیرات کا شعبہ زراعت کے بعد روزگار کے مواقع پیدا کرنے والا دوسرا سب سے بڑا شعبہ ہے نیز جی ڈی پی کے ایک بڑے حصے کے لئے ذمہ دار ہے۔ اقتصادی جائزہ 2015-16 کے مطابق غیر منقولہ جائیداد کے شعبے نے 2013-14 میں ہندوستان کی جی ڈی پی کے 7.4 فی صد حصے کا تعاون کیا تھا۔ غیر براہ راست ٹیکس کے موجودہ نظام کے تحت غیر منقولہ جائیداد کی صنعت اہتمامات میں ابہام اور کثیر ٹیکسوں کی وجہ سے تنازعات میں گھری رہی ہے۔

زیر نفاذ موجودہ قانون کے تحت مختلف ٹیکسوں کی مختلف اقسام شامل ہوتی ہیں جو جائیداد کی تعمیر سے شروع ہو کر گاہک کو اس کی فروخت تک ہیں:

-سروس ٹیکس
-مالیت پر مبنی ٹیکس (ویٹ)
-اسٹیمپ محصول
-تعمیرات پر تعمیراتی محصول وغیرہ
-اس کے علاوہ مختلف دیگر ٹیکس ہیں جنہیں خریداری کے اخراجات میں شامل کیا جاتا ہے (مثلاً ایکسائز محصول، سی ایس ٹی وغیرہ) چناں چہ زیر تعمیر جائیداد کی فروخت پر موجودہ نظام کے تحت کثیر ٹیکس/محصولات عائد ہوتے ہیں جس کے نتیجے میں گھر خریدنے والے لوگوں پر مختلف ٹیکسوں اور ٹیکس کے زیادہ اخراجات کا بوجھ پڑتا ہے۔

جی ایس ٹی نظام کے مجوزہ قانون کا مقصد ملک میں غیر براہ راست ٹیکس کے نظام کو سہل اور ہم آہنگ بنانا ہے۔ جی ایس ٹی سامان اور خدمات دونوں پر لگایا جائے گا جو بیشتر غیر براہ راست ٹیکس قوانین (کچھ ٹیکسوں مثلاً اسٹیمپ محصول کو چھوڑ کر) کو ضم کردے گا۔ اس لئے اسے ایک بڑی ٹیکس اصلاح کہا جاتا ہے۔ جائیدادوں (مکمل کردہ) کی منتقلی جی ایس ٹی کے دائرہ سے باہر رہے گی اور

صرف قابل اطلاق اسٹمپ محصولات کے لئے لازمی رہے گی۔

جی ایس ٹی کے نتیجے میں غیر منقولہ جائیداد کے شعبے میں شفافیت آنے کا امکان ہے جس سے لین دین کا پتہ لگانے کے زیادہ موثر طریقوں نیز بہتر نفاذ اور عمل آوری کے ذریعے ٹیکس کی چوری میں نمایاں طور سے کمی آئے گی۔ چوں کہ جی ایس ٹی ایک واحد قدر و قیمت پر عائد کیا جاسکتا ہے، اس لئے ٹیکس پر ٹیکس (مرکزی ایکسائز محصول پر ویٹ) لگائے جانے کا موجودہ مسئلہ ختم ہوجانے کا امکان ہے۔

اس وقت ڈیولپرس سپلائیز پر مختلف غیر قابل کریڈٹ ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ جی ایس ٹی ان کثیر ٹیکسوں کی جگہ ایک واحد ٹیکس ہوسکتا ہے، سپلائز پر کریڈٹ بھی دستیاب ہوسکتا ہے، اس طرح سے تمام متعلقین کے لئے اخراجات میں کمی آسکتی ہے۔ لیکن اگر غیر منقولہ جائیدادوں کو مستثنیٰ کیا جاتا ہے تو ان پٹ جی ایس ٹی کریڈٹ اس شعبے کے لئے ایک بڑا اخرچ ہوسکتا ہے جس کے نتیجے میں کریڈٹ کی روکاوٹ ہوسکتی ہے اور گاہکوں کے لئے زیادہ اخراجات ہوسکتے ہیں۔

صنعتی دیکھ بھال کا شعبہ

اس صنعت کی بڑی تشویشات میں سے ایک تشویش محصول کا موجودہ الٹا کردہ ڈھانچہ ہے جس سے اندرون ملک اشیاء ساز نامساعد طور سے متاثر ہوتے ہیں کیوں کہ پیداوار کے مقابلے میں لاگت کے اخراجات زیادہ ہوتے ہیں۔ اس سے اس صنعت میں سرمایہ کاری کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔ جی ایس ٹی سے یا تو محصول کا الٹا کردہ ڈھانچہ ختم ہوسکتا ہے یا جمع کردہ کریڈٹ ادا کیا جاسکتا ہے۔ یہ چیز اس صنعت کے لئے ایک نعمت ہوگی، نیز یہ اس کی ترقی وفروغ کے محرک کا کام کرسکتی ہے۔

درآمداتی محصول کے سلسلے میں مختلف ٹیکس کا موجودہ ڈھانچہ مشینری درآمد کرنے کے سلسلے میں صنعت کے لئے اسے مہنگا بنادیتا ہے۔ جی ایس ٹی سے یہ اخراجات کم ہونے کا امکان ہے۔ مزید برآں توقع ہے کہ ادویہ سازی کے شعبے پر جی ایس ٹی کا مثبت اثر پڑے گا۔ اس سے ٹیکس کے ڈھانچے کو سہل بنا کر صنعت کو مدد ملے گی کیوں کہ اس وقت ادویہ سازی کی صنعت میں آٹھ مختلف ٹیکس لگائے جاتے ہیں۔ ان تمام ٹیکسوں کو یکجا کر کے ایک ٹیکس بنانے سے کاروبار کرنے میں آسانی ہوگی نیز ایک چیز پر لگائے گئے کثیر ٹیکسوں کے مختلف اثرات میں بھی کمی آئے گی۔

اس کے علاوہ جی ایس ٹی سے سپلائی کے سلسلے کو آسان بنا کر کام کاج میں اثر پذیری بھی آئے گی جو تنہا ہندوستان کی ادویہ سازی کی مارکیٹ کے سائز میں دو فی صد کا اضافہ کرسکتا ہے۔ چوں کہ جی ایس ٹی سے ادویہ سازی کی کمپنیوں کو سپلائی کے اپنے سلسلے کو معقول بنانے میں مدد ملے گی۔ اس لئے انہیں تقسیم کے اپنے نیٹ ورکوں اور حکمت عملی پر نظر ثانی کرنی ہوگی۔

مزید برآں جی ایس ٹی پر عمل درآمد سے ٹیکس کریڈٹ کی ایک بلا روکاوٹ آمد بھی عمل میں آسکتی ہے جو مجموعی عمل آوری میں بہتری کے لئے ذمہ دار ہے نیز اس سے اس بات کی بھی توقع ہے کہ ہندوستان میں ادویہ سازی کی کمپنیوں کے لئے یکساں مواقع پیدا ہوں گے۔

کمپنیوں کے لئے ایک بڑا فائدہ مرکزی فروخت ٹیکس (سی ایس ٹی) کو ختم کرنے سے لین دین کے اخراجات میں کمی کی صورت میں رہے گا۔ توقع ہے کہ جی ایس ٹی سے اشیاء سازی کے اخراجات میں کمی آئے گی نیز یہ یقین کیا جاتا ہے کہ پیداوار یا تقسیم کے اخراجات میں دو فی صد کمی تک سے بھی منافع میں 20 فی صد سے زیادہ کا اضافہ ہوگا۔ اگر جی ایس ٹی کی شرح ٹیکس کی موجودہ کل شرح سے کم ہے تو اس سے فی الواقع صحتی دیکھ بھال اور ادویہ کو زیادہ قابل استطاعت بنا کر صارفین کو مدد ملے گی۔

اس شعبے کو متعدد ٹیکس استثنات اور فواد ملے ہوئے ہیں۔ یہ بات اب بھی واضح نہیں ہے کہ آیا یہ فوائد جی ایس ٹی کے تحت جاری رہیں گے یا نہیں۔ صحتی بیمہ اور تشخیصی مراکز، جو زیادہ تر خدمات پر مبنی ہیں ٹیکس کی زیادہ شرحوں کے تحت آسکتے ہیں، اس طرح سے یہ خدمات گاہکوں کے لئے زیادہ پر مصارف ہوجائیں گے۔

بینک کاری اور مالی خدمات کا شعبہ

ہندوستان میں زیادہ تر بینک کاری اور مالی خدمات پر 14.5 فی صد کی شرح سے سروس ٹیکس لگایا جاتا ہے جب کہ توقع ہے کہ جی ایس ٹی 18 فی صد سے 20 فی صد تک رہے گا۔ اس طرح سے یہ خدمات زیادہ مہنگی ہوجانے کا امکان ہے۔ جی ایس ٹی سے معاملات بوجھل ہوسکتے ہیں کیوں کہ مالی خدمات کے فراہم کنندگان سے کہا جاسکتا ہے کہ وہ موجودہ واحد مرکزی رجسٹریشن عمل آوریوں کی بجائے کثیر ریاستوں میں عمل آوریاں کریں۔

اس کے علاوہ چوں کہ جی ایس ٹی مقام پر مبنی ایک ٹیکس ہے، اس لئے کچھ خدمات کی منزل مقصود کا تعین کرنا ایک چیلنج ہوسکتا ہے (اس وقت خدمات فراہم کرنے کی جگہ کے حساب سے لگایا جاتا ہے) اس کی وجہ سے بی 2 بی اور بی 2 سی لین دین پر ریاستی جی ایس ٹی، مرکزی جی ایس ٹی یا بین ریاستی جی ایس ٹی کا تعین کرنے کے سلسلے میں مشکل پیش آسکتی ہے۔

توقع ہے کہ قرضوں پر سود، سیکوریٹیوں میں ٹریڈنگ، غیر ملکی کرنسی اور خردہ خدمات بھی جی ایس ٹی کے دائرے میں آجائیں گی۔ بینک کاری کی صنعت کے ذریعے سفارشات میں کہا گیا ہے کہ اس طرح کی خدمات اور آمدنی جی ایس ٹی کے تحت نہیں آنی چاہئیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ آیا سفارشات منظور کی جاتی ہیں یا نہیں۔

مجموعی طور سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ بینک کاری اور مالی خدمات پر جی ایس ٹی عائد کرنے کا معاملہ ایک چیلنج بن سکتا ہے اور اگر اس سلسلے میں کامیابی ملتی ہے تو ہندوستان ایک نئی تاریخ رقم کرے گا جو باقی دنیا کے لئے ایک نمونہ بن جائے گی۔

سفر، سیاحت اور میزبانی

ہندوستان کا سفر، سیاحت اور میزبانی کی صنعتیں کثیر ٹیکسوں کی حامل ہیں جو مرکز اور ریاستوں دونوں کے ذریعے لگائے جاتے ہیں۔ یہ توقع کی جاتی ہے کہ جی ایس

ٹی کے تحت ہوٹلوں اور ریستورانوں کی سپلائز ایک واحد ٹیکس سے مشروط ہوں گی۔

اس وقت ہوٹلوں اور تفریح گاہوں کی تجدید یا تعمیر سے متعلق این پٹ خدمات پر کوئی کریڈٹ دستیاب نہیں ہے۔ توقع ہے کہ یہ معاملہ جی ایس ٹی کے تحت بدل جائے گا۔ اس بات کا امکان ہے کہ تحقیق و ترقی سے متعلق محصول، جو فرینچائز فیس اور تکنیکی جانکاری پر قابل ادائیگی ہے، جی ایس ٹی کے تحت ضم ہوجائے گی۔ اس طرح سے عمل آوری کے طریقے آسان ہوجائیں گے اور کثیر ٹیکسوں میں کمی آئے گی۔ لیکن یہ بات واضح نہیں ہے کہ آیا موجودہ غیر ملکی تجارتی پالیسی کے تحت دستیاب مختلف فوائد جی ایس ٹی کے تحت جاری رہیں گے یا نہیں۔ اگر اس طرح کے فوائد فراہم کئے جاتے ہیں تو ان پٹ کریڈٹ دستیاب نہیں ہوسکتا ہے جس کے نتیجے میں زیادہ اخراجات ہوں گے۔ مجموعی طور سے اس بات کا امکان ہے کہ جی ایس ٹی سے ٹیکسوں کی کثرت ختم ہوجائے گی اور کریڈیٹوں کا فقدان بھی نہیں رہے گا۔ لیکن اس کی وجہ سے ٹیکس کی شرحوں میں اضافہ بھی ہوسکتا ہے۔

تعلیم کا شعبہ

تعلیم کے شعبے کو اس وقت مختلف ٹیکس استثنات اور فوائد ہیں۔ اسکولوں اور کالجوں کے ذریعے فراہم کردہ خدمات پر یا تو ٹیکس نہیں لگایا جاتا ہے یا پھر وہ منفی فہرست میں شامل ہیں۔ اس بات کا امکان ہے کہ یہ صرف صورت حال جی ایس ٹی کے نفاذ کے بعد جاری رہے گی۔ اگر یہ صورت حال جاری نہیں رہتی ہے تو یہ شعبہ ساز و سامان اور خدمات کی خریداری پر ادا کردہ محصول کے سلسلے میں ان پٹ کریڈٹ یا سینویٹ کریڈٹ کا فائدہ حاصل کرسکتا ہے۔ اس بات کا امکان ہے کہ ان سے صنعت کے لئے قطعی اخراجات میں کمی آئے گی۔

عام شہریوں پر جی ایس ٹی کا کیا اثر پڑنے والا ہے

جیسا کہ جی ایس ٹی اپنے قطعی مرحلوں میں پہنچ گیا ہے، یہ تاریخی قانون ملک کے لئے ٹیکس نظام کو متحد کرنے اور جی ڈی پی میں دو فی صد کا اضافہ کرنے کا وعدہ کرتا ہے لہٰذا جب کہ خدمات زیادہ مہنگی ہوسکتی ہیں، سامان کے لئے گاہکوں کا ایک ملا جلا تھیلا ہے۔

سامان پر آج مخصوص طور سے 12.5 فی صد (ایکسائز محصول) اور 5 سے 15 فی صد (ویٹ) کی شرح سے ٹیکس لیا جاتا ہے جو کہ ہمیشہ حتمی گاہک پر ڈال دیا جاتا ہے۔ اگر جی ایس ٹی کی معیاری شرح کی حد 18 فی صد پر رکھی جاتی ہے تو ایسی صورت حال سامنے آسکتی ہے جس میں سامان کی قیمتیں گاہک کے لئے کافی طور سے کم ہوجائیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خریداری کی قیمتیں بھی کاروبار کے لئے کم ہوجائیں گی اور کچھ منافع اس سلسلے کے آخری حصے تک پہنچ سکتا ہے۔ اس کا ضمنی نتیجہ اشیائے صرفہ کی قیمتوں کا عدد اشاریہ ہے جہاں 55 فی صد اشیا ٹیکس سے مستثنیٰ ہیں، 32 فی صد اشیاء کم شرح پر ہیں اور صرف 12 فی صد اشیاء معیاری شرح پر ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک گھر میں کچھ لازمی اشیا استثنات کی وجہ سے فی الواقع تقریبا 5 تا 8 فی صد ٹیکس سے مشروط ہیں۔ اگر یہ شرح 18 فی صد تک پہنچ جاتی ہے تو ان اشیاء کی قیمتوں میں بہت زیادہ اضافہ ہوجائے گا اور پورا ڈھانچہ لڑکھڑا جائے گا۔ خدمات کی صنعت میں مخصوص ٹیکس محاصل 15 فی صد سے بڑھ کر 18 فی صد ہوجائے گا۔

جی ایس ٹی نظام کے تحت باہر کھانا کھانا سستا ہوسکتا ہے کیوں کہ اس وقت آپ کی سروس ٹیکس اور ویٹ دونوں ادا کرتے ہیں۔ جی ایس ٹی نظام کے تحت یہ ایک واحد ٹیکس ہوگا۔ جیسا کہ ریاستوں سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ بھی سروس ٹیکس کی شرحوں کے بارے میں فیصلہ کریں گی۔ آپ کے فون بل میں ٹیکسوں کا اضافہ ہوسکتا ہے۔ چناں چہ ایک عام آدمی کے ذریعے استفادہ کردہ خدمات مثلاً ٹیلی کام، ریل ٹرانسپورٹیشن، بینک کاری، ہوائی سفر وغیرہ مہنگے ہوسکتے ہیں جب کہ چھوٹی کاریں، ایف ایم سی جی مصنوعات وغیرہ سستی ہوسکتی ہیں۔

''ہندوستان میں بناؤ،، کے اقدام کے ایک حصے کے طور پر ٹیلی ویژن سستا ہوسکتا ہے۔ جی ایس ٹی کے کم ہونے کی توقع ہے، لہٰذا اس وقت 20 ہزار روپے کی مالیت کے ایل ای ڈی ٹیلی ویژن کے لئے آپ تقریبا 24.5 فی صد ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ اس طرح آپ کو فی الواقع 24900 روپے ادا کرنے پڑتے ہیں۔ جی ایس ٹی کے تحت اگر یہ مثلاً تقریبا 18 فی صد ہے تو اس کی قیمت 23600 ہوگی۔ اس طرح سے گاہک کے لئے قیمت کم ہوجائے گی۔

تھیلے، جوتے، الیکٹرانک چیزیں آن لائن خریدنا زیادہ مہنگا ہوجائے گا کیوں کہ ای کامرس کی صنعت ٹیکس نیٹ میں آتی ہے، نیز اس کے فروخت کنندگان سے ہر ایک خریداری کے لئے ٹی ڈی ایس ادا کرنا ہوگا۔ چناں چہ ای کامرس کمپنیاں جو منافع کا مارجن گھٹتا ہوا اور ٹیکس عمل آوری نیٹ بڑھتا ہوا دیکھیں گی، اپنی جی ایس ٹی کی حقیقی کامیابی ہندوستانی گاہک پر اس کے اثر میں مضمر ہے۔ جی ایس ٹی کا لب لباب یہ ہے کہ تمام اشیاء اور خدمات پر واجبی اور معتدل شرح سے ٹیکس لگایا جانا چاہئے۔ ایک ملک ایک ٹیکس۔ ایک مثبت انداز میں تبدیلی کا حامل ثابت ہوتا ہے۔ یہ نہ صرف عام آدمی کے لئے بلکہ مجموعی طور سے ملک کے لئے بھی مفید ثابت ہوتا ہے۔ جب بھی ایک نیا قانون عائد کیا جاتا ہے، اس کا اثر یقینی طور سے خاص طور پر عام آدمی پر پڑتا ہے۔ اسی بات کا اطلاق جی ایس ٹی کے معاملے میں بھی ہوتا ہے جہاں عام آدمی اشیاء کا حتمی صارف ہونے کے ناطے جی ایس ٹی کی شروعات کے بعد براہ راست طور سے متاثر ہوگا۔ ہمیں امید ہے کہ جی ایس ٹی ایک مثبت اثر چھوڑے گا نیز اس سے ہندوستانی معیشت کو فروغ دینے اور ہندوستان کو ٹیکس کے آسان کردہ نظام کے حامل ایک متحدہ قومی بازار میں تبدیل کرنے میں مدد ملے گی۔ ایک ابھرتی ہوئی ہندوستانی معیشت سے بہر صورت عام آدمی کی مالی ترقی میں مدد ملے گی۔

☆☆☆

جینت رائے چودھری

جی ایس ٹی اور آئینی معمہ

ہندوستان میں ٹیکس لگانے کے قوانین کا مستقبل کیا رہے گا، اس بات کا تعین ہندوستانی سیاست خود اپنے منفرد انداز میں کرے گی لیکن اس وقت وہ جوش و خروش، جس کے نتیجے میں جی ایس ٹی وجود میں آیا ہے، آنے والے برسوں میں ہندوستان کے وفاقی تعلقات کی بخوبی توضیح کرے گا۔

سامان اور خدمات ٹیکس کا کافی عرصہ سے انتظار تھا۔ اس ٹیکس کا مقصد ہندوستان کو ایک واحد مارکیٹ میں بدلنا ہے کیوں کہ اس طرح کے ٹیکسوں نے کناڈا اور یوروپی یونین کو بدل دیا ہے۔ اس ٹیکس کا ایک غیر مقصود نتیجہ ہوسکتا ہے یعنی ہندوستان کے آئین کو یکجہتی اور اتفاق کے ایک رجحان کے ساتھ وفاقی قرار دیئے جانے سے ایک وفاقی رجحان کے ساتھ یونین کے لئے آئین میں بدلنا۔

جی ایس ٹی منظور کئے جانے سے پہلے مختلف ریاستوں میں مختلف مرحلوں پر کثیر ملکی ٹیکس کے تکلیف دہ نظام کے خلاف مظاہرہ کرتے ہوئے کچھ ملکی تاجروں نے ایک ملک، ایک ٹیکس کا نعرہ لگایا تھا۔ ملک کی مارکیٹ کو متحد کرنے کا عمل اس صدی کی شروعات میں ویٹ کے ساتھ شروع ہوا تھا۔ لیکن ریاستیں خود اپنی مالی مجبوریوں کی وجہ سے کچھ معاملات میں ٹیکس لگانے کی اپنی پالیسی کے سلسلے میں استقلال کے ساتھ آزاد اور خود مختار رہی تھیں۔ اس سے ایک ایسی صورت حال پیدا ہوگئی تھی جس میں ویٹ میں اکثر مختلف قسم کے ٹیکسوں میں اضافہ کیا گیا تھا، جس کے نتیجے میں ہندوستان کو سب سے زیادہ ٹیکس لگانے ملکوں میں سے ایک ملک قرار دیا جا رہا تھا۔

یہ نعرہ بلاشبہ ٹیکس لگانے کی ایک ایسی بے شکن اسکیم کی عدم موجودگی کے تئیں ایک ردعمل تھا جو تجارت کے سلسلے کو آسان بنائے نیز جو آزادی اور تقسیم وطن کے بعد آئین سازی کے عمل کا ایک عکس نہ ہو۔ یکجہتی اور اتفاق کے ایک رجحان کے ساتھ ایک وفاقیت بننے کے سلسلے میں ہندوستان کا فیصلہ تقسیم وطن کے دوران خود اس کے اپنے تجربات سے اثر انداز تھا، جب وجود میں آنے والی یہ نئی مملکت اس وقت تک اپنے ابتدائی مرحلے میں ہونے کے علاوہ باغیانہ رجحانات کے حامل لوگوں نے کچھ سے کچھ کر دینے کی دھمکی دی تھی۔

بہت سے لوگوں نے جو آئین ساز اسمبلی کی کارروائیوں میں شامل تھے نیز آزاد مشاہدین نے اکثر یہ اظہار خیال کیا ہے کہ اس اسمبلی نے اس نئے ملک کے اتحاد و سالمیت اور یکجہتی کو یقینی بنانے کی ضرورت پر ممکنہ طور سے مغلوب ہوکر توجہ مرکوز کی تھی۔ درحقیقت ایک لمبی بحث میں بہار سے رکن پارلیمنٹ سیا مانندن سہائے نے حجت کی تھی، ریاستوں اور مرکز کے درمیان مالی ہم آہنگی کے معاملے میں میرا خیال ہے کہ ریاستوں کے ساتھ اس طرح سے سلوک نہیں کیا گیا ہے جس طرح سے ان کے ساتھ کیا جانا چاہئے تھا۔ درحقیقت میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ اس معاملے میں ریاستیں 1935 کے قانون کے زمانے کے مقابلے میں زیادہ خراب حالت میں ہیں۔ ریاستوں کی ذمہ داریاں ان کے عہد نیز عوام کے لئے رفاہی اور اصلاحی اقدامات کرنے کے سلسلے میں ان کا حلقہ اختیار مرکز کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے اور اس حیثیت سے انہیں ٹیکس لگانے کے شعبے میں کافی گنجائش

مضمون نگار ٹیلی گراف کے سینئر ایڈیٹر ہیں۔
jrchowdhury@yahoo.com

دی جانی چاہئے تھی۔

بہرحال زیادہ وفاقیت کے خدشے پر ایک ہندوستان کے جذبے کے خلاف ہونے کے طور پر دل نشیں طور سے حجت کی گئی تھی نیز اس طرح سے برآمد ہوئے ڈھانچے کا مقصد ریاستوں کی بجائے مرکز کے پاس قانون سازی اور ٹیکس لگانے کے اختیارات ہونے پر توجہ مرکوز کرنا تھا۔ درحقیقت اسی بحث میں اس بات کی دلالت کرتے ہوئے متحدہ ریاستوں سے رکن پارلیمنٹ، پنڈت بردے ناتھ کنزرو نے سنجیدگی اور اتفاق کی بحث کو توجہ میں رکھا تھا: ریاستوں کے مالی اور انتظامی استحکام کا انحصار ذرا سی بھی حد تک مرکز کی صورت حال پر نہیں ہے۔ اس اثر کے لحاظ کے بغیر جو ان کے دعوؤں سے مرکزی حکومت کی صورت حال پر پڑے گا، مرکز سے ایک بڑے حصے کی مانگ کرنا ریاستوں کی تنگ نظری اور ناعاقبت اندیشی ہوگی۔

شروع کے برسوں میں پنڈت جواہر لعل نہرو کی زیر قیادت مرکزی حکومت کے ساتھ ہم وقتی میں کانگریسی وزارتوں کے ذریعہ چلائی جارہی بیشتر ریاستوں نے کبھی بھی اس انتظام پر استفسار اور اعتراض کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ 1960 کے دہے سے، جب متبادل حکومتیں ریاستوں میں ظہور میں آئی تھیں، ایسے چیلنج سامنے آئے ہیں جن کا مقصد وفاقی یونٹوں کے لئے زیادہ اختیارات مانگنا تھا۔ سی پی ایم کے تحت مغربی بنگال، این ٹی راما راؤ کے تحت آندھرا پردیش اس کی کچھ مثالیں ہیں۔

ریاستوں کے پاس اس وقت مختلف قسم کے ٹیکسوں، محصولات اور چارجز کے ذریعہ سامان اور پیشوں کے ایک وسیع سلسلے پر ٹیکس لگانے کا حق ہے، جسے انہوں نے قوانین کی ڈھیلی مسودہ سازی کا فائدہ اٹھا کر گزشتہ عرصے میں بہت ہوشیاری سے بڑھالیا ہے۔ مثلاً بنگال اپنی سرحدوں سے بار فروخت کئے گئے کوئلے پر ایک چارج عائد کرتا ہے۔ دیگر ریاستوں اس کی سرحدوں کے پار سے آنے سامان کے لئے ایک داخلہ ٹیکس شروع کیا تھا۔ یہ درحقیقت کسی بھی گاہک یا کاروبار کے لئے غلط زمانی ہے۔

لیکن زیادہ ٹیکس اکٹھا کرنے کی اس صلاحیت سے ریاستوں کو جو کہ اہل تھیں، ان کے لئے منفرد مسئلہ حل کرنے کے سلسلے میں زیادہ وسائل اکٹھا کرنے یا کچھ معاملات میں زیادہ وسائل کا اسراف بے جا کرنے کی صلاحیت ملتی ہے۔ ریاست تمل ناڈو نے جس نے جی ایس ٹی میں بہت دفعات کے مخالفت کی تھی، ایک نکتے کی بات کہی تھی کہ ساس نے ٹیکس لگانے کے اپنے پروگرام سے حاصل کردہ نقد رقم کی مدد سے سماجی شعبے میں وسیع اصلاحات کی ہیں۔

ٹیکس لگانے کا اختیار براعظم کی ریاستوں کے ذریعہ لڑی گئی امریکہ کی جنگ آزادی کے دوران مختصر اور جامع طور پر کی گئی ''حکومت'' کی حجت کا معمہ ہے۔ وزیر خزانہ ارون جیٹلی جو خود آئین کے ایک ماہر وکیل ہیں، یہ کہتے ہوئے اس اقدام کے سلسلے میں کئے گئے اعتراضات سے بہت سبک دستی اور فراست سے نمٹتے تھے کہ ''ان لوگوں میں سے کچھ کے لئے جنھوں نے یہ محسوس کیا ہے کہ یہ اپنی فرماروائی سے دست بردار ہوجانا ہے، یہ درحقیقت مرکز ریاستوں کی فرماروائی میں اضافہ کرنا تھا۔

یہ سچ ہے کہ اس جنوبی ریاست نے اپنے سماجی پیمانوں میں حیرت انگیز طور سے بہت اچھا کام کیا ہے۔ اس کے بعد صحتی اور تعلیمی پیمانوں سے اسے اپنے حریفوں کے آگے نکلنے میں مدد ملی ہے۔ اس کے یہ پیمانے اوای سی ڈی ملکوں کے پیمانوں کے ہم پلہ ہیں۔ ماہر اقتصادیات جین ڈریز کے الفاظ میں کیرالہ اور تمل ناڈو سرسری ترقیاتی عدد اشاریوں کی درجہ بندیوں میں باری باری سے سرفہرست یا اس کے قریب آئے ہیں۔ انہوں نے تیزی سے بہتری کی رفتار کے لحاظ سے بھی دیگر ریاستوں سے تجاوز کیا ہے۔

ریاستوں کی بات تو الگ رہی، میونسپل ادارے تک بھی آزادانہ طور سے بہت سے ٹیکس عائد کرسکتے ہیں نیز اچھی خاصی رقم کما سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر چنگی محصول سے کارپوریشن کی کافی آمدنی ہوتی ہے جسے جی ایس ٹی شروع کرنے سے مالی طور سے چیلنج کیا جائے گا۔ ٹیکس لگانے کے ان کے اختیارات کو فی الواقع ختم کردیا جائے گا۔ اس بات کا اعتراف کرتے ہوئے شہری ترقی کے وزیر نے ملک گیر سامان اور خدمات ٹیکس کے ریاستی حصے میں سے تمام شہری مقامی اداروں کے لئے 25 سے 30 فی صد حصہ مانگا ہے۔

توقع ہے کہ جب کہ جی ایس ٹی ایک باہمی طور سے قابل قبول فارمولے کی بنیاد پر مرکز اور ریاستوں کے درمیان تقسیم کیا جائے گا، وزارت نے کہا ہے کہ ٹیکس لگانے کے نئے نظام کے لئے راہ ہموار کرنے کی غرض سے مقامی ادارے کا ٹیکس، چنگی محصول اور دیگر داخلہ ٹیکس ختم ہوجانے پر شہری مقامی اداروں کو ایک بڑے مالی فرق سے نمٹنا ہوگا۔

اس کے علاوہ قانونی طور سے بات کرتے ہوئے جی ایس ٹی ترمیمی قانون ٹیکس لگانے کا اختیار ایک غیر منتخب ادارے کو موثر طور سے منتقل کرتا ہے۔ موثر طور سے جی ایس ٹی کونسل جو اس قائم کے تحت قائم کی گئی ہے، ٹیکس

کی شرحیں طے کرنے کا اختیار مرکزی پارلیمنٹ اور ریاستی قانون سازیاؤں سے لے لیتی ہے نیز انہیں ملک بھر میں نافذ کرنا ہوگا۔ جی ایس ٹی کونسل کے اندر ووٹ دینے کے اختیارات کی اہمیت کے مسئلے میں نہ پڑتے ہوئے، یہ حقیقت ہے کہ یہ کونسل ملک کے طول وعرض میں تمام سامان اور خدمات پر ٹیکس کی شرحوں کے تعین کرنے کے سلسلے میں اعلی قانون ساز ادارہ ہوگی نہ کہ پارلیمنٹ اور ریاستی قانون سازیاؤں کے براہ راست طور سے یا غیر براہ راست طور سے منتخبہ اراکین۔ لب لباب یہ ہے کہ یہ انتخاب کرنے والے لوگوں کے ذریعے منتخب کردہ ایک تعلیم یافتہ اعلی ادارے کی مانند ہوگی۔

نہ صرف یہ بلکہ مختلف قسم کے وہ ٹیکس جنہیں ریاست نے جی ایس ٹی میں شامل کرتے ہوئے انہیں عائد کیا ہے، نیز وہ ابتدائی طرف داری جو آئین نے مرکز کو آمدنی اور بقیہ معاملات پر ٹیکس لگانے کے اختیارات دے کر اخذ کی ہے، ختم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ریاستی انتظامیہ اور قانون سازیہ کی اس سلسلے میں بہت کم رائے رہے گی کہ ان کی متعلقہ ریاستوں میں کیا ٹیکس وصول کئے جائیں گے۔

مالی ذمہ داری اور بجٹ کے انتظام سے متعلق قانون بھی اس رقم کی حد مقرر کرتا ہے جو ایک ریاست بونڈس اور بازار کے قرضوں کے ذریعے اکٹھا کرسکتی ہے۔ جب کہ قرض داری کی طرف بھاگنے کے سلسلے میں ہندوستانی ریاستوں کے رجحان کے پیش نظر یہ اقدام درحقیقت ضروری تھا، یہ اقدام ایک امکانی ڈاکٹر بی سی رائے یا ایک سروسویس ورییہ یا ایک پرتاپ سنگھ کیروں کو ترقیاتی فنڈس کے لئے اپنی ریاستوں کی غیر معمولی ضروریات پوری کرنے کی غرض سے قرض کو ایک ذریعے کے طور پر بدلنے سے روکتا ہے۔

ان دونوں قوانین یعنی جی ایس ٹی آئینی ترمیمی قانون اور ایف آر بی ایم قانون کا امتزاج نتیجتاً ریاستوں کے وزرائے اعلی اور کیبنٹ کو سیاسی ایگزیکٹوز میں بدل دیتا ہے جنہیں اپنی متعلقہ ریاستوں کے اندر پروگراموں پر عمل درآمد کرنے کی ذمہ داری تو دی گئی ہے لیکن اس بات پر غور کرنے کے حق کے بغیر کہ مرکزی حکومت کی اجازت کے بغیر اس طرح کے پروگراموں کے لئے فنڈس کیسے اکٹھا کئے جائیں یا اپنے پروگراموں کے پیمانے میں کیسے اضافہ کیا جائے۔

ٹیکس لگانے کا اختیار براعظم کی ریاستوں کو ذریعہ لڑی گئی امریکہ کی جنگ آزادی کے دوران مختصر اور جامع طور پر کی گئی ''حکومت'' کی حجت کا معمہ ہے۔ وزیر خزانہ ارون جیٹلی جو خود آئین کے ایک ماہر وکیل ہیں، یہ کہتے ہوئے اس اقدام کے سلسلے میں کئے گئے اعتراضات سے بہت سبک دستی اور فراست سے نمٹتے تھے کہ ''ان لوگوں میں سے کچھ کے لئے جنہوں نے یہ محسوس کیا ہے کہ یہ اپنی فرمارروائی سے دست بردار ہوجانا ہے، یہ درحقیقت مرکز ریاستوں کے فرمارروائی میں اضافہ کرنا تھا۔

تاہم یہ بات یاد رکھنا بہتر ہوگا کہ دنیا نے اپنے مالی نقصانات کی بھرپائی کے لئے ایک اکسیر اعظم کے طور پر جی ایس ٹی کو مکمل طور سے ابھی تک نہیں اختیار کیا ہے۔ درحقیقت خود امریکہ بھی جی ایس ٹی کی کوئی بھی شکل اختیار کرنے کے لئے ابھی تک رضامند نہیں ہوا ہے، ممکنہ طور سے اپنے آئین کی وفاقی نوعیت کی وجہ سے۔ درحقیقت امریکی وفاقی حکام، ریاستیں اور دیگر میونسپل حکومتیں ایک نووارد کے لئے اکثر گمراہ کررہی ہیں۔ خاص طور سے کیوں کہ ہندوستان کے برخلاف جہاں براہ راست ٹیکس مرکزی حکومت کے ذریعے لگائے جاتے ہیں اور پھر ایک مقررہ فارمولے کے مطابق ریاستوں کے ساتھ ان کی ساجھے داری کی جاتی ہے، یہ ٹیکس اس ملک میں ریاستوں کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں۔

ریاستی اور قابل ٹیکس آمدنی کا تعین ریاستی قانون کے تحت کیا جاتا ہے، گوجا اکثر وفاقی قابل ٹیکس آمدنی کے حساب کتاب پر مبنی ہوتا ہے۔ تاہم کچھ معاملات میں ایسا نہیں ہے کیوں کہ ریاستیں قابل ٹیکس آمدنی کا حساب کتاب لگانے کے متبادل اقدامات یا متبادل ٹیکس بھی وضع کررہی ہیں۔ الجھن میں ڈالتے ہوئے کہ یہ افراد ٹیکس لگانے کا مجموعی اقدام ہوسکتا ہے، یہ ہندوستان کے 16.6 فی صد کے مقابلے میں اب بھی جی ڈی پی کا 24.8 فی صد ہوتا ہے۔

درحقیقت کناڈا میں جہاں جی ایس ٹی گزشتہ صدی میں شروع کیا گیا تھا، ریاستوں کو براہ راست ٹیکسوں کا اختیار ہے جب کہ وفاقی حکومت کو غیر براہ راست ٹیکس لگانے کا اختیار ہے۔ اسی وجہ سے جی ایس ٹی کے لئے تبدیلی سے ریاستی اختیارات پر کوئی اثر نہیں پڑا ہے۔

یہ بات ابھی دیکھی جانی باقی ہے کہ ہندوستانی سیاست سامان اور خدمات ٹیکس کے فی الواقع عمل درآمد کے چیلنج کے تئیں کیسے ردعمل کا اظہار کرے گی۔ یہ ٹیکس لگانے کے اختیارات کو بخوبی قبول کرسکتی ہے جو اب ایک جزو میں مرتب کئے گئے ہیں اور جو نئی حالت موجودہ سے تبدیلی لانا چاہتے ہیں۔

اگر ریاستیں فی الواقع ایک مثالی انتظام حاصل کرنے کا فیصلہ کرتی ہیں تو وہ تب یا تو آسٹریلیائی ماڈل کا انتخاب کرسکتی ہیں جہاں 75 فی صد ٹیکس وفاقی یا دولت مشترکہ حکومت کے ذریعے اکٹھا کئے جاتے ہیں نیز ہندوستان کے مالیاتی کمیشنوں کے ذریعے قائم کردہ نظام کے مماثل ایک بہت ہی جدید ترین نظام کے ذریعے تقسیم کئے جاتے ہیں یا پھر وہ کناڈیائی ماڈل اختیار کرسکتی ہیں کیوں کہ ہندوستان کی ریاستیں مرکز کے ساتھ غیر براہ راست ٹیکس لگانے کے اختیار کا مبادلہ کررہی ہیں نیز اس کے بدلے براہ راست آمدنی ٹیکس لگانے یا مجموعی طور سے ایک نیا نظام وضع کرنے کا اختیار لے رہی ہیں۔

ہندوستان میں ٹیکس لگانے کے قوانین کا مستقبل کیا رہے گا، اس بات کا تعین ہندوستانی سیاست خود اپنے منفرد انداز میں کرے گی لیکن اس وقت وہ جوش وخروش، جس کے نتیجے میں جی ایس ٹی وجود میں آیا ہے، آنے والے برسوں میں ہندوستان کے وفاقی تعلقات کی بخوبی توضیح کرے گا۔

☆☆☆

پرواکر ساہو/ اشونی بشنوئی

ہندوستان میں سامان اور سروس ٹیکس

جی ایس ٹی اور بین اقوامی تجربہ

موجودہ ریاستی ویٹ مرکز کو پہلے ہی ادا کردہ ایکسائز محصول پر ویٹ لگانے، تعیش ٹیکس، تفریح ٹیکس جیسے مختلف دیگر غیر براہ راست ٹیکس لگانے وغیرہ جیسی پابندیوں سے دوچار ہے۔ اس میں مرکزی سیلس ٹیکس (سی ایس ٹی) پر ان پٹ کریڈٹ لینے کا اہتمام نہیں ہے۔ اس لئے سی جی ایس ٹی اور ایس جی ایس ٹی کے لئے کریڈٹس لینے اور ان کا استعمال کرنے کی غرض سے قواعد و ضوابط کو راست کرنے کے لئے ایک جامع جی ایس ٹی ضروری ہے۔

ٹیکس کی ایک آسان کردہ اور یکساں شرح کے لئے ہندوستان میں انتہائی انتظار کردہ اقتصادی اصلاحات 3اگست 2016 کو ہندوستان کی پارلیمنٹ میں منظور کی گئی تھیں۔ آزاد ہندوستان میں سب سے بڑی ٹیکس اصلاح نیز 1991 میں ڈھانچہ جات اصلاحات کے بعد سب سے بڑی اقتصادی اصلاح بھی گیارہ سال تک مشکل سیاسی صورت حال، بحث مباحثے اور تبادلہ خیالات کے بعد پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں اب منظور کی جا چکی ہے۔

سامان اور خدمات ٹیکس (جی اشیاء) سے جس میں سامان اور خدمات پر 15 مرکزی اور ریاستی ٹیکسوں کو ضم کر دیا گیا ہے، تمام ریاستوں میں غیر براہ راست ٹیکس کی ایک واحد شرح قائم ہوگی نیز ہندوستان حقیقی معنوں میں ایک متحدہ بازار بن جائے گا۔ اپریل 2017 سے ٹیکس لگانے کے لحاظ سے کوئی ریاست سرحد نہیں رہے گی۔ یہ سنگ میل حصولیابی جو آئندہ برسوں میں ایک انقلاب ثابت ہوگی، اقتصادی اصلاحات کے لحاظ سے مودی حکومت کا سب سے بڑا سنگ میل ہے لیکن جی ایس ٹی کی شرح ہنوز مقرر کئے جانے کی ضرورت ہے نیز عملی معاملات طے کئے جانے باقی ہیں۔

مالیت پر مبنی مرکزی ٹیکس (سینویٹ) اور ریاستی ویٹ کا موجودہ نظام مختلف اثرات سے دوچار ہے۔ چوں کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے وابستہ نہیں ہیں، اس لئے اس نظام کی وجہ سے گاہکوں کو زیادہ ٹیکس دینا پڑتا ہے، مرکز اور ریاستوں کے مختلف ان پٹ ٹیکس کریڈٹ رہتے ہیں اور ریاستی ویٹ کی تفریقی شرحیں رہتی ہیں۔ ہندوستان میں سرمایہ کاروں اور صنعت کے لئے سب سے زیادہ مشکل چیلنجوں میں سے ایک چیلنج مرکز اور ریاست دونوں میں کثیر شرحوں کے ساتھ ٹیکس کا اس کا پیچیدہ کردہ نظام ہے۔ ٹیکس کے اصولوں کی عمل آوری کے لئے کافی وقت اور پیسے کی ضرورت ہوتی ہے نیز سہل بنانا گزشتہ دہے میں صنعت اور سرمایہ کاری کی طرف سے سب سے زیادہ مطلوبہ اصلاحات میں سے ایک اصلاح رہی ہے۔ سامان اور خدمات پر ٹیکسوں کو مربوط بنانے سے عمل آوری کے اخراجات میں کمی آئے گی نیز ایک ہی دفعہ ان پٹس کے لئے بھرپور ٹیکس کریڈٹ بھی ملے گا۔

مرکزی اور ریاستی دونوں سطحوں پر ویٹ کے موجودہ نظام میں کچھ کمیاں ہیں۔ مرکزی سطح پر صرف خام مال پر ادا کردہ ٹیکسوں کے لئے ان پٹ کریڈٹ دیا جاتا ہے لیکن اشیاء سازی کے بعد کے اخراجات کے لئے ادا کردہ ٹیکسوں کے لئے نہیں۔ سروس ٹیکس محدود مصنوعات پر لگایا جاتا ہے۔ اس لئے یہ مصنوعات تیار کرنے کے عمل میں خرچ کردہ سروس ٹیکس کا کریڈٹ دینا مشکل ہے۔ جامع جی ایس ٹی سامان اور خدمات دونوں پر لگایا جائے گا نیز اس لئے مختلف اثرات کم کرنا لازمی ہے۔

موجودہ ریاستی ویٹ مرکز کو پہلے ہی ادا کردہ ایکسائز محصول پر ویٹ لگانے، تعیش ٹیکس، تفریحی ٹیکس جیسے مختلف دیگر غیر براہ راست ٹیکس لگانے وغیرہ جیسی

پرواکر ساہو دہلی یونیورسٹی دہلی کے انسٹی ٹیوٹ آف اکنامک گروتھ سے وابستہ ہیں اور اشونی بشنوئی کروکشیتر میں واقع نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ٹکنالوجی کے ڈپارٹمنٹ آف ہومنیٹز اور سوشل سوسائنسز میں اسسٹنٹ پروفیسر ہیں۔
pravakarfirst@gmail.com
ashwani.mbe@gmail.com

پابندیوں سے دوچار ہے۔ اس میں مرکزی فروخت ٹیکس (سی ایس ٹی) پر ان پٹ کریڈٹ لینے کا اہتمام نہیں ہے۔اس لئے سی جی ایس ٹی اور ایس جی ایس ٹی کے لئے کریڈٹس لینے اور ان کا استعمال کرنے کی غرض سے قواعد وضوابط کو راستہ کرنے کے لئے ایک جامع جی ایس ٹی ضروری ہے۔ مجموعی طور سے ٹیکس دہندہ اور سرکاری خزانے کو ٹیکس کے ایک آسان تر نظام، مختلف اثرات کو کم کرنے، مشترکہ بازاروں کو فروغ دینے، ٹیکس کی بنیاد وسیع کرنے اور عمل آوری کے اخراجات میں کمی لانے سے فائدہ ہوگا۔

ایک مرکزی اور ریاستی جی ایس ٹی کے ساتھ یہ مجوزہ دوہرا جی ایس ٹی اس نظام کی جگہ لے لے گا۔ سی ایس ٹی کی جگہ مربوط سامان اور خدمات ٹیکس (آئی جی ایس ٹی) لے لے گا، جو ہندوستان میں سامان یا خدمات کی بین ریاستی فراہمی پر لگایا جائے گا نیز مرکز کے ذریعے وصول کیا جائے گا۔ آئی جی ایس ٹی کا اطلاق سامان اور خدمات کی درآمدات نیز سامان اور خدمات کی بین ریاستی ذخیرہ جاتی منتقلیوں پر ہوگا۔ چوں کہ مجوزہ جی ایس ٹی منزل مقصول پر مبنی ٹیکس ہے، اس لئے ٹیکس کا بوجھ سامان اور خدمات فراہم کرنے والی ریاست سے ان کا استعمال کرنے والی ریاست کو منتقل ہو جائے گا نیز اس کے نتیجے میں اشیاء تیار کرنے اور فروغ دینے والی ریاستوں کے لئے کم سے مالیہ رہے گا۔ اگر چہ جی ایس ٹی پہلے پانچ برسوں میں مالیے کے کسی بھی نقصان کے لئے ریاستوں کو معاوضہ دے گا، فروغ دینے والی ریاستوں کیلئے یہ اچھی خبر نہیں ہے، جنھوں نے ترقی وفروغ کے لئے سرمایہ کاری اور صنعتوں کو راغب کرنے کی غرض سے بنیادی ڈھانچے اور دیگر افادیتوں میں سرمایہ کاری کی ہے۔ چناں چہ استعمال کرنے والی یا منزل مقصود والی ریاستوں (مثلاً اوڈیشہ، اتر پردیش، بہار اور کیرالہ) کو فائدہ ہوگا جب کہ سامان اور خدمات فراہم کرنے والی ریاستوں (مثلاً تمل ناڈو، گجرات اور مہاراشٹر) کو نقصان ہوگا۔ مجموعی طور سے پورے ہندوستان میں غیر براہ راست ٹیکس کی ایک واحد شرح سے ایک مشترکہ بازار قائم ہوگا نیز اس کے نتیجے میں حتمی گاہکوں پر ٹیکس کا کم بوجھ پڑے گا۔

جی ایس ٹی کا اطلاق کچھ نفع بخش شعبوں (مثلاً انسانی کھپت کے لئے الکحل مصنوعات، بجلی، غیر منقولہ جائیداد اور پٹرولیم مصنوعات) پر نہیں ہوگا۔ ریاستیں ان شعبوں پر ٹیکس کی تفریقی شرحیں لاگو کریں گے۔ لیکن پٹرولیم مصنوعات کو جن کی قیمتیں دیگر مصنوعات کی عام قیمتوں پر وسیع نتائج کی حامل ہیں، جی ایس ٹی کونسل کے ذریعے تاریخ مشتہر کئے جانے پر جی ایس ٹی کے تحت لایا جائے گا۔

پورے ہندوستان میں ایک یکساں جی ایس ٹی سے بلا رکاوٹ ان پٹ ٹیکس کریڈٹ، ٹیکس کے مختلف اثرات ختم کرنے میں سہولت فراہم ہوگی نیز ریاستوں میں سامان اور خدمات کی آزادانہ فراہمی کی جا سکے گی۔

اس سے اشیاء ساز کمپنیوں کو سپلائی اور خام مال کے سلسلے میں اکونومیز آف اسکیل حاصل کرنے نیز مناسب ان پٹ ٹیکس کریڈٹ کے ساتھ ٹیکس کے اضافی بوجھ کے بغیر اپنی مصنوعات فروخت کرنے میں مدد ملے گی۔ اس کے نتیجے میں پیداوار کے سلسلے میں معیشتوں کو فروغ ملے گا۔ بالآخر لین دین کے اخراجات کم ہوں گے اور گاہکوں کو فائدہ ہوگا۔

ریاستوں میں تفریقی ٹیکس کے موجودہ ڈھانچے سے مختلف متعلقین کے لئے توڑ مروڑ کرنے والی ترغیبات پیدا ہوتی ہے۔ پیداوار اور بندوبست کے لئے سرمایہ کار ایسی جگہوں کو ترجیح دیتے ہیں، جہاں ٹیکس کی کم سے کم شرح ہو۔ اب ٹیکس ترغیب سے اثر انداز کردہ یہ ٹیڑھا میڑھا پیداواری ڈھانچہ ختم ہو جائے گا۔ یہ چیز ''ہندوستان میں بناؤ'' مہم کے لئے اچھی ہے۔ چناں چہ جی ایس ٹی کے ذریعے ٹیکس کے نظام کو سہل بنانا ایک انقلاب لانے کی مانند ہوگا۔ حالاں کہ دیگر اہم اصلاحات مثلاً زمین کی حصولی، لچک دار لیبر قوانین، ابھی کی جانی باقی ہیں۔

بین اقوامی تجربہ

بین اقوامی تجربے سے پتہ چلتا ہے کہ جی ایس ٹی کی کامیابی کا انحصار زیادہ تر ماڈل اور موثر عمل درآمد پر ہے۔ گزشتہ عرصے میں بہت سے ملکوں نے ترقی وفروغ، مالیے اور قیمتوں میں استحکام کے لحاظ سے جی ایس ٹی کے فوائد حاصل کرنے کی غرض سے اپنے ڈھانچے کو درست کیا ہے۔ اب تک، آسٹریلیا، کناڈا اور نیوزی لینڈ جیسے ملکوں میں تجربہ مختصر سے درمیانہ مدت میں بہتر مالیہ اور قیمتوں میں استحکام کی صورت میں سامنے آیا ہے۔ بلاشبہ اگر جی ایس ٹی کی شرح زیادہ ہے تو مختصر مدت میں جی ایس ٹی پر عمل درآمد کرنے کے فوراً بعد قیمتوں میں اضافہ ہونے کا ہمیشہ خدشہ رہے گا۔

بہت سی خدمات (مثلاً تعلیم، صحت نیز تجارتی اور کاروباری خدمات) پر اس وقت ٹیکس نہیں لیا جاتا ہے یا کم شرح سے ٹیکس لیا جاتا ہے۔ چوں کہ جی ایس ٹی کی مجوزہ

خاکہ 1: کناڈا میں جی ایس ٹی اور بڑی اقتصادی کارکردگی

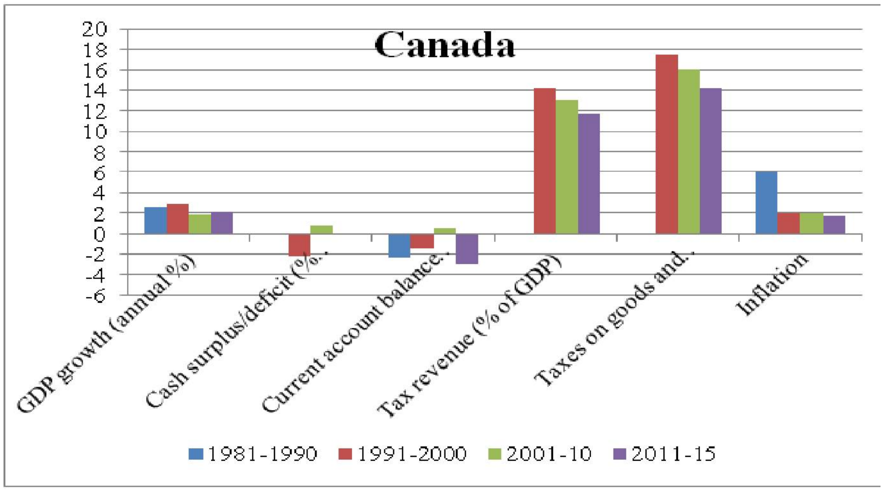

ماخذ: عالمی ترقیاتی اشاریے، عالمی بینک

شرح 18 تا 22 فی صد ہے، اس لئے جی ایس ٹی پر عمل درآمد کے نتیجے میں مختصر مدت میں افراط زر ہو سکتی ہے۔ بین اقوامی تجربے سے پتہ چلتا ہے کہ افراط زر مختصر مدت میں اس صورت میں بڑھ گئی تھی، جب بہت ساری نئی خدمات اور سامان پر جی ایس ٹی کے تحت ٹیکس لگایا گیا تھا جن پر پہلے ٹیکس نہیں لگایا جاتا تھا۔ جی ایس ٹی کے ڈھانچے سے جی ایس ٹی ادا نہ کرنے یا ٹیکس ادا نہ کرنے والے کاروباروں کے لئے یہ بہت مشکل ہو جائے گا کیوں کہ اشیاء سازی سے لے کر خردہ فروشی تک پورا مالیتی سلسلہ ایک مربوط آئی ٹی ڈھانچے کے ذریعے شفاف طور سے گرفت میں آجائے گا، لہذا ایک طرف مختلف اثرات میں کمی آنے اور بنیاد میں اضافے کے نتیجے میں حکومت کے لئے ٹیکس آمدنی میں اضافہ ہونے کی وجہ سے ٹیکس کے بوجھ میں کمی آنے کا امکان ہے جب کہ دوسری طرف قیمتوں میں اضافہ ہونے کا امکان ہے۔

ملک میں تقریباً 160 ملک ایسے ہیں جنہوں نے ویٹ/جی ایس ٹی پر عمل درآمد کیا ہے۔ آسیان میں سات ملک، ایشیا میں 19 ممالک، یوروپ میں 53 ملک، بحرالکاہل میں سات ملک، افریقہ میں 44 ملک، جنوبی امریکا میں 11 ملک اور کیریبیائی، وسطی اور شمالی امریکہ میں 19 ملک ہیں۔ واضح طور سے یوروپ میں ان ملکوں کی سب سے بڑی تعداد ہے جنہوں نے ویٹ یا جی ایس ٹی پر عمل درآمد کیا ہے۔ فرانس 1954 میں جی ایس ٹی پر عمل درآمد کرنے والے اولین ملکوں میں سے ایک تھا جس کے بعد 1968 میں جرمنی اور 1973 میں جی ایس ٹی پر عمل درآمد کیا تھا۔ امتیازی طور سے جی ایس ٹی بیشتر ملکوں میں ٹیکس کا ایک متحدہ نظام ہے، لیکن کناڈا اور برازیل میں دوہرا جی ایس ٹی ہے جیسا کہ ہندوستان نے جی ایس ٹی تجویز کیا ہے۔ بیشتر ملکوں میں ویٹ/جی ایس ٹی کی معیاری شرح 16 سے 20 فی صد کے درمیان ہے جو 18 سے 22 فی صد کے درمیان ہندوستان کی مجوزہ جی ایس ٹی شرح سے ملتی جلتی ہے۔

اگر ہم آسٹریلیا، کناڈا، نیوزی لینڈ، سنگاپور، جاپان، کوریا، برطانیہ جیسے کچھ بڑے ملکوں پر نظر ڈالیں (ٹیبل 1) تو ہمیں معلوم ہوگا کہ انہوں نے بیشتر بڑے اقتصادی اشاریوں کے سلسلے میں کافی اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ جی ایس ٹی کے ڈھانچے کی قسم ہر ملک میں مختلف ہے۔ مثال کے طور پر آسٹریلیا نے کم سے کم غیر معین جی ایس ٹی نیوزی لینڈ نے سب سے زیادہ غیر معین جی ایس ٹی اختیار کیا تھا، جب کہ کناڈا کا جی ایس ٹی درمیانہ تھا۔ ٹیبل ایک میں دکھائے گا بیشتر ملکوں میں جی ایس ٹی پر عمل درآمد کرنے کے فوراً بعد قیمتوں کی اپنی سطحوں میں ایک عارضی تیزی کا تجربہ ہوا تھا۔ لیکن کچھ سال بعد اور درمیانہ مدت میں قیمتوں کی سطحیں مستحکم ہوگئیں اور پھر ان میں کمی آگئی۔ جیسا کہ ٹیبل ایک میں بتایا گیا ہے، بیشتر ملکوں میں افراط زر کی شرح ویٹ/جی ایس ٹی پر عمل درآمد کرنے کے بعد کم شرح پر مستحکم ہوگئی ہیں۔ دیگر بڑے اشاریوں مثلاً جی ڈی پی کی شرح اضافہ، مالی توازن، چالوں کھاتے کے توازن، ٹیکس اور جی ڈی پی کے تناسب میں بیشتر ملکوں میں خاص طور سے کناڈا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، کوریا، سنگاپور اور برطانیہ کے معاملے میں بہتری آئی ہے۔ چناں چہ جی ایس ٹی جیسے ٹیکس کے ایک سہل اور متحدہ نظام سے یہ معیشتیں زیادہ مقابلہ جاتی بن جاتی ہیں، برآمدات کو بہتر بنانے میں مدد ملتی ہے۔ خزانے کے لئے زیادہ مالیہ فراہم ہوتا ہے نیز قیمتوں میں استحکام آتا ہے۔ لیکن جیسا کہ ٹیبل ایک میں دکھایا گیا ہے، ان ملکوں کی ترقی کی سطح نیز مناسب جی ایس ٹی ماڈل پر موثر عمل درآمد کی وجہ سے بھی عمومی طور سے معیشت کی کارکردگی اور اہم بڑے اشاریے ان ملکوں میں بڑے کاروبار کے سلسلے میں مختلف ہیں۔ مزید برآں، ترقی وفروغ، مالی توازن، چالو کھاتے کا توازن وغیرہ جیسی ان بڑی تغیر پذیر چیزوں کی کارکردگی صرف ٹیکس ڈھانچے پر ہی نہیں بہت سے دیگر ڈھانچہ جاتی، پالیسی اور خوبیوں والے عناصر پر بھی منحصر ہے۔

جی ایس ٹی کا ڈھانچہ اختیار کرنے والے بہت سے ملکوں کی کامیابی کے بعد ملیشیا ایشیا میں جی ایس ٹی شروع کرنے والے حالیہ ملکوں میں سے ہے نیز چین ٹیکسوں کے ایک یکساں نظام کے سلسلے میں کام کر رہا ہے۔ ملیشیا نے یکم اپریل 2015 سے صرف 6 فی صد کا جی ایس ٹی شروع کیا ہے۔ جنوب ایشیائی خطے میں بنگلہ دیش، سری لنکا، پاکستان اور نیپال سمیت بہت سے ملکوں میں 1990 کے دہے سے اور زیادہ سے زیادہ 2000 کے دہے کے شروع تک ویٹ نافذ تھا۔ کچھ ملکوں مثلاً برانڈی، کونگو، گامبیا، موزامبیق اور سیشلز کو چھوڑ کر جنہوں نے گزشتہ سات تا آٹھ سال کے دوران ویٹ لاگو کیا ہے، ہندوستان کے ویٹ لاگو کرنے سے پہلے بیشتر افریقی ملکوں میں بھی ویٹ نافذ تھا۔

ہندوستانی سیاق وسباق سے ملتا جلتا، صرف کناڈا ہے جس میں دوہرے جی ایس ٹی کا نظریہ ہے۔ حالاں کہ مختلف سیاسی دھڑوں کے ذریعے کناڈا میں جی ایس ٹی

خاکہ 2: آسٹریلیا میں جی ایس ٹی اور بڑی اقتصادی کارکردگی

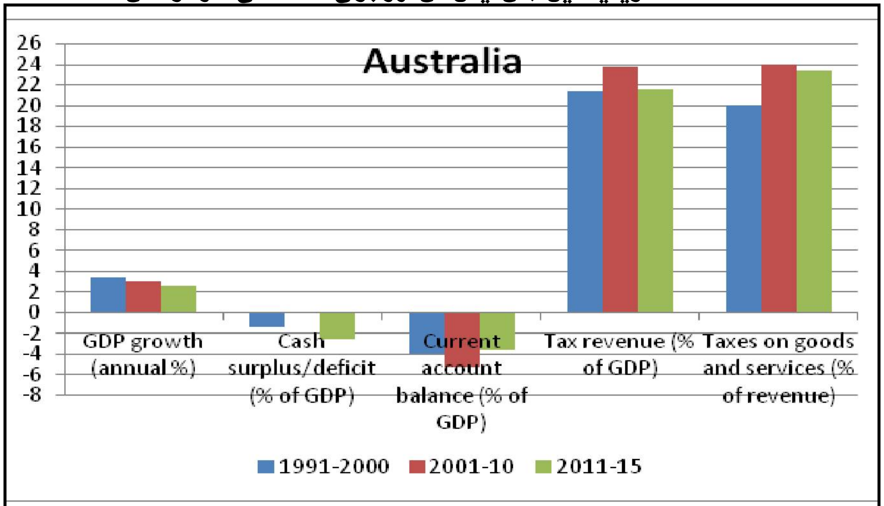

ماخذ: عالمی ترقیاتی اشاریے، عالمی بینک

ٹیبل 1: جی ایس ٹی پر عمل درآمد کرنے والے ملکوں کی اقتصادی کارکردگی

مالی توازن (جی ڈی پی کا فی صد)						جی ڈی پی میں اضافہ (فی صد)						شروع کرنے کا سال	ملک
2011 15	2001 10	2001- 2000	1991 1990	1981- -80	1971 70	1961 15	2011- 10	2001 2000	1991 1990	1981 -80	1971 -70	1961	
-2.50	-0.14	-1.36	0.04	0.11	-	2.64	3.05	3.32	3.42	3.02	5.09	2000	آسٹریلیا
-2.13	-2.37	-2.26	-3.39	-	-	1.02	3.73	2.60	1.77	8.51	6.19	1964	برازیل
-0.16	0.77	-2.17	-	-	-	2.13	1.87	2.87	2.67	4.06	5.21	1991	کناڈا
-4.21	-4.94	-4.50	-1.05	1.16	-	0.85	1.22	2.10	2.49	3.64	5.57	1954	فرانس
-7.72	-4.01	-	-3.31	-3.32	-	0.62	0.80	1.14	4.64	4.50	9.30	1989	جاپان
1.69	1.49	1.90	1.53	-	-	2.96	4.44	6.63	9.74	9.05	8.71	1977	کوریا جمہوریہ
-	-	-0.45	-2.55	-	-	2.84	1.82	3.64	1.88	6.71	6.81	1980	میکسیکو
-2.16	1.41	-	-2.47	0.49	-	2.71	2.55	3.06	1.91	1.26	-	1986	نیوزی لینڈ
8.92	5.75	14.95	10.51	-	-	3.96	5.91	7.19	7.79	9.09	9.35	1994	سنگاپور
-6.44	-4.90	-3.62	-0.70	-1.24	-	2.10	1.62	2.44	2.95	2.14	3.06	1973	یوکے
جی ڈی پی کے لئے ٹیکس فی صد						چالو کھاتے کا توازن (جی ڈی پی کا فی صد)							
2011 15	2001 10	2001- 2000	1991 1990	1981- -80	1971 70	1961 15	2011- 10	2001 2000	1991 1990	1981 -80	1971 -70	1961	کا سال
21.53	23.75	21.43	22.27	19.40	-	-3.64	-5.32	-3.95	-5.56	-	-	2000	آسٹریلیا
14.50	15.39	11.31	12.01	-	-	-3.32	-0.68	-1.93	-1.55	-4.40	-	1964	برازیل
11.75	13.07	14.16	-	-	-	-3.00	0.49	-1.43	-2.28	-2.87	-1.91	1991	کناڈا
22.74	22.12	20.45	19.32	18.45	-	-0.84	0.11	1.26	-0.58	0.23	-	1954	فرانس
10.24	9.84	12.27	11.84	10.27	-	1.64	3.44	2.39	-	-	-	1989	جاپان
14.44	14.23	13.08	13.35	-	-	5.12	1.64	0.60	-0.74	-3.80	-	1977	کوریا جمہوریہ
-	-	9.53	11.78	-	-	-1.93	-1.30	-3.28	-0.79	-4.69	-	1980	میکسیکو
27.34	29.74	-	30.42	27.86	-	-3.17	-4.32	-3.30	-	-	-	1986	نیوزی لینڈ
13.58	12.80	15.45	14.54	-	-	19.21	19.71	13.99	0.34	-11.41	-	1994	سنگاپور
25.52	26.33	25.33	24.26	23.02	-	-3.99	-2.32	-1.33	-0.77	-0.30	1.51	1973	یوکے
افراط زر (سی پی آئی میں اضافہ)						سامان اور خدمات پر ٹیکس (مالیے کا فی صد)						شروع کرنے کا سال	
2011 15	2001 10	2001- 2000	1991 1990	1981- -80	1971 70	1961 15	2011- 10	2001 2000	1991 1990	1981 -80	1971 -70	1961	
2.30	3.01	2.22	8.13	10.45	2.47	23.37	24.03	20.04	23.12	21.10	-	2000	آسٹریلیا
6.72	6.69	-	-	-	-	25.99	31.02	25.09	24.17	-	-	1964	برازیل
1.68	2.02	2.00	5.97	8.06	2.94	14.21	15.97	17.38	-	-	-	1991	کناڈا
1.10	1.71	1.72	6.37	9.67	4.22	21.57	23.59	26.37	29.67	34.47	-	1954	فرانس
0.72	-0.26	0.84	2.06	9.10	5.80	37.04	31.78	13.87	19.38	22.22	-	1989	جاپان
1.90	3.19	5.10	6.39	16.48	-	24.88	28.01	32.33	34.72	-	-	1977	کوریا جمہوریہ
3.61	4.68	18.69	69.08	16.80	2.87	-	-	55.03	56.05	-	-	1980	میکسیکو
1.57	2.57	1.83	10.76	12.52	4.02	26.29	26.27	-	21.06	18.94	-	1986	نیوزی لینڈ
2.53	1.62	1.73	2.28	6.72	1.19	24.49	22.83	17.07	16.00	-	-	1994	سنگاپور
2.27	2.10	2.69	-	-	-	32.98	31.32	32.80	29.99	26.23	-	1973	یوکے

مآخذ: عالمی ترقیاتی اشاریے، عالمی بینک

شروع کرنے کے سلسلے میں شدید مخالفت کی گئی تھی لیکن کناڈا اس سلسلے میں آگے بڑھتا رہا اور اس نے مخالفت کے باوجود اس پر عمل درآمد کیا۔ درحقیقت حکومت کناڈا عملی رہی ہے نیز اس سے عمل درآمد کرنے کے بعد جی ایس ٹی کی شرح کم کرنے کے سلسلے میں مستقل طور سے کام کیا ہے۔ کناڈا میں جی ایس ٹی نے اشیاء ساز کے فروخت ٹیکس کی جگہ لے لی اور 1991 میں نافذ العمل ہوا۔ اس ٹیکس کا اطلاق پنساری کے سامان جیسی اشیاء، رہائشی کرایے، طبی خدمات اور خدمات جیسی سروس پر نہیں کیا گیا تھا۔ جی ایس ٹی پر عمل درآمد کرنے کے بعد کی مدت کے دوران کناڈا کے معاملے میں ترقی وفروغ، سرکاری مالیے، ٹیکس مالیے اور قیمتوں میں استحکام کے لحاظ سے بڑی اقتصادی کارکردگی میں بہتری آئی ہے۔ (خاکہ 1) اسی طرح سے آسٹریلیا کو جس نے 2000 میں جی ایس ٹی پر عمل درآمد کیا تھا، خاص طور سے ٹیکس مالیے اور چالو کھاتے کے توازن کے معاملے میں مثبت نتائج کا تجربہ ہوا ہے۔ (خاکہ 2) ایک اور ملک جو جی ایس ٹی پر عمل درآمد کرنے میں کامیاب رہا ہے، نیوزی لینڈ ہے جس نے 1986 میں جی ایس ٹی شروع کی ہے۔ بیشتر ملکوں کے برخلاف کچھ استثنات ہیں: مثال کے طور پر ہر قسم کی خوراک پر یکساں ٹیکس لگایا جاتا ہے۔ یوروپی یونین میں جی ایس ٹی آؤٹ پٹ ویٹ اور ان پٹ ویٹ کے نام سے جانا جاتا ہے۔

لیکن بہت سے ملکوں کو شروع کرنے کے بعد بہت جلد شرحوں میں اضافہ کرنا پڑا ہے۔ یہ بات ہندوستانی سیاق وسباق کے لحاظ سے بہت زیادہ متعلق ہے جہاں ایک دفعہ مالیے غیر معین شرح کے بارے میں 27 فی صد پر تبادلہ خیالات کیا گیا تھا اور اب حقیقت پسندانہ طور سے 16 تا 18 فی صد کے بارے میں بات کی جارہی ہے۔ یہ بات لازمی ہے کہ جی ایس ٹی کی کامیابی کو یقینی بنانے کے لئے شرح کا ایک معقول ڈھانچہ اختیار کیا جائے۔

بین الاقوامی تجربے سے سبق حاصل کرنا

ایک بڑا چیلنج جس کا مقابلہ بیشتر جی ایس ٹی ملکوں نے کیا ہے، یہ تھا کہ جی ایس ٹی نوعیت کے لحاظ سے افراط زر والا رہے گا، خاص طور سے اس صورت میں اگر ٹیکس کی موثر شرح پہلے رائج شرح کے مقابلے میں زیادہ ہے۔ مثلاً سنگاپور نے 1994 میں افراط زر میں اس وقت اضافہ دیکھا تھا جب اس نے جی ایس ٹی شروع کیا تھا۔ اس بات کے پیش نظر منتظمین کے لئے اس بات پر نظر رکھنا سب سے زیادہ اہم ہوجاتا ہے کہ ٹیکس کے عائد کرنے کے بعد قیمتوں میں کتنا اضافہ ہو۔ ملیشیا، ایک حد تک، اس خطرے کو کم کرسکا تھا کیوں کہ جی ایس ٹی ایک حد تک اس

> **جی ایس ٹی کے بین اقوامی تجربے سے پتہ چلتا ہے کہ استثنا کو کم سے کم رکھنا ضروری ہے لیکن کسی نے کسی عذر سے استثنات دینے کے سلسلے میں مختلف سیاسی گروپوں کے دباؤ کی مزاحمت کرنا آسان نہیں ہے۔ تاھم اس سے جیسے اصلاحی عمل میں تمام متعلقہ ریاستوں کے ذریعے اجتماعی طور سے فہرست میں رکاوٹ چھانٹ کرنا ممکن ہے۔**

خطرے کو کم کرسکا تھا کیوں کہ جی ایس ٹی کی وجہ سے قیمتوں پر کنٹرول اندرون ملک تجارت اور صارفین کے امور کی وزارت کے ذریعے کیا گیا تھا۔

ملیشیا کے تجربے سے ایک اور اہم سبق یہ ہے کہ عمل درآمد کرنے کا عمل جی ایس ٹی کے لئے تیار ہونے کے ساتھ ہی کاروبار جلد شروع کرنے کی ضرورت ہے۔ جی ایس ٹی کی تیاری کے لئے ڈیڑھ سال فراہم کرنے کے بعد بھی ملیشیائی حکومت کو شدید ناراضگی کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ ہندوستان میں مجوزہ پیچیدہ جی ایس ٹی ماڈل نیز جی ایس ٹی نظام اپنانے کے لئے تبدیلی لانے کی غرض سے کاروبار کرنے کی ضرورت کے پیش نظر ہندوستانی حکومت کے لئے یہ کام فی پر چیلنج ہوگا کہ وہ امکانی تاریخ کے طور پر یکم اپریل 2017 سے نومہینوں سے بھی کم میں جی ایس ٹی پر عمل درآمد کرنے کے لئے کاروبار کرنے کے کام سے نمٹے۔

مزید برآں بین اقوامی تجربہ یہ ہے کہ کافی عرصہ سے جی ایس ٹی لازمی طور سے ایک مرکزی ٹیکس رہا ہے نیز حکومت کی دو مختلف سطحوں کے ذریعے عائد کئے جانے کو وصولی کے زیادہ اخراجات، عمل آوری کے اخراجات اور ٹیکس کی غیر آہم آہنگی سے پیدا ہونے والی ممکنہ غلط باتوں نیز موثر بڑی اقتصادی اور ازسرنو تقسیمی پالیسیاں شروع کرنے کے لئے مرکزی حکومت کے اختیارات پر ممکنہ حد بندیوں کی وجہ سے ناقابل عمل یا ناپسندیدہ سمجھا گیا تھا۔ ضمنی قومی جی ایس ٹی لگانے کے لئے تکنیکی اعتراضات بھی سرحد پار تجارت کی وجہ سے کئے گئے تھے۔ چناں چہ بیشتر وفاقی ملکوں میں وفاقی سطح پر ویٹ ہے، گو ان میں سے کچھ ملک ضمنی قومی حکومتوں کے ساتھ مالیے کی ساجھے داری کرتے ہیں۔ سب سے پہلے ضمنی قومی ویٹ مخرج کی بنیاد پر برازیل میں شروع کیا گیا تھا۔ یوروپی یونین نے منزل مقصود کے اصول کی بنیاد پر ویٹ پر عمل درآمد کیا تھا لیکن سرحد پار تجارت والے ملکوں کا مسئلہ تبادلہ خیالات کا ایک موضوع رہا ہے۔ ٹیکس کی بنیادوں کو ہم آہنگ بنا کر دوہرے ویٹ کے ساتھ کناڈا کے تجربے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ نظام خاص طور سے قابل عمل ہے۔

جی ایس ٹی کے بین اقوامی تجربے سے پتہ چلتا ہے کہ استثنات کو کم سے کم رکھنا ضروری ہے لیکن کسی نے کسی غدر سے استثنات دینے کے سلسلے میں مختلف سیاسی گروپوں کے دباؤ کی مزاحمت کرنا آسان نہیں ہے۔ تاہم اس سے جیسے اصلاحی عمل میں تمام متعلقہ ریاستوں کے ذریعے اجتماعی طور سے فہرست میں رکاوٹ چھانٹ کرنا ممکن ہے۔ استثنات کی فہرست کو طویل رکھنے سے ریاستوں کی مالی خودمختاری میں اضافہ نہیں ہوگا بلکہ اس کی وجہ سے ٹیکس کی بنیاد زیادہ چھوٹی ہوجائے گی اور کسی بھی صورت میں اس سے ان پٹ ٹیکسوں کی جامع کریڈیٹنگ یقینی نہیں ہوگی۔

مختلف ملکوں میں سے نیوزی لینڈ میں استثنات کی سب سے کم تعداد ہے نیز جی ایس ٹی کا سب سے زیادہ

جامع احاطہ ہے لیکن ہندوستان جیسے ملک میں اس پرعمل کرنا ممکن نہیں ہوسکتا ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی اہم ہے کہ چھوٹے پیمانے کی صنعت کی ترقی وفروغ وغیرہ کے ذریعے روزگار کے مواقع پیدا کرنے، مساوات، انتظامی آسانی، علاقائی ترقی کے ظاہری مقاصد پورے کرنے کی غرض سے استثنات دینے کے سلسلے میں سیاسی دباؤ کی مزاحمت کی جائے۔

سیکھے گئے اسباق سے اس بات کا انکار نہیں کیا جاسکتا ہے کہ عام لوگوں، کاروباری اداروں اور فرموں کے ذریعے جی ایس ٹی کی قبولیت ایک آسان کام نہیں ہوگی۔ لیکن پیشگی منصوبہ بندی اور صنعت کو مناسب وقت دینے، کاروباری اداروں اور منتظمین کے ساتھ مسلسل بات چیت، ٹیکس کی ایک معقول شرح، قانونی دستاویزات کے بروقت اجرا سے بہت سے ملکوں میں جی ایس ٹی پر آسانی سے عمل درآمد کرنے میں مدد ملی ہے۔ بلاشبہ عمل درآمد کرنے کی ابتدائی مدت میں مسائل پیش آنے کے باوجود جی ایس ٹی ٹیکس وصول کرنے کا ایک موثر نظام ثابت ہوا ہے۔

عملی مسائل

چوں کہ آئینی ترمیم کی بڑی رکاوٹ دور ہوگئی ہے، اس لئے موثر عمل درآمد کرنے کے عملی مسائل کو جلد ہی حل کئے جانے کا امکان ہے، جیسا کہ وزیر خزانہ نے یکم اپریل 2017 سے جی ایس ٹی پر عمل درآمد کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ بہت سے مسائل کو حل کئے جانے کی ضرورت ہے۔ جی ایس ٹی ایک سن میل اصلاحی بل ہے۔ لیکن اس بات کے پیش نظر کہ ہندوستان کا ٹیکس نظام پیچیدہ ہے، جی ایس ٹی پر عمل درآمد کا کام چیلنجوں سے پر ہے۔ دو بڑے چیلنج جن پر حکومتوں کو غالب آنے کی ضرورت ہوگی، مالیے غیر معین شرح (آر این آر) کا قیام اور جی ایس ٹی میں آغازی حد ہیں۔ اس بات کو یقینی بنانا لازمی ہوگا کہ آر این آر کے ذریعہ حکومت کا مالیہ ٹیکس کریڈیٹس دینے کے باوجود وہی رہے۔ اسی طرح سے ایک مناسب آغازی حد مقرر کرنا خاص طور سے اس بات کو یقینی بنانے کے لئے ایک چیلنج ہوگا کہ ملک میں کاروبار کرنے والے چھوٹے لوگوں پر ٹیکس دینے کا کوئی بوجھ نہیں رہے۔

کچھ دیگر چیلنج بھی ہیں جن کی وجہ سے یکم اپریل 2017 سے جی ایس ٹی شروع کرنا ایک حوصلہ شکن نشانے بن جاتا ہے۔ ان چیلنجوں میں جی ایس ٹی پر عمل درآمد کرنے کے لئے مطلوبہ آئی ٹی پلیٹ فارم شروع کرنا نیز سامان اور خدمات کی بین ریاستی فراہمی کے لئے ریاستی جی ایس ٹی، مرکزی جی ایس ٹی اور ایک مربوط جی ایس ٹی پر مشتمل ایک بہت پیچیدہ جی ایس ٹی نظام کے لئے عملی انتظامات طے کرنا شامل ہیں۔ قومی سطح پر جی ایس ٹی پر عمل درآمد کرنے سے پہلے ٹیکس کے سلسلے میں مقدمہ بازی کا ایک موثر نظام تیار کرنا ہوگا۔ ایک مضبوط آئی ٹی نظام کا ہونا جی ایس ٹی پر عمل درآمد کرنے کے سلسلے میں ایک اور بڑا چیلنج ہے۔ حکومت سامان اور سروس ٹیکس کے نظام (جی ایس ٹی این) کو پہلے ہی متحد کر چکی ہے۔ جی ایس ٹی این کو جی ایس ٹی پورٹل تیار کرنا ہے جو رجسٹریشن، ریٹرن داخل کرنے، ٹیکس کی ادائیگیوں، آئی جی ایس ٹی کے تصفیوں وغیرہ کے لئے تکنالوجی کی مدد کو یقینی بنائے۔ ایک مضبوط آئی ٹی پشت پناہی لازمی ہوگی۔ بینکنگ نظام میں بہتری، ٹیکس کے انتظام سے متعلق عملے کو وسیع تربیت فراہم کرنا جی ایس ٹی کی شرح کو قطعی شکل دینا، مالیے کے کم امکان والی کم ترقی یافتہ ریاستوں کے مفادات کا تحفظ کرنا، مرکز اور ریاستوں کے موجودہ اور مستقبل کے مالیے کا تحفظ کرنا اور اس میں توازن پیدا کرنا کچھ دیگر اہم چیلنج ہیں۔

جی ایس ٹی پر کامیابی سے عمل درآمد کرنے کے لئے جی ایس ٹی کی مناسب شرح مقرر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جو آر این آر ہے نیز اس کے لئے ایک موثر آئی ٹی بنیادی ڈھانچے اور ٹیکس سے متعلق پوری انتظامیہ کی صلاحیت سازی کی ضرورت ہوتی ہے۔ مالیے غیر معین جی ایس ٹی کی شرح 11 فی صد سے 12 فی صد کے درمیان مقرر کرنے کے سلسلے میں بہت سی سفارشات کی گئی ہیں۔ لیکن ڈاکٹر اروند سبرامنین (حکومت ہند کے چیف اقتصادی مشیر) کی سربراہی میں آر این آر نیز عام فروخت ٹیکس کے لئے شرحوں کے ڈھانچے کے بارے میں کمیٹی کی رپورٹ میں سفارش کی گئی ہے کہ 17 تا 18 فی صد کی ایک معیاری جی ایس ٹی شرح کے ساتھ آر این آر 15 فی صد سے 15.5 فی صد کے درمیان ہونی چاہئے۔

دوسری بات یہ کہ حکومت کو 'عددی ہندوستان' کے ایک کامیاب پروگرام کے لئے ہر ممکنہ کوشش کرنے کی ضرورت ہے کیوں کہ جی ایس ٹی کے لئے اس پر موثر عمل درآمد کرنے کے سلسلے میں پورے ہندوستان میں ایک جدید ترین آئی ٹی بنیادی ڈھانچے کی ضرورت ہوگی۔

اس طرح کی ایک مختصر مدت میں بڑی جغرافیائی عدم مساوات والی ریاستوں میں تیز رفتار والے آئی ٹی رابطے کا معاملہ پر چیلنج رہے گا۔ مزید برآں جی ایس ٹی سے نمٹنے کے لئے ٹیکس سے متعلق پوری انتظامیہ کی صلاحیت سازی کی ضرورت ہے۔

ایک بینڈ کے اندر ریاستی جی ایس ٹی عائد کرنے کے سلسلے میں ریاستوں کو آزادی دینے کی تجویز سے متحدہ جی ایس ٹی کا مقصد فوت ہوجائے گا۔ چناں چہ جی ایس ٹی کونسل کو جو کہ ریاستوں اور مرکز سے ووٹ دینے والے نمائندوں پر مشتمل و فیصلہ لینے والا مجوزہ اعلی ترین ادارہ ہے، ہر ایک ریاست کے لئے ایک جی ایس ٹی شرح پر سختی سے قائم رہنا چاہئے۔ ووٹ دینے کے حقوق میں ایک تہائی حصے کی حامل سب سے زیادہ طاقتور جی ایس ٹی کونسل میں مرکز کے حق میں اقتدار کے توازن کے مسائل بھی ہیں۔

پہلی بار تمام سیاسی جماعتیں یکجا ہوئی ہیں نیز انہوں نے اتفاق رائے سے جی ایس ٹی بل منظور کیا ہے۔ یہ نہ صرف ایک پختہ عمل ہے بلکہ حکومت کی ایک حصولیابی بھی ہے۔ جی ایس ٹی کو دنیا کی سب سے زیادہ پیچیدہ ٹیکس اصلاح کہا جاتا ہے، جس میں 7.5 ملین کاروباری ادارے ایک جی ایس ٹی پورٹل پر رجسٹریشن کرا سکتے ہیں، ادائیگیاں کر سکتے ہیں اور ریٹرن داخل کر سکتے ہیں۔ یہ فی الواقع کاروبار کے لئے ایک بڑی راحت ہے کیوں کہ آج بھی ٹیکسوں اور استثنات کی پرتوں کی وجہ سے ہندوستان میں ٹیکس عمل آوری کے اخراجات بہت زیادہ ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ ایک بہت زیادہ مطلوبہ سنگ میل اصلاح ہے۔

لیکن گو جی ایس ٹی کی خوبی عیاں اور مسلم ہے، تاہم جیسا کہ وہ کہتے ہیں خامی تفصیلات اور جزئیات میں مضمر ہوتی ہے۔ صرف وقت ہی بتائے گا کہ کیا یہ ایک کامیابی ہے۔

☆☆☆

مالنی چکرورتی

ہندوستان میں ٹیکس نظام

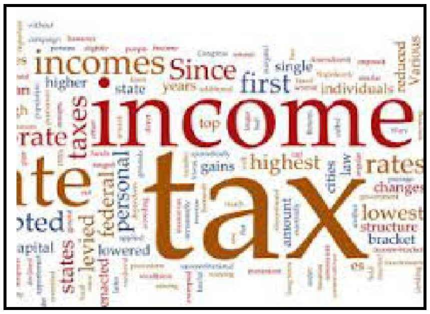

ایسی امید کی جارہی ہے کہ جی ایس ٹی کے نفاذ سے ٹیکس نظام کو سہل اور منطقی بنانے اوراس کے اصول کے مطابق عمل میں مدد ملے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی اہم ہے کہ حکومت راست ٹیکسوں میں اضافہ کے لئے چند اقدامات کرے تاکہ ہندوستان کے ٹیکس ڈھانچے کے استعمال میںمدد مل سکے۔

ہم سب اپنی روزمرہ کی زندگی میں حکومت کوکسی نہ کسی شکل میں ٹیکسوں کی ادائیگی کرتے ہیں۔ یہ جوٹیکس ہم ادا کرتے ہیں، وہ حکومت کی مختلف ذمہ داریوں کے لے درکار مالیات میں اہم کردارادا کرتے ہیں۔حکومت کی صحیح نظم کے لئے کئی ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ ان ذمہ داریوں میں امن و قانون کو یقینی بنانے، عام اشیاء و خدمات کی فراہمی، مادی سماجی ڈھانچہ بندی،عوام کی تعلیم میں سرمایہ کاری، غریبی کے خاتمہ وغیرہ شامل ہیں۔ اس لئے حکومت کو اپنی ان ذمہ داریوں کو انجام دینے کے لئے بڑی تعداد میں مالی وسائل کی ضرورت ہوتی ہے۔حکومت اپنی ذمہ داریوں کو بخوبی انجام دہی کے لئے ٹیکسوں ، یوزرفیس/سروس چارجز اورقرضہ جات سے مالی وسائل حاصل کرتی ہے۔ فنڈ کے ایسے وسائل جو نہ تو ذمہ داری بڑھاتے ہیں اور نہ ہی اثاثوں میں تخفیف کرتے ہیں، انہیں محصولات وصولی کہتے ہیں۔فنڈ کے دیگروسائل جیسے قرض، یہ واجبات بھی بڑھاتے ہیں، اثاثوں میں تخفیف (مثلاً سرمایہ کشی) بھی کرتے ہیں،ان کوسرمایہ وصولی کہتے ہیں۔ پس ٹیکس اور یوزرفیس/سروس چارجز حکومت کی محصولات وصولی کی چند مثالیں ہیں جب کہ قرضہ جات سرمایہ وصولی ہیں۔

ٹیکس محصولات اور غیر ٹیکس محصولات

حکومت کی محصولات وصولی کو مزید دوزمروں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے: ٹیکس محصولات اور غیر ٹیکس محصولات:

ٹیکس محصولات: حکومت کو قانون کے ذریعے نافذ کی گئی ادائیگیوں کے توسط سے پیسے کی شکل میں جمع ہونے والے ٹیکس ۔ غیر ٹیکس محصولات: یہ وہ محصولات ہے جو حکومت ٹیکس کے علاوہ فیس/ یوزر چارجز، ڈیوڈنڈ اورسرکاری شعبوں کے منافع، سود وصولی، جرمانہ وغیرہ کے طور پر حاصل کرتی ہے۔ دنیا کے زیادہ تر ممالک میں حکومت کی محصولات میں ٹیکس محصولات کو اہم درجہ حاصل ہے۔

راست اور بلاواسطہ ٹیکس

ٹیکسوں کو دوقسموں میں بانٹا جاسکتا ہے۔ راست ٹیکس اور بلاواسطہ ٹیکس۔ **راست ٹیکس**: یہ وہ ٹیکس ہے جوٹیکس دہندہ پر بوجھ ڈالتا ہے۔ اسے راست ٹیکس کہتے ہیں۔ بہ الفاظ دیگر ایک ٹیکس دہندہ جو حکومت کو اس نوعیت کے ٹیکس کی ادائیگی کرتا ہے، وہ اس ٹیکس کا بار اپنے آپ برداشت کرتا ہے۔ وہ اس ذمہ داری کو کسی اور کی جانب منتقل نہیں کرسکتا۔ راست ٹیکس آمدنی، املاک او رسرمایہ پر عائد کئے جاتے ہیں۔ **بلاواسطہ ٹیکس**: دوسری جانب بلاواسطہ ٹیکس وہ ہوتے ہیں جنھیں اشیاء و خدمات کی تجارتی لین دین کے ذریعہ دوسرے افراد پر منتقل کیا جاسکتا ہے۔ بلاواسطہ ٹیکسوں میں کسٹم ڈیوٹی، ایکسائز ڈیوٹی، سروس ٹیکس اور سیلز ٹیکس/ ویلیوایڈڈ ٹیکس) وی اے ٹی شامل ہیں۔

ہندوستان میں راست اور بالواسطہ ٹیکسوں کی مختلف قسمیں

ملک میں مختلف قسم کی آمدنیوں، پیداوار اور گھریلو اورسرحد پار اشیاء وخدمات کی نقل وحمل پر عائد کئے جانے

مصنفہ سنٹر فار بجٹ اینڈ کاؤنٹی بلیٹی (سی بی جی اے) نئی دہلی سے وابستہ ہیں۔

malini@cbgaindia.org

والے راست ٹیکس اور بلاواسطہ ٹیکسوں کی متعدد قسمیں ہیں۔ ہندوستان میں مروج مختلف قسم کے ٹیکسوں کی چند مثالیں درج ذیل ٹیبل میں پیش کی جارہی ہیں:

مرکز اور ریاستوں کے درمیان ٹیکس لگانے کے اختیارات کی تقسیم

ہندوستانی آئین نے نظام حکومت کی مختلف سطحوں پر ٹیکس عائد کرنے کے اختیارات کی واضح حد بندی کی ہے۔ اس کے مطابق ٹیکس اور ڈیوٹی عائد کرنے کے اختیارات کو حکومتوں کے درمیان تین سطحوں مثلاً مرکزی حکومت، ریاستی حکومتوں اور بلدیاتی اداروں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

☆ تجارتی و ذاتی آمدنی (سوائے زرعی آمدنی ٹیکس، جو ریاستی حکومتیں عائد کرسکتی ہیں) پر ٹیکس عائد کرنے کا اختیار زیادہ تر مرکزی حکومت کے پاس ہے۔

☆ بلاواسطہ ٹیکس کے معاملے میں مرکزی حکومت کو پیداوار یا مصنوعات پر وسیع پیمانے پہ ایکسائز ڈیوٹی اور خدمات پر سروس ٹیکس عائد کرنے کا اختیار ہے جب کہ ریاستوں کو اشیاء کی فروخت پر ٹیکس اور چند دیگر ٹیکس لگانے کا اختیار ہے۔ چند دیگر بلاواسطہ ٹیکس جو مرکز عائد کرتا ہے، ان میں کسٹم ڈیوٹی، سنٹرل ایکسائز، سیلز ٹیکس اور سروس ٹیکس شامل ہیں۔

☆ ریاستی حکومتوں کو ٹیکس لگانے کے جو اختیارات دیئے گئے ہیں، ان کے تحت وہ سیلز ٹیکس، اسٹامپ ڈیوٹی (جائیداد کے حق ملکیت کی منتقلی پر عائد ہونے والی ڈیوٹی، اسٹیٹ ایکسائز (الکحل بنانے پر ڈیوٹی) اراضی محصولات (زرعی/غیر زرعی کے مقاصد کے لئے استعمال ہونے والی اراضی پر ڈیوٹی)، تفریحی ٹیکس ویلیو ایڈڈ ٹیکس (ویٹ) کو لاگو کردیا گیا ہے۔ اب تمام ریاستوں میں ویٹ نظام جاری ہے۔

☆ بلدیاتی اداروں کو جائیداد (عمارتوں وغیرہ) پر ٹیکس، چنگی (بلدیاتی اداروں کے علاقوں کے اندر استعمال کے لئے اشیاء کے داخلے پر ٹیکس) مارکیٹ پر ٹیکس اور سہولتوں مثلاً پانی کی سپلائی، گندے پانی کی نکاسی وغیرہ کے لئے ٹیکس/ یوزر چارجز عائد کرنے کے اختیارات دیئے گئے ہیں۔ گزشتہ چند برسوں کے دوران متعدد بلدیاتی اداروں میں چنگی کو ختم کردیا گیا ہے۔

مرکزی ٹیکس نظام میں وصول ہونے والی محصولات کی تقسیم

مرکز اور ریاستوں کے ٹیکس عائد کرنے کے اختیارات اور اخراجات کی ذمہ داریوں کے درمیان مختلف وجوہات سے عدم توازن ہوجاتا ہے۔ اس شکایت کے ازالے کے لئے ہر پانچ سال میں ایک بار ایک مالیاتی کمیشن قائم کیا جاتا ہے جو مرکز اور ریاستوں کے درمیان مالی وسائل کی تقسیم کی سفارشات دیتا ہے۔ مرکزی حکومت کے ٹیکس نظام میں جمع ہونے والی محصولات کی تقسیم کی اس پر ذمہ داری ہوتی ہے۔

• کارپوریشن ٹیکس: یہ ٹیکس ملک میں رجسٹرڈ کمپنیوں/ کارپوریشن کی آمدنی پر عائد کیا جاتا ہے۔ (چاہے وہ قومی یا کثیر ملکی یا غیر ملکی ہوں) ہندوستان میں قومی کمپنیوں پر ان کی بنیاد اور منبع سے قطع نظر ان کی مجموعی آمدنی کی بنیاد پر ٹیکس لگایا جاتا ہے جب کہ غیر ملکی کمپنیوں پر ان کی ہندوستان میں ہونے والی آمدنی کی بنیاد پر ٹیکس عائد کیا جاتا ہے۔ ذاتی آمدنی پر ٹیکس: یہ وہ ٹیکس ہے جو انکم ٹیکس ایکٹ 1961 کے تحت کمپنیوں کے علاوہ انفرادی آمدنی، فرموں وغیرہ پر لگایا جاتا ہے۔

• راست ٹیکسوں میں دیگر ٹیکس بھی شامل ہیں جیسے کہ سیکورٹی ٹرانزکشن ٹیکس جو کہ اسٹاک ایکس چینج پر مخصوص سیکورٹیز میں اور میوچول فنڈز کی یونٹوں میں لگایا جاتا ہے۔

• کیپٹل گینز ٹیکس: ایک کیپٹل اسٹیٹس جیسے املاک، پینٹنگ، جیولری اور زیورات، بزنس اسٹاک، میوچول فنڈز وغیرہ کے فروخت سے ہونے والا منافع کیپٹل گینز کے طور پر قابل ٹیکس ہوتا ہے۔ چاہے وہ مختصر مدتی ہو یا طویل مدتی۔ کیپٹل گین یا خالص منافع جو کہ قابل ٹیکس ہے، وہ املاک کی فروخت رقم اور خریدی ہوئی رقم کے درمیان فرق ہوتا ہے۔ اس پر ٹیکس کا اطلاق اس سال ہوتا ہے جس سال میں اسے فروخت کیا جاتا ہے۔

• ایکسائز ڈیوٹی: یہ ایک اس نوعیت کا ٹیکس ہے جو ان اشیاء پر لگایا جاتا ہے جو ملک میں ہی تیار کی جاتی ہیں اور انہیں گھریلو سطح پر ہی استعمال کیا جاتا ہے۔

• سیلز ٹیکس: اسے عام طور پر خریداری کے موقع پر یا مخصوص قابل ٹیکس اشیاء کے تبادلے کے موقع پر لگایا جاتا ہے۔ اسے کل پیداوار کی فی صد کے طور پر لگایا جاتا ہے۔

• ویلیو ایڈڈ ٹیکس (وی اے ٹی): ویٹ ایک کثیر مرحلے والا ٹیکس ہے جسے صرف ویلیو ایڈڈ کے طور پر ایک سپلائی چین کے ہر مرحلے پر عائد کیا جاتا ہے نہ کہ سیلز کی مکمل قدر پر۔ ویٹ میں ٹیکس دہندگان کو سپلائی چین کے ابتدائی مراحل میں اشیاء پر ٹیکس کی پہلے ہی ادائیگی کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

• سروس ٹیکس: یہ ایک ایسا ٹیکس ہے جو کسی کے ذریعے خدمات کی فراہمی پر عائد کیا جاتا ہے۔ اس ٹیکس کی ادائیگی کی ذمہ داری خدمات فراہم کرنے والے پر ہوتی ہے۔

• کسٹم ڈیوٹی: یہ ایک ایسا ٹیکس ہے جو ملک میں بیرون ملک سے لائی جانے والی اور ملک سے باہر بھیجی جانے والی اشیاء پر لگایا جاتا ہے۔

• ویلتھ ٹیکس: یہ وہ ٹیکس ہے جو ویلتھ ایکٹ 1957 کے تحت مخصوص افراد بشمول انفرادی اور کمپنیوں کے مخصوص اثاثوں پر لگایا جاتا ہے۔ ویلتھ ٹیکس پیداواری املاک پر عائد نہیں کیا جاتا۔ اس لئے حصص، ڈبینچرز، یوٹی آئی، میوچول فنڈز وغیرہ پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا۔ تاہم ویلتھ ٹیکس کو سال 2015-16 میں کالعدم کردیا گیا تھا اور اس کی جگہ پر زیادہ امیدوں سے اضافی سرچارج کا نظام لاگو کیا گیا ہے۔

• پراپرٹی ٹیکس: ہندوستان کے انکم ٹیکس قانون کے مطابق جائیداد سے ہونے والی آمدنی کو آمدنی تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس لئے جائیداد سے ہونے والی آمدنی پر ٹیکس لگایا جاتاہے۔ جائیداد میں عام طور پر عمارتیں، فلیٹ، دکانیں اور اراضی وغیرہ شامل ہیں۔

موجودہ وقت میں تمام مرکزی ٹیکسوں سے ہونے والی محصولات کو سنٹرل ٹیکس ریونیو کے قابل تقسیم/منقسم لیول کے طور پر کیا جاتا ہے۔ مرکزی ٹیکس نظام کے تحت ان محصولات میں سیز، سرچارج اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے ٹیکس سے وصول ہونے والی رقم اور مرکزی ٹیکسوں سے موصول ہونے والی رقم کے مساوی رقم شامل نہیں ہے۔ چودھویں مالیاتی کمیشن (یکم اپریل 2015 سے شروع) نے مرکزی ٹیکس محصولات کا 42 فی صد قابل تقسیم پول ہر سال ریاستوں کو دینے کی سفارش کی ہے جب کہ مرکز باقی رقم مرکزی بجٹ کے لئے اپنے پاس رکھے گا۔

ہندوستان میں ٹیکس ، جی ڈی پی تناسب اور ٹیکسوں کی رفتار

کسی بھی ملک کا ٹیکس۔ جی ڈی پی تناسب ایک اہم علامت ہوتی ہے جس سے یہ سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ حکومت نے معیشت کے مجموعی حجم کے مقابلے کل کتنی ٹیکس محصولات حاصل کی ہیں۔ ٹیکس۔ جی ڈی پی تناسب کی ایک اعلی شرح ایک حکومت کے بجٹ کو کشادہ کرتی ہے تاکہ وہ بغیر قرض زیادہ خرچ کر سکے۔ حالاں کہ گزشتہ کئی برسوں میں ترقی کی رفتار تیز رہی ہے، اس کے باوجود ٹیکس۔ جی ڈی پی تناسب کی شرح مسلسل کم رہی ہے۔ یہ شرح برکس ممالک میں سب سے کم ہے، اس لئے اس نسبت کی شرح میں اضافے کی اشد ضرورت ہے۔

ہندوستان کے ڈھانچے کا ایک اور پہلو اس نظام میں اصلاح کا فقدان ہے۔ عائد کئے گئے ٹیکسوں کا بوجھ کم آمدنی والے طبقے پر زیادہ پڑتا ہے جب کہ زیادہ آمدنی والے گروپ پر اس کا بوجھ کم ہوتا ہے۔ اس کو ریگریسیو ٹیکسز کہا جاتا ہے۔ بلاواسطہ ٹیکسوں کو اس لئے ریگریسیو ٹیکس سمجھا جاتا ہے کیوں کہ امیر اور غریب طبقہ ٹیکس کی یکساں شرح والی اشیاء کو استعمال کرتا ہے۔ راست ٹیکسوں کو ٹیکس دہندگان کی ادائیگی کی اہلیت سے مربوط کر کے ان ٹیکسوں کو پروگریسیو بنایا جارہا ہے۔ ہندوستان میں مجموعی ٹیکس وصولی کا 60 فی صد سے زیادہ بلاواسطہ ٹیکس سے آتا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ٹیکس ڈھانچہ نہایت ریگریسیو ہے۔

ٹیکسوں میں اصلاحات

گزشتہ برسوں میں حکومت کے ذریعہ متعدد ٹیکس اصلاحات بالخصوص بلاواسطہ ٹیکس نظام میں شروع کی گئی ہیں۔ حکومت کے ذریعہ ان ٹیکس اصلاحات کا مقصد ہندوستان کو زیادہ سے زیادہ ٹیکس دوست بنانا اور ساتھ ساتھ ٹیکس کے موجودہ نظام کی پیچیدگیوں کو ختم کرنا ہے۔ موجودہ ٹیکس اصلاحات میں گڈز اینڈ سروسز ٹیکس (جی ایس ٹی) سر فہرست ہے۔ حالاں کہ سال 2005 تک تمام ریاستوں میں سیلز ٹیکس کی جگہ ویٹ نافذ کر دیا گیا تھا تاہم موجودہ وقت میں متعدد دیگر بلاواسطہ ٹیکسوں کو ویٹ کے علاوہ عائد کیا جارہا ہے۔ اس سے متعدد مسائل پیدا ہورہے ہیں۔ جہاں ایک اشیاء پر اس کی تیاری سے لے کر خردہ فروشی تک کے مرحلے میں کئی مرتبہ ٹیکس لگایا جارہا ہے، جس سے قیمت میں اضافہ ہورہا ہے۔ مزید برآں مختلف ریاستوں اور مرکز کے ذریعے ٹیکس لگانے سے ٹیکس چوری کی گنجائش بڑھ رہی ہے۔

جی ایس ٹی سے بلاواسطہ ٹیکسوں کی موجودہ پیچیدگیوں کا خاتمہ ہوجائے گا اور ان بلاواسطہ ٹیکسوں کی جگہ واحد بلاواسطہ ٹیکس قابل عمل ہوجائے گا۔ یہ جی ایس ٹی ویٹ کی مانند ہے، اسلئے اس سے ٹیکسوں کے منفی اثرات کے مسائل میں کمی کی توقع ہے۔ اسے پٹرولیم، تمباکو، الکحل وغیرہ کے علاوہ زیادہ تر اشیاء ریاستی جی ایس ٹی پر مشتمل ہوگا۔ اے سبرامنین کی زیر قیادت کمیٹی کے مطابق اس کی شرحوں کو درج ذیل تک محدود رکھا جائے گا۔ :i) اشیاء او رخدمات کی اکثریت پر ایک معیاری شرح لاگو ہوگی۔ ii) اشیائے ضروریہ پر ایک کم شرح۔ اور iii) آسائشی اشیاء پر ایک اونچی شرح۔ مرکز اور ریاستوں کے درمیان ٹیکسوں کو لاگو کرنے کے اختیارات جی ایس ٹی کے معاملے میں طے کئے گئے ہیں۔ دونوں پیداوار کے

ہندوستان کی ٹیکس جی ڈی پی تناسب(مرکز اور ریاستیں)(فی صدمیں)

سال	کل ٹیکس جی ڈی پی	راست ٹیکس جی ڈی پی تناسب	بلاواسطہ ٹیکس جی ڈی پی تناسب
2001-02	13.39	3.11	10.28
2002-03	14.08	3.45	10.63
2003-04	14.59	3.86	10.73
2004-05	15.25	4.23	11.02
2005-06	15.91	4.54	11.37
2006-07	17.15	5.39	11.77
2007-08	17.45	6.39	11.06
2008-09	16.26	5.83	10.43
2009-10	15.5	5.8	9.6
2010-11	16.3	5.8	10.50
2011-12	16.3	5.6	10.7
2012-13	16.9	5.6	11.3
2013-14(RE)	17.1	5.7	11.4
2014-15 (BE)	17.4	5.8	11.6

نوٹ: آر ای۔ نظر ثانی تخمینہ، بی ای۔ بجٹ کا تخمینہ

ماحصل: انڈین پبلک فائنانس اسٹیٹیٹکس 2014-15، وزارت مالیات، حکومت ہند

ساتھ ساتھ اشیاء اور خدمات کی فروخت پر بلاواسطہ ٹیکس لگا سکتے ہیں۔

ایسی امید کی جارہی ہے کہ جی ایس ٹی کے نفاذ سے ٹیکس نظام کو سہل اور منطقی بنانے اور اس کے اصول کے مطابق عمل میں مدد ملے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی اہم ہے کہ حکومت راست ٹیکسوں میں اضافہ کے لئے چند اقدامات کرے گا کہ ہندوستان کے ٹیکس ڈھانچے کے استحصال میں مدد مل سکے۔

☆☆☆

عوامی شراکت سے ہی کانکنی کی نگرانی کا نظام غیر قانونی کانکنی پر لگام لگائے گا: پیوش گوئل

☆ بجلی، کوئلہ، جدید اور قابل تجدید توانائی اور کانکنی کے وزیر مملکت (آزادانہ چارج) جناب پیوش گوئل نے نئی دہلی میں کانکنی کی نگرانی کے نظام (ایم ایس ایس) کا اجراء کیا۔ اس موقع پر وزیر موصوف نے 13 ریاستوں میں میڈیا کے ساتھ ویڈیو کانفرنسنگ کے ذریعے بات چیت کی اور ایم ایس ایس کے بارے میں تفصیل سے معلومات فراہم کی۔ ایم ایس ایس ایک مصنوعی سیارہ پر مبنی نگرانی کا نظام ہے، جس کا مقصد عوامی شراکت کے ذریعہ خود کار ریموٹ سینسنگ کی تلاش کے ساتھ ٹکنالوجی کے استعمال سے غیر قانونی کانکنی کی سرگرمیوں کا پتہ لگا کر انہیں روکنا اور ایک ذمہ دار کانکنی کی انتظامیہ قائم کرنا ہے۔ وزارت معدنیات نے ملک میں جدید ترین ٹیکنالوجی کا استعمال کرتے ہوئے غیر قانونی کانکنی کی سرگرمیوں کو روکنے کے لئے انڈین بیورو آف مائنز (آئی بی ایم) کے ذریعے ایم ایس ایس تیار کیا ہے۔ اس کی تیاری بھاسکراچاریہ انسٹی ٹیوٹ فار اسپیس ایپلی کیشنز اینڈ جیو۔ انفارمٹیس (بی آئی ایس اے جی) گاندھی نگر اور الیکٹرانکس اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کی وزارت کے تعاون سے کیا گیا ہے۔

ڈیجیٹل انڈیا پروگرام کے تحت تیار کیا گیا، ایم ایس ایس دنیا میں ایسا پہلا نگرانی کا نظام ہے جس میں خلائی ٹیکنالوجی کا استعمال کیا گیا ہے۔ غیر قانونی کانکنی کی سرگرمیوں کی نگرانی کرنے کا موجودہ نظام مقامی شکایات اور غیر مصدقہ معلومات پر مبنی ہے۔ اس طرح کی شکایات پر کی گئی کارروائی کی نگرانی کے لئے کوئی بھی مضبوط نظام دستیاب نہیں ہے۔ حکمرانی اور ترقی میں آلات اور ایپلی کیشنز پر مبنی خلائی ٹکنالوجی کو فروغ دینے کے لئے نئی دہلی میں 7 ستمبر، 2015 کو منعقدہ قومی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے ہندوستان کے وزیر اعظم جناب نریندر مودی نے گڈ گورننس کو حاصل کرنے کے لئے خلائی سائنس کے کردار پر زور دیتے ہوئے تمام محکموں سے کہا تھا کہ وہ خلائی ٹیکنالوجی کے مؤثر استعمال کا پتہ لگائیں۔ وزیر اعظم کی ہدایات کے بعد، ایم ایس ایس میں کان کنی پٹوں کے خسرہ نقشے کا حوالہ دیا گیا ہے۔ جیو۔ حوالہ کان کنی پٹوں وی آر ٹو سیٹ اور یو ایس جی ایس سے حاصل کردہ تازہ ترین سیٹلائٹ ریموٹ سینسنگ مناظر پر لگایا جاتا ہے۔ یہ نظام موجودہ کانکنی کی حد کے اردگرد کے 500 میٹر کے علاقے کی کسی بھی غیر معمولی سرگرمی کا پتہ لگاتی ہے کیونکہ ایسی سرگرمیاں غیر قانونی کانکنی کی ہوسکتی ہیں۔ اگر ایسی کوئی بھی تضادات پائی جاتی ہیں تو اس کے محرک کے طور پر معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ خود کار طریقے سے سافٹ ویئر امیج کے پروسیسنگ کی ٹیکنالوجی کا غیر قانونی سرگرمیوں پر خود ہی سگنل بھیجنے شروع کردیتی ہیں۔ ان کے اشارہ کا آئی بی ایم کے ایک ریموٹ سینسنگ کنٹرول سینٹر میں مطالعہ کیا جائے گا اور اس کے بعد تصدیق کے لئے اس علاقے کے ضلعی سطح کی کان کنی کے حکام کو منتقل کردیا جائے گا۔ آپریشن میں غیر قانونی سرگرمی کی جانچ کی جاتی ہے اور ایک موبائل ایپلی کیشن کا استعمال کرتے ہوئے دوبارہ نوٹس بھیج دی جاتی ہے۔ ایک سادہ موبائل ایپلی کیشن ڈیزائن کیا گیا ہے جس کا استعمال کرکے حکام اپنی جائزہ رپورٹ پیش کرنے کے لئے کرسکتے ہیں۔ موبائل ایپلی کیشن کا استعمال کرکے شہری بھی غیر معمولی کانکنی کی سرگرمیوں کی رپورٹ کرسکتے ہیں اس سے شراکت کی نگرانی کے نظام کی تنصیب ہوسکے گی۔ ایم ایس ایس کے تحت ایک ایگزیکٹو ڈیش بورڈ بھی بنایا گیا ہے جو ایک فیصلہ کی حمایت کے نظام کے طور پر کام کریگا۔ اس ڈیش بورڈ کا استعمال کرکے حکام ملک بھر کے تمام اہم معدنی کانکنی کے پٹوں، کانکنی کے پٹوں کی موجودہ تشریح محرکات، محرکات سے متعلق معائنہ کی حیثیت اور سزا وغیرہ کا تجزیہ کرسکتے ہیں۔ ریموٹ سینسنگ ٹیکنالوجی پر مبنی نگرانی کے نظام کے فوائد مندرجہ ذیل ہیں: شفاف (عوامی نظام کے لئے ایک رسائی فراہم کی جائے گی)؛ جانبداری سے پاک اور آزاد (نظام نہ کہ انسانی مداخلت)؛ روک تھام ('آسمان سے نگرانی')؛ جلد ردعمل اور کارروائی (کانکنی والے علاقوں میں باقاعدگی سے نگرانی کی جائے گی، حساس علاقوں پر زیادہ نظر رکھی جائے گی)؛ مؤثر کارروائی (محرکات پر کارروائی کی مختلف سطحوں پر فلو اپ کیا جاسکے گا جیسے ڈی ایم جی سطح کے ریاستی کانکنی کے سیکریٹری، آئی بی ایم کے ریاستی دفتر اور ہیڈکوارٹر، کانکنی کی وزارت، حکومت ہند)۔ ہندوستان میں اہم معدنیات کے کل 3843 کانکنی کے پٹے ہیں، جس میں 1710 کانیں کام کررہی ہیں اور 2133 کانیں کام نہیں کررہی ہیں۔ زیادہ تر کام کرنے والی بارودی سرنگوں کو ڈیجیٹل کردیا گیا ہے۔ کام نہ کرنے والی بارودی سرنگوں کی ڈیجیٹل کاری کرنے کو شش ریاستی حکومتوں کے ذریعے کیا جارہا ہے جو اگلے تین مہینوں میں مکمل کرلیا جائے گا۔ ابتدائی مرحلے میں، ایم ایس ایس سافٹ ویئر میں 296 کے محرکات درج کئے گئے ہیں جو تمام ریاستوں میں 3994.87 ہیکٹر کے کل رقبہ محیط ہیں اور مذکورہ نظام کے تحت آتے ہیں۔ کامیاب محرکات کی ریاست وار تعداد مدھیہ پردیش میں 46، گوا میں 42، کرناٹک میں 35، گجرات میں 32، آندھرا پردیش میں 29 تمل ناڈو میں 29، راجستھان میں 23، اڈیشہ میں 20، ہماچل پردیش میں 11، مہاراشٹر میں 8، میگھالیہ میں 7، چھتیس گڑھ میں 6، تلنگانہ میں 6 اور جھارکھنڈ میں 2 ہیں۔ ریاستی حکومتوں کے ساتھ اتحاد میں کانکنی کی نگرانی کے لئے اسی طرح کا ایک نظام شروع کرنے کا عمل جاری ہے۔ ہریانہ، تلنگانہ اور چھتیس گڑھ کی ریاستوں کو ایک پائلٹ معائنہ کے لئے منتخب کیا گیا ہے۔ ایم ایس ایس یو جیو۔ انفارمیٹکس کے قومی مرکز کے پورٹل پر ہوسٹ کیا گیا ہے www.ncog.gov.in/mining/login

نجیب شاہ

غیر براہ راست ٹیکس اصلاحات

ٹیکس خواہ براہ راست ٹیکس ہوں یا غیر براہ راست ٹیکس، دونوں ہی ملک کی تعمیر میں بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ غیر براہ راست ٹیکسوں کی اسکیم میں ایکسائز اور کسٹمز کے مرکزی بورڈ (سی بی ای سی) کو جو کہ مالیے کے مرکزی بورڈوں سے متعلق قانون 1963 کے تحت تشکیل کردہ ایک قانونی ادارہ ہے، کسٹمز، مرکزی ایکسائز اور سروس ٹیکس لگانے اور وصول کرنے سے متعلق پالیسی تشکیل دینے اور اس پر عمل درآمد کرنے کا کام دیا گیا ہے۔ حکومت نے ملک کی ترقی کے سلسلے میں مالیہ جمع کرنے کے اہم کردار کی تعریف کرتے ہوئے اس بات پر بھی زور دیا ہے کہ ٹیکس سے متعلق پالیسی کا مقصد ایک ایسا مقابلہ جاتی، قابل پیشین گوئی اور صاف ستھرا ٹیکس پالیسی ماحول پیدا کرنا ہونا چاہئے جو کہ اپنے نظریے کے لحاظ سے غیر مخالفانہ ہو۔ ''ریپڈ،، (مالیہ، جواب دہی، دیانت داری، اطلاعات، عدد کاری) کی پالیسی پر عمل درآمد کرتے ہوئے

مضمون نگار سنٹرل بورڈ آف ایکسائز اینڈ کسٹم کی چیرمین ھیں۔
chmn-cbec@nic.in

سی بی ای سی نے ہندوستان میں کاروبار کرنے کے لئے ماحولیاتی نظام کو بہتر بنانے کی غرض سے متعدد اقدامات کئے ہیں جن میں طریقوں کو نرم بنانا نیز اشیاء سازوں / درآمد کنندگان/ برآمد کنندگان کی تشویشات دور کرنا بھی شامل ہے جن میں آگے چل کر غیر مخالفانہ اور سہولتی ٹیکس نظام کو فروغ ملے گا۔

غیر براہ راست ٹیکس کی وصولی میں 2015-16 کے دوران زبردست اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔ غیر براہ راست ٹیکس کی وصولی میں اضافے کی وجہ سے 2015-16 کے لئے جی ڈی پی کے لئے غیر براہ راست ٹیکس کا تناسب 2014-15 کے لئے 4.4 فی صد کے مقابلے میں تقریباً 5.2 فی صد ہے۔ جی ڈی پی کے لئے غیر براہ راست ٹیکس کا تخمینہ شدہ تناسب 2016-17 کے لئے 5.20 فی صد ہے۔ 2015-16 میں سی بی ای سی نے 7.09 لاکھ کروڑ روپے حاصل کئے ہیں جس میں 31 فی صد کا اضافہ ہوا ہے۔ اس کو موجودہ مالی سال میں 7.78 لاکھ کروڑ روپے وصول کرنے کا کام دیا گیا ہے۔

گزشتہ ڈھائی برسوں میں سی بی ای سی کے ذریعے کئے گئے کچھ اقدامات

(i) **ہندوستان میں بناؤ**: دفاعی ساز و سامان تیار کرنے کے سلسلے میں ملکی نجی شعبے کو مساوی مواقع فراہم کرنے کی غرض سے دفاعی رسدات کے لئے مرکزی ایکسائز محصول کے سلسلے میں استثنات نیز دفاعی سرکاری شعبے کے اداروں اور اسلحہ فیکٹری سے متعلق بورڈوں کے لئے مرکزی ایکسائز محصول کے سلسلے میں استثنات واپس لے لی گئی ہیں۔

(ii) **جی ایس ٹی پر عمل درآمد کرنے کے سلسلے میں تیاری**: (الف) زیورات پر ایک فی صد کا ایکسائز محصول (ان پٹ ٹیکس کریڈیٹ کے بغیر) عائد کیا گیا ہے۔

(ب) ٹیکسوں کی کثرت کو کم کرنے کے لئے دیگر وزارتوں کے ذریعہ عائد کردہ اور مالیے کے محکمے کے زیر انتظام 13 محصولات ختم کئے جا رہے ہیں۔ قابل محصول سامان اور قابل ٹیکس خدمات پر ثانوی اور اعلی تعلیمی محصول نیز تعلیمی محصول ختم کر دیا گیا ہے۔

(ج) ان خدمات کو چھوڑ کر جو مخصوص طور سے مستثنیٰ کی گئی ہیں یا جن کا احاطہ منفی فہرست میں کسی دیگر داخلے کے ذریعے کیا گیا ہے، ایک کاروباری ادارے کے لئے حکومت یا مقامی حکام کے ذریعے فراہم کردہ خدمات پر سروس ٹیکس عائد کیا گیا ہے۔

(iii) **کاروبار کرنے میں آسانی**:

(الف) کسٹمز کی منظوری اور بنیادی ڈھانچے سے متعلق مسائل کو حل کرنے کے لئے جن برآمداتی درآمداتی سامان کی منظوری متاثر ہو رہی ہے، کسٹمز کی منظوری میں سہولت بہم پہنچانے والی کمیٹی (سی سی ایف سی) ہر ایک بڑے کسٹمز ہوائی اڈے اور بندرگاہ پر قائم کی گئی ہے۔

(ب) ایکسائز اور کسٹمز کے مرکزی بورڈ نے یکم

اپریل 2016 سے کسٹمز سووفٹ (تجارت میں سہولت بہم پہنچانے کے لئے ایک ہی جگہ پرتال میل) شروع کی ہے۔اس سے تاجروں کو کسٹمز کے لئے صرف ایک ہی جگہ پر الیکٹرونک طور سے منظوری کے سلسلے میں اپنی دستاویزات داخل کرنے میں سہولت ہوتی ہے۔ دیگر ضابطہ جاتی ایجنسیوں سے مطلوبہ اجازتیں' اگر کوئی ہیں' کسٹمز سے ان لائن حاصل کی جاتی ہیں نیز انفرادی طور سے ہر ایک ایجنسی سے تاجروں کے رابطہ کئے بغیر منظوریاں اسی بنیاد پر عمل میں لائی جاتی ہیں۔ یہ پروجیکٹ یکم اپریل 2016 سے ہندوستان میں شروع کیا گیا ہے اور اس کے نتیجے میں منظوریوں کے سلسلے میں لگنے والے وقت میں کافی کمی آئی ہے۔ یکم اپریل 2016 سے اب تک تقریباً ایک ملین درآمداتی دستاویزات (داخلے کے بل) پر واحد جگہ پر کامیابی کے ساتھ کارروائی کی جا چکی ہے۔

(ج) عددی طور سے دستخط شدہ دستاویزات کے احاطے میں اضافہ کرنے اور بعد میں دستاویزات ہیئتی / دستی طور سے جمع کرنے کے معاملے کو مرحلے وار ختم کرنے کے لئے سی بی ای سی نے اس بات کے ذرائع مہیا کئے ہیں کہ یکم جنوری 2016 سے تمام درآمد کنندگان، برآمدکنندگان، بحری جہاز راں کمپنیاں اور ہوائی کمپنیاں عددی دستخط کے تحت کسٹمز دستاویزات داخل کریں گی۔

(د) درآمدکنندگان اور برآمدکنندگان کے منتخبہ زمروں کے لئے محصول کی ادائیگی ملتوی کردی گئی ہے۔ اس اہتمام سے محصول کی ادائیگی کے بغیر سامان چھڑایا جاسکے گا، جس کاروبار کرنے والے لوگوں کو کافی تیزی سے منظوری مل سکے گی اور بہتری آئے گی۔

(ھ) چوبیس گھنٹے' ساتوں دن کسٹمز کی منظوری کی سہولیات کی توسیع 19 بندرگاہوں اور ہوائی سامان کے 17 احاطوں کے لئے کردی گئی ہے۔

(و) قدرو قیمت کا اندازہ لگانے والی خصوصی شاخوں نیز خصوصی تعلقات پر مشتمل شاخوں کے ذریعے فریقی لین دین سے متعلق معاملے کو نمٹانے کے طریقے پر مکمل طور سے نظر ثانی کی گئی ہے۔

(ز) آر ٹی ای جی ایس/ این ای ایف ٹی کے ذریعے مرکزی ایکسائز اور سروس ٹیکس کی زائد رقم واپس کرنے اور چھوٹ دینے کے سلسلے میں ای-ادائیگی کے طریقے پر عمل درآمد کیا گیا ہے۔

(ح) اشیاء سازوں کے ذریعے داخل کردہ مرکزی ایکسائز ریٹرنس کی تعداد 27 سے کم ہوکر 13 ہوگئی۔

(ط) قرضوں کی فراہمی کو بہتر بنانے اور مقدمہ بازیوں کو کم کرنے کے لئے سینوینٹ کریڈٹ قواعد وضوابط میں ترمیم کی گئی۔

(ی) فروخت کنندہ سے گاہک کے گھر تک اندراج شدہ ڈیلر کے ذریعے سامان براہ راست بھیجنے کی سہولت فراہم کی گئی۔ روزگار کرنے والے لوگوں کے سلسلے میں اسی طرح کی سہولت فراہم کی گئی۔

(ک) ان پٹس اور ان پٹ خدمات پر ادا کردہ محصول/ٹیکس کا سینویٹ کریڈٹ لینے کے لئے مدت کی حد چھ مہینے بڑھا کر ایک سال کردی گئی۔

(ل) سی اے جی کے ذریعہ کئے گئے آڈٹ اعتراضات سے نمٹنے کے لئے طریقے کو آسان بنانے کی غرض سے سرکلر جاری کیا گیا۔ اس سرکلر میں اس بات کا اہتمام کیا گیا ہے کہ آڈٹ اعتراضات کے بارے میں معاہدے کے معاملات کے سلسلے میں مطالبے کا نوٹس تیزی سے جاری کیا جانا چاہئے نیز اس سلسلے میں تیزی سے فیصلہ کیا جانا چاہئے لیکن جہاں محکمہ مالیات اعتراضات سے اتفاق نہیں کرتا ہے' وہاں مطالبے کا کوئی نوٹس جاری نہیں کیا جائے گا۔ تیزی سے اور منصفانہ انداز میں آڈٹ کے اعتراضات ختم کرنے کے لئے غیر براہ راست ٹیکس کے نظم کو ٹیکس دہندہ کے لئے سازگار اور غیر مخالفانہ بنانے کی یہ ایک کوشش ہے۔

(ے) خدمات کے برآمدکنندگان کے لئے پانچ دن کے اندر 80 فی صد رقم واپس کرنے کی منظوری دی گئی۔

(iv) تنازع کا حل اور مقدمے بازی سے نمٹنا: (الف) عمل آوری نیز تنازع کو جلد حل کرنے کی حوصلہ افزائی کے لئے کسٹمز، مرکزی ایکسائز اور سروس ٹیکس کے سلسلے میں تعزیری اہتمامات کو معقول بنایا گیا ہے۔

(ب) ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں ایسے تمام مقدمات واپس لینا جہاں سپریم کورٹ کا ایک سابق فیصلہ موجود ہے' نیز جس کے خلاف محکمے کے ذریعے نظر ثانی کا کوئی ارادہ نہیں کیا جاتا ہے۔

(ج) پانچ لاکھ روپے سے کم کے محصول پر مشتمل پندرہ سال سے پرانے مقدمات میں قانونی چارہ جوئی کی کارروائیاں واپس لینے کے لئے نشاندہی کی گئی ہے۔

(د) ان تمام مقدمات میں جہاں محصول 50 لاکھ روپے سے زیادہ ہے' وجہ بتاؤ نوٹس سے قبل صلاح مشورہ کو پرنسپل کمشنر/کمشنر کی سطح پر لازمی بنایا گیا ہے۔

اس بات کا ذکر کرنا بھی بے محل نہ ہوگا کہ سی بی ای سی نے لگاتار دوسرے سال فکّی اور کے پی ایم جی کے تعاون سے ٹیکس دہندگان کے تجربے میں ایک سروے کرایا ہے۔ متعدد اقدامات سے جن میں مذکورہ بالا اقدام بھی شامل ہے' سے پتہ چلا ہے کہ جواب دینے والے 72 فی صد لوگوں نے ٹیکس دہندگان کے تئیں کشادہ دل اور دوستانہ بن کر محکمہ ٹیکس کی پالیسیوں میں ایک قابل دید تبدیلی محسوس کی ہے۔ منظوری کے طریقوں کے سلسلے میں اصلاحات کی تعداد کا تعلق سامان کی درآمدات اور برآمدات سے ہے جن کا وقت اور اخراجات پر مثبت اثر پڑا ہے۔ یہ اثر لوجسٹکس کارکردگی کے عدداشاریے (ایل پی آئی) میں جو کہ تجارتی لوجسٹکس کے بارے میں عالمی بینک کے گروپ کے ذریعے کیا گیا ایک سروے ہے۔ 2014 کی رپورٹ کے مقابلے میں 2016 کی رپورٹ میں ہندوستان کے بہتر اسکور کارڈ میں قابل دید ہے۔ ہندوستان ایل پی آئی درجے میں 19 ویں مقام اوپر بڑھ گیا ہے۔ (54 سے 35) نیز ہندوستانی کسٹمز 27 مقام آگے بڑھ گیا ہے (65 سے 38)۔

سامان اور خدمات پر ٹیکس

جی ایس ٹی کے معاملے نے ماہرین اقتصادیات' صنعت اور حکومت کے تخیل کو متوجہ کیا ہے۔ درحقیقت یہ

بہت سے ملکی اور غیر ملکی فورموں میں تبادلہ خیالات کا سب سے زیادہ گرما گرم موضوع اور ایک دلچسپ ذریعہ ہے۔ملک میں جی ایس ٹی شروع کرنے کی بنیاد 2006 کی بجٹ تقریر میں رکھی تھی۔اس کے بعد ملک میں جی ایس ٹی شروع کرنے کے لئے مستقل کوشش کی گئی ہے جس کی معراج 122واں آئینی ترمیمی بل رہا ہے۔

جی ایس ٹی کیوں؟

اس وقت مرکزی حکومت اشیاء سازی (مرکزی ایکسائز محصول)، خدمات کے اہتمام (سروس ٹیکس)، سامان کی بین ریاستی فروخت (مرکز کے ذریعے عائد کردہ لیکن ریاستوں کے ذریعے وصول کردہ اور استعمال کردہ) پر ٹیکس لگاتی ہے نیز ریاستیں خردہ فروخت (ویٹ)، ریاست میں سامان کے داخلے (داخلہ ٹیکس) پر ٹیکس، تعینات ٹیکس، خریداری ٹیکس وغیرہ لگاتی ہیں۔ یہ بات واضح طور سے قابل فہم ہے کہ مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے درمیان ٹیکس لانے کے اس شکستہ منشور کی وجہ سے سپلائی کے سلسلے میں کافی فرق رہ جاتا ہے۔مزید برآں ٹیکس کی مختلف النوع شرحوں اور ٹیکس کے مختلف طریقوں کے ساتھ ملک میں ویٹ ٹیکس قوانین کی گوناگونی ملک کو علاحدہ علاحدہ اقتصادی حلقوں میں بانٹ دیتی ہے۔ محصول جاتی اور غیر محصول جاتی رکاوٹوں مثلاً چنگی محصول، داخلہ ٹیکس، چنگی کی تشکیل کی وجہ سے ملک بھر میں آزادانہ طور سے تجارت کرنے کی راہ میں رکاوٹ آتی ہے۔اس کے علاوہ بڑی تعداد میں ٹیکسوں کی وجہ سے ریٹرن ادائیگیوں وغیرہ کی تعداد کی شکل میں ٹیکس دہندگان کے لئے عمل آوری کے زیادہ اخراجات پیدا ہوئے ہیں۔ درحقیقت یہ کہا جاتا ہے کہ ٹیکس سے متعلق ہمارے قوانین نے ایک ایسی صورت حال پیدا کی ہے جس میں کاروباری فیصلے منطقی اقتصادی عناصر کے بجائے ٹیکس ملحوظات پر مبنی ہوتے ہیں۔ان تمام مسائل نے ایک ٹیکس ہونے کی ضرورت پیدا کی ہے۔جس سے بڑی حد تک ان مسائل کی تعداد میں کمی آسکے گی۔

اس سے پہلے مذکورہ تمام ٹیکسوں کو سامان اور خدمات ٹیکس (جی ایس ٹی) کے نام سے ایک واحد ٹیکس میں ضم کئے جانے کی تجویز ہے جو اشیاء سازی یا درآمدات سے شروع ہونے والے سپلائی کے سلسلے کے ہر ایک مرحلے پر نیز آخری خردہ سطح تک سامان یا خدمات یا دونوں کی فراہمی پر لگایا جائے گا۔جی ایس ٹی کو ایک دوہرا محصول بنائے جانے کی تجویز ہے جس میں مرکزی حکومت مرکزی جی ایس ٹی (سی جی ایس ٹی) لگائے گی اور وصول کرے گی نیز ریاست ریاستی جی ایس ٹی (ایس جی ایس ٹی) لگائے گی اور وصول کرے گی۔مرکز سامان اور خدمات کی بین ریاستی فراہمی کے لئے مربوط جی ایس ٹی (آئی جی ایس ٹی) لگائے گا اور وصول کرے گا۔

جی ایس ٹی کے فوائد

(الف) **فائدہ:** ☆اس سے ہندوستان کے لئے ایک متحدہ عام قومی بازار قائم ہوگا نیز غیر ملکی سرمایہ کاری اور ہندوستان میں بناؤ مہم کو فروغ حاصل ہوگا۔

☆اس سے مختلف قسم کے ٹیکس ختم ہوں گے کیوں کہ ان پٹ ٹیکس کریڈٹ سپلائی کے ہر ایک مرحلے پر سامان اور خدمات کے سلسلے میں دستیاب ہوگا۔

☆قوانین، طریقوں اور ٹیکس کی شرحوں میں ہم آہنگی آئے گی۔

اس سے عمل آوری کا ماحول بہتر ہوگا کیوں کہ ریٹرنس آن لائن داخل کرنی ہوگی، ان پٹ کریڈیٹوں کی آن لائن تصدیق کی جائے گی، لین دین کی زیادہ دستاویزی جانچ عمل میں آئے گی۔

☆پڑوسی ریاستوں کے درمیان نیز اندرونی اور بین ریاستی فروخت کے درمیان شرح کے کاروبار کو ختم کرکے، ایس جی ایس ٹی اور آئی جی ایس ٹی کی یکساں شرحوں سے چوری کرنے کی ترغیب میں کمی آئے گی۔

☆پورے ہندوستان میں ان پٹ ٹیکس کریڈیٹوں کی الیکٹرانک میچنگ عمل میں آئے گی، اس طرح سے یہ عمل زیادہ شفاف بن جائے گا اور محض ان وائس خریداری کی حوصلہ شکنی ہوگی۔

☆ٹیکس دہندگان کے رجسٹریشن کے لئے یکساں طریقوں، ٹیکسوں کی زیادہ رقم کی واپسی، ٹیکس ریٹرن کے یکساں فارموں، ٹیکس کی مشترک بنیاد، سامان اور خدمات کی درجہ بندی کرنے کے مشترکہ نظام سے ٹیکس کے نظام میں زیادہ سے زیادہ واقفیت آئے گی۔

☆آئی ٹی کے زیادہ سے زیادہ استعمال سے ٹیکس دہندہ اور ٹیکس انتظامیہ کے درمیان انسانی تال میل میں کمی آئے گی جس سے آگے چل کر بدعنوانی میں کمی آئے گی۔

اس سے آئی جی ایس ٹی کے مساوی کسٹمز (سی وی ٹی) کا اضافی محصول لے کر سامان کی درآمدات پر ڈبلیو ٹی او کا قومی اصول لاگو کرنے کے لئے ایک زیادہ شفاف بنیاد فراہم ہوگی۔

☆اس سے برآمدات اور اشیاء سازی کی سرگرمی کو فروغ حاصل ہوگا، روزگار کے مزید مواقع پیدا ہوں گے اور اس طرح سے مفید روزگار کے ساتھ جی ڈی پی میں اضافہ ہوگا جس کے نتیجے میں مستقل اقتصادی ترقی ہوگی۔

☆بالآخر اس سے روزگار کے مزید مواقع نیز مالی وسائل پیدا کرکے غریبی کا خاتمہ کرنے میں مدد ملے گی۔

تجارت اور صنعت کے فوائد

☆ کچھ استثنات کے ساتھ ٹیکس کا آسان تر نظام۔

☆ ٹیکسوں کی کثرت میں کٹوتیاں جو اس وقت غیر براہ راست ٹیکس کے ہمارے نظام پر غالب ہیں۔اس کے نتیجے میں سادگی اور یکسانیت آئے گی۔

☆اس سے مختلف قسم کے ٹیکس ختم ہوجائیں گے کیوں کہ ان پٹ ٹیکس کریڈیٹ سپلائی کے ہر ایک مرحلے پر سامان اور خدمات کے سلسلے میں دستیاب ہوگا۔

☆عمل آوری کے اخراجات میں کمی۔ٹیکسوں کی گوناگونی کے لئے کثیر ریکارڈ نہیں رکھنا پڑے گا۔اس طرح سے ریکارڈ برقرار رکھنے کے سلسلے میں وسائل اور افرادی طاقت کم سے کم خرچ ہوگی۔

☆خاص طور سے برآمدات کے لئے ٹیکس زیادہ سے زیادہ بے اثر ہوجائیں گے۔اس سے ہماری مصنوعات بین الاقوامی بازار میں زیادہ مقابلہ جاتی بن جائیں گی اور ہندوستان برآمدات کو فروغ حاصل ہوگا۔

☆مختلف کاموں، مثلاً رجسٹریشن، ریٹرن، رقم کی واپسی ٹیکس کی ادائیگی وغیرہ کے لئے آسان اور خودکار طریقے۔

☆ تمام تال میل اور تفاعل مشترک جی ایس ٹی این پورٹل کے ذریعے کیا جائے گا۔ اس طرح سے ٹیکس دہندہ اور ٹیکس انتظامیہ کے درمیان روبرو عوامی تال میل کم رہے گا۔

☆ رجسٹریشن، رقم کی واپسی وغیرہ جیسی اہم سرگرمیوں کے لئے مدت کا تعین کیا جائے گا۔

☆ کمپنیوں پر ٹیکس کا اوسط بوجھ کم ہوجانے کا امکان ہے جس سے توقع ہے کہ قیمتوں میں کمی آئے گی، کم قیمتوں کا مطلب زیادہ کھپت ہے جس کے نتیجے میں زیادہ پیداوار کرنی ہوگی۔ اس سے صنعتوں کی ترقی وفروغ میں مدد ملے گی۔ اس سے ہندوستان 'اشیاء سازی کا ایک مرکز'، بنے گا۔

☆☆☆

سووَچھ بھارت مشن (شہری) کے تحت بیت الخلا کی تعمیر

☆ سووَچھ بھارت مشن کے تحت 2090 تک 66,42,221 بیت الخلا تعمیر کرنے کے نشانے کے مقابلے میں ملک کے شہری علاقوں میں گزشتہ دو برسوں کے دوران اب تک 22,97,389 گھروں میں بیت الخلا تعمیر کئے گئے ہیں۔ گزشتہ دو سال کے دوران مشن نشانے کا 35 فیصد حاصل کرلیا گیا ہے یعنی مشن کے دوران شہری علاقوں میں 40 فیصد بیت الخلا تعمیر کر لئے جائیں گے، جن کا مقصد شہری علاقوں میں کھلے میں رفع حاجت کے عمل کو ختم کرنا ہے۔ ستمبر 2016 تک یعنی نشانہ مدت سے تین سال قبل ہی گجرات اور آندھر پردیش میں مشن نشانے کو حاصل کرلیا ہے۔ یعنی گجرات نے 4,06,388 بیت الخلا کے نشانے کو حاصل کرلیا ہے اور آندھر پردیش میں شہری علاقوں میں 1,93,426 بیت الخلا تعمیر کر کے کھلے میں رفع حاجت کے عمل کو ختم کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ شہری ترقیات کے وزیر جناب ایم وینکیا نائیڈو نے یہاں شہری علاقوں میں مشن کی پیش رفت کا جائزہ لیا۔ دوسرے، بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے ریاستوں میں کیرالہ نے 62,450 بیت الخلاء تعمیر کر کے 90,986 مشن نشانے کا 68 فیصد ہدف حاصل کرلیا ہے۔ چھتیس گڑھ نے 1,83,726 (3,00,000 کا 61 فیصد)، مدھیہ پردیش نے 2,34,377 (5،12،389 کا 61 فیصد) اور تمل ناڈو نے 57,7812، (6,02,029 کے مشن نشانے کا 43 فیصد) بیت الخلاء تعمیر کئے ہیں۔ ایسی ریاستیں جنہوں نے مشن کے ہدف کے لحاظ سے 30 فیصد سے زائد بیت الخلا تعمیر کئے ہیں، ان میں مہاراشٹر نے 2,07,888 بیت الخلاء تعمیر کر کے 6,29,819 بیت الخلاء تعمیر کرنے کے ہدف کا 33 فیصد حاصل کیا ہے۔ اتر پردیش نے 2,53,979 بیت الخلا تعمیر کر کے، 8,28,237 بیت الخلا تعمیر کرنے کے ہدف کا 31 فیصد حاصل کرلیا ہے۔ کرناٹک نے 1,09,704 بیت الخلا تعمیر کر کے 3,50,000 بیت الخلا تعمیر کرنے کا 21 فیصد اور جھارکھنڈ میں 47,968 بیت الخلا تعمیر کر کے 1,61,716 بیت الخلا تعمیر کرنے کے ہدف کا 30 فیصد نشانہ حاصل کرلیا ہے۔ تلنگانہ نے 2,16,075 بیت الخلا تعمیر کرنے کے مقابلے میں 59,967 بیت الخلا تعمیر کر کے مشن نشانے کا صرف 28 فیصد نشانہ ہی پورا کیا ہے۔ اس کے بعد مغربی بنگال نے 5,15,419 بیت الخلا تعمیر کرنے کے نشانے کے مقابلے میں 1,20,628 بیت الخلا تعمیر کر کے نشانہ کا 23 فیصد ہی کام پورا کیا ہے۔ پڈوچیری نے 9,626 بیت الخلا تعمیر کرنے کے ہدف کے مقابلے میں 2,135 بیت الخلا تعمیر کر کے نشانے کا صرف 22 فیصد ہی کام پورا کیا ہے، جبکہ پنجاب نے 1,38,010 بیت الخلا تعمیر کرنے کے ہدف کے مقابلے میں 26,188 بیت الخلا تعمیر کر کے سب سے کم 19 فیصد ہدف حاصل کیا ہے۔ وہ ریاستیں اور مرکز کے زیر انتظام علاقے جنہوں نے مشن نشانے کے دس فیصد سے بھی کم بیت الخلا تعمیر کئے ہیں، ان میں منی پور نے 9 فیصد، بہار نے 7.40 فیصد، اتراکھنڈ نے 7 فیصد، اڈیشہ نے 4.40 فیصد، میزورم نے 3.34 فیصد اور اروناچل پردیش نے 1.60 فیصد ہدف ہی حاصل کیا ہے۔ سووَچھ بھارت مشن 2/اکتوبر 2014 کو شروع ہوا تھا، جس میں 2011 کی مردم شماری کی بنیاد پر شہری علاقوں میں 1.04 کروڑ گھروں میں بیت الخلا تعمیر کرنے کا نشانہ مقرر کیا گیا تھا۔ بعد ازیں 2011-14 کے دوران بیت الخلاؤں کی تعمیر کے پیش نظر مشن ہدف پر نظر ثانی کی گئی اور ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں کی تجزیئے کی بنیاد پر 66,42,221 بیت الخلا تعمیر کرنے کا نشانہ مقرر کیا گیا۔ نظر ثانی شدہ اہداف کے مطابق 14 ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقہ دہلی کے لئے ہدف کا 80 فیصد نشانہ مقرر کیا گیا۔ یہ 15 ریاستیں اور مرکز کے زیر انتظام علاقے نے رواں سال ماہ ستمبر تک 21,64,860 بیت الخلا تعمیر کئے ہیں، جو کل بیت الخلاؤں کی تعمیر کا 94 فیصد ہے۔ جو ریاستیں اور مرکز کے زیر انتظام علاقے ہدف کو حاصل کرنے میں پچھڑ گئی ہیں، امید ہے کہ وہ آئندہ تین برسوں کے دوران اس ہدف کو حاصل کرلیں گی۔

انڈین ایگریکلچرل انسٹی ٹیوٹ کی دو ایکڑ آراضی کو ویٹینری کونسل آف انڈیا کو منتقل کرنے کے ضمن میں کابینہ کی منظوری

☆ مرکزی کابینہ نے وزیر اعظم نریندر مودی کی قیادت میں انڈین ایگریکلچرل انسٹی ٹیوٹ (آئی اے آر آئی)، نئی دلی کی دو ایکڑ آراضی کو 99 برس کے پٹے پر ویٹینری کونسل آف انڈیا (وی سی آئی) کو منتقل کرنے کے ضمن میں اپنی منظوری دے دی ہے۔ اس کے تحت مجموعی پٹہ محصول 801278 روپے کا ہوگا، جو ایک روپیہ فی مربع میٹر سالانہ کے لحاظ سے واجب الادا ہوگا۔ وی سی آئی مویشی سائنسیز کے تحقیقی شعبوں میں مویشیوں کے علاج سے متعلق پیشہ ور افراد کی ہنرمندی کو زیر ملازمت رہتے ہوئے بہتر سے بہتر بنانے کے لئے اپنی سرگرمیوں کو وسعت دے گی اور اس مقصد کے لئے جدید ترین نوعیت کے مختصر مدتی کورس چلائے گی۔ سہولتوں کی فراہمی کے بعد وی سی آئی اضافی سرگرمیاں شروع کرے گی، جس کے فوائد ملک کی دیہی آبادی کو پہنچیں گے اور اس کے نتیجے میں ملک میں اقتصادی ترقی اور روزگار کی فراہمی کا راستہ ہموار ہوگا۔

دلاسا سیٹھ

کالے دھن کی لعنت اور حکومت کے اقدامات

پارلیمنٹ میں اگست میں بے نامی لین دین (روک تھام) ترمیمی قانون منظور کیا گیا جس کے تحت ایسے افراد جو ٹیکس سے بچنے کے لئے دوسرے ناموں یا فرضی ناموں سے جائیداد رکھتے ہیں۔ ان کے خلاف تشریحات میں توسیع اور جرمانہ اور سزا میں اضافے کی گنجائش کی گئی۔

مصنف بزنس اسٹینڈرڈ اخبار کے خصوصی نامہ نگار ہیں۔
dilashaseth@gmail.com

ملک میں 30 ستمبر کی نیم شب سے دو گھنٹے پہلے تک لوگ اپنی تمام غیر قانونی دولت اور اثاثوں کو ظاہر کرنے کے لئے ملک کے مختلف ٹیکس دفاتر کے چکر لگا رہے تھے، وہیں متعلقہ افراد اس لعنت سے پاک صاف ہونے کے لئے کمپیوٹر کی اسکرینوں سے چپکے پڑے تھے۔ یہ لوگ ان 64275 افراد میں شامل تھے جو حکومت کے اس موقع کا فائدہ اٹھانا چاہتے تھے جو حکومت نے کالے دھن کو قانونی حیثیت دینے کے لئے لوگوں کو چار مہینے کا موقع دیا تھا۔ حکومت نے یہ پیش کش یکم جون سے شروع کی تھی۔ کالے دھن کے حامل لوگوں کے لئے نیم شب کی یہ بھاگ دوڑ اس بات کی ضمانت تھی کہ اپنے کالے دھن کا انکشاف کرنے والے افراد مستقبل میں کالے دھن کے خلاف حکومت کی جنگی پیمانے پر کارروائی کے دوران چین کی نیند سو سکیں گے۔ کالے دھن کا انکشاف کرنے والے افراد انکم ٹیکس ایکٹ، ویلتھ ایکٹ اور بے نامی ایکٹ کے تحت ہونے والی قانونی کارروائی سے محفوظ رہیں گے۔ بہر حال حکومت کو آئندہ برس ستمبر تک انکم ٹیکس ڈکلیریشن اسکیم (آئی ڈی ایس) کی رو سے ٹیکس کی شکل میں 30000 کروڑ روپے کی رقم حاصل ہوگی۔ جو کہ اعلان شدہ کالے دھن 65250 کروڑ روپے کی 45 فی صد رقم ہے۔ حالاں کہ یہ رقم اونٹ کے منہ میں زیرے کے برابر ہے۔ وزیر اعظم جناب نریندر مودی نے کالے دھن کو منظر عام پر لانے کی ذمہ داری کو ایک مشن کے طور پر شروع کیا ہے۔ اپنے اس مشن کے لئے عزم کو گزشتہ مہینے کے ان کے بیان سے سمجھا جا سکتا ہے جس میں انہوں نے ٹیکس چوری کرنے والوں کے خلاف سخت اقدامات اور کارروائی کا انتباہ دیا تھا۔

ملک کی 120 کروڑ آبادی کے 5 فی صد سے کم یعنی 5.43 کروڑ افراد ہی ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ ٹیکس ضابطوں پر عمل درآمد میں غیر سنجیدگی کا بوجھ ایماندار ٹیکس دہندگان پر پڑتا ہے۔ یہ غیر سنجیدہ افراد اپنی آمدنی کو ظاہر نہیں کرتے۔ ملک کی معیشت میں کالے دھن کے حجم کا درست اندازہ لگانا نہایت مشکل ہے تاہم اس ضمن میں ملک کی تین ٹریلین امریکی ڈالر والی معیشت میں اس کا تخمینہ 20 فی صد سے 70 فی صد کے درمیان لگایا جا رہا ہے۔ سوئٹزرلینڈ کی حکومت کے مطابق سال 2010 کے آخر تک سوئٹزرلینڈ کے بینکوں میں ہندوستانی شہریوں کے ذریعہ 9500 کروڑ روپے کی رقم جمع کی گئی تھی جو کہ تقریباً آٹھ لاکھ کروڑ روپے کی ڈائریکٹ ٹیکس محصولیات کے بقدر ہے۔ ٹیکس کے ذریعے وصولی کی جانے والی رقم کا جھکاؤ کارپوریشن ٹیکس کے حق میں ہے جس کا حصہ 60 فی صد ہے جب کہ انفرادی زمرے کا حصہ 40 فی صد ہے۔ یہ ٹیکس کے دائرے کی گنجائش کو ظاہر کو کرتا ہے۔ ملک میں گرچہ پین (پی اے این) کارڈ ہولڈر کی تعداد تقریباً 25 کروڑ ہے لیکن ان میں سے صرف 5.43 کروڑ ہی ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ حکومت نے اپنے انتخابی منشور میں کالے دھن کے خلاف سخت موقف اختیار کیا تھا۔ اب یہ موقف ٹیکس چوری کرنے اور اپنی غیر اعلانیہ

دولت بیرون ملک بھیجنے والوں کے خلاف بڑی مشکلات پیدا کرنے والا ہے۔

حکومت کالے دھن کے عفریت کے خلاف جنگ کے لئے ایک کثیر سطحی حکمت پر کام کر رہی ہے۔ آئی ڈی ایس کے علاوہ دیگر ٹھوس اقدامات کئے جا رہے ہیں جن میں غیر ممالک میں اثاثوں کا اعلان کرنے کی پیشکش، کالے دھن کے لئے اسپیشل انوسٹی گیشن (ایس آئی ٹی) کی تشکیل، دوطرفہ ٹیکس معاہدوں پر دوبارہ عمل درآمد، دو لاکھ روپے سے زیادہ کے لین دین کے لئے پین کارڈ کو لازمی قرار دینا، بصارتی پروجیکٹ اور مختلف ممالک کے ساتھ جانکاری کے تبادلے سے متعلق معاہدوں پر دستخط کرنا شامل ہیں۔ ملک میں سب سے بڑی ٹیکس اصلاح ''گڈ اینڈ سروسز ٹیکس (جی ایس ٹی) کے آئندہ مالی سال سے لاگو ہو جانے کے بعد بلاواسطہ ٹیکسوں کی چوری مشکل ہو جائے گی جس سے ٹیکس ضابطوں پر عمل درآمد کی شرح میں سدھار کا بھی امکان ہے۔ جی ایس ٹی مرکز او ریاستوں کے مختلف بلاواسطہ ٹیکسوں جیسے سروس ٹیکس، چنگی، ویلیو ایڈڈ ٹیکس پر مشتمل ہے اور اس سے ری فنڈ کے لئے ٹیکس کریڈٹ چین قائم ہوگی۔

ٹیکس چوری کو روکنے کے لئے اقدامات

وزارت مالیات کے مطابق فریق ثالث سے ملی جانکاری اور آئی ٹی ڈاٹا بیس کے تحت پین کے حوالے کے استعمال کے ذریعے 16000 کروڑ روپے وصول کئے گئے ہیں۔

موجودہ وقت میں ٹیکس ڈپارٹمنٹ کی 92 فی صد وصولیات ٹیکس ڈیڈکٹڈ ایٹ سورس (ٹی ڈی ایس)، ایڈوانس ٹیکس اور سیلف اسیسمنٹ ٹیکس کی مد سے ہوتی ہیں جب کہ باقی 8 فی صد جانچ پڑتال کے بعد ہوتی ہیں۔ اس میں تبدیلی ہونی ہے۔

ٹیکس چوری کے خلاف ٹکنالوجی کے استعمال کے ساتھ ایل اینڈ ٹی انفوٹیک کے اشتراک سے شروع ہونے والے پروجیکٹ انسائیٹ کی مدد سے حکومت مختلف ذرائع سے انکم ٹیکس ڈیپارٹمنٹ میں دستیاب تمام جانکاریوں کو ترتیب دینے اور پرمانینٹ اکاؤنٹ نمبر (پی اے این) کے استعمال سے لوگوں کی منظم طریقے سے تفصیلات جمع کرے گی۔ کسی بھی شخص کے ذریعے تمام لین دین بشمول غیر منقولہ جائیداد، زیورات اور گاڑیوں کی خریداری کی تفصیلات ٹیکس ڈپارٹمنٹ کو منظم طریقے سے دستیاب ہوں گی جس سے ٹیکس چوری کی نشاندہی آسان ہو جائے گی۔ اس پروجیکٹ سے برآمد ہونے والی ٹیکس چوری رقم کی بنیاد پر ٹیکس چوری کرنے والوں کی درجہ بندی بھی ممکن ہوسکے گی تاکہ حکام اس درجہ بندی کے سرفہرست کو پہلے نشانہ بنا سکیں۔ اس پروجیکٹ پر حکومت کے متعدد شعبے جیسے سنٹرل بورڈ آف ڈائریکٹ ٹیکس، انٹلی جینس بیورو اور دیگر ساتھ مل کر کام کر رہے ہیں۔

حکومت نے یکم جنوری 2016 سے دو لاکھ روپے سے زیادہ کی تمام ادائیگیوں کے لئے پین کے حوالے کو بھی لازمی کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ حکومت نے سونے کی خریداری پر پین کی لازمیت سے متعلق مالی حد پر نظر ثانی کی ہے۔ اب یہ حد دو لاکھ روپے کر دی گئی ہے جب کہ اس سے قبل یہ حد پانچ لاکھ روپے تھی۔ ڈاک خانوں، کوآپریٹو بینکوں، ندی اور غیر بنکنگ فائنانس کمپنیوں کے ساتھ تمام فکس ڈپازٹ کے لئے بھی پین لازمی ہوگا۔

حالیہ وقت میں سات فریق ثالث ذرائع کے لئے لین دین کی جانکاری دینا اور ایک سالانہ انفارمیشن ریٹرن (اے آئی آر) فائل کرنا لازمی کر دیا گیا ہے۔ ان میں کسی بھی شخص کے ذریعے ایک سال میں 10 لاکھ روپے یا اس سے زیادہ جمع کرانے والے بینک، کریڈٹ کارڈ جاری کرنے والے بینک یا کمپنیاں جن کی ادائیگی کی حد کسی بھی شخص کے ذریعے ایک سال میں دو لاکھ روپے سے متجاوز ہو، کسی بھی شخص سے یونٹوں کی فروخت کے عوض دو لاکھ روپے یا اس سے زیادہ وصول کرنے والے میوچول فنڈز، شیئر، بونڈز/ ڈیبنچرز جاری کرنے کے عوض 5 لاکھ روپے یا اس سے زیادہ وصول کرنے والی کمپنیاں اور تیس لاکھ روپے سے زیادہ مالیت کی غیر منقولہ جائیداد کی خرید وفروخت کے معاملے میں رجسٹرار/سب رجسٹرار اور پانچ لاکھ روپے سے زیادہ کے بونڈز کے اجرا کے لئے ریزرو بینک آف انڈیا شامل ہیں۔

انفارمیشن ٹکنالوجی کے ذریعے نگرانی میں توسیع

ملک میں ٹیکس چوری کے خلاف بڑے پیمانے پر چھاپوں اور سروے کے نتیجے میں گزشتہ ڈھائی برسوں کے دوران 1986 کروڑ روپے کی غیر قانونی آمدنی کا انکشاف ہوا۔ ان میں زیادہ تر چھاپے انکم ٹیکس ڈیپارٹمنٹ کے ذریعے میڈیکل اور تعلیم کے سیکٹر میں مارے گئے۔

ڈپارٹمنٹ فریق ثالث کے استعمال سے فعالیت پر زور دیا۔ سی بی ڈی ٹی نے آئی ڈی ایس کے تحت انفرادی زمرے میں سات لاکھ سرٹی فیکیٹ جاری کئے۔ یہ پین کے بغیر لین دین کی 90 لاکھ خفیہ جانکاری کی بنیاد کے معاملے تھے۔

ڈپارٹمنٹ نے بڑی رقم کے لین دین سے متعلق اے آئی آر کی جانچ پڑتال کی جن میں ایک سیونگ بینک اکاؤنٹ میں 10 لاکھ روپے سے زیادہ نقد رقم جمع کرانا، 30 لاکھ روپے سے زیادہ مالیت کی غیر منقولہ جائیداد کی خرید وفروخت او ربغیر لین کے لین کے متعدد معاملات تھے۔

وزیر اعظم جناب نریندر مودی چند مہینے قبل ٹیکس افسران کو خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ اگر سی بی ڈی ٹی کے 42 ہزار افسران ڈائریکٹ ٹیکس وصولی کو یقینی بنانے میں مصروف ہوں تو ٹیکس کا دائرہ مزید وسیع ہونا چاہیے۔

سنٹرل بورڈ آف ڈائریکٹ ٹیکسز (سی بی ڈی ٹی) نے اپنے افسران کو کان کنی سے تعلق رکھنے والی کمپنیوں کے ذریعہ داخل کی گئی ٹیکس ریٹرن اور ان کی پیداوار کی تفصیلات کی بھی جانچ پڑتال کرنے اور بدعنوانی کی صورت میں سخت کارروائی کرنے کی ہدایت بھی دی ہیں۔ بلاواسطہ ٹیکسوں کے معاملے میں تعمیل کے موثر اقدامات سے 5000 کروڑ روپے کی ٹیکس چوری اور 21000 کروڑ روپے کی غیر قانونی آمدنی کے انکشاف میں مدد ملی ہے۔

نقد لین دین محدود کرنے کے لئے ایس آئی ٹی

کالے دھن سے متعلق ایک اسپیشل انوسٹی گیٹو ٹیم

2014 میں تشکیل دی گئی تھی۔ سپریم کورٹ کے سابق جج ایم بی شاہ کی زیر قیادت ایس آئی ٹی نے اپنی حالیہ رپورٹ میں معیشت میں کالے دھن کے چلن کو روکنے کے لئے تین لاکھ روپے سے زیادہ رقم کے نقد لین دین پر ایک مکمل پابندی عائد کرنے اور نقدی کی شکل میں پندرہ لاکھ روپے کی حد طے کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ اگر یہ سفارشات تسلیم کر لی جاتی ہیں تو مختلف ممالک میں مروج قوانین کے مطالعہ کے بعد مذکورہ رقم سے زیادہ کی حد غیر قانونی ہوگی اور قانون کے تحت قابل سزا ہوگی۔

ٹیم کا خیال ہے کہ کہیں اگر نقدی رکھنے کی ایک حد ہو تو وہاں ضرورت کے مطابق حد سے تجاوز ممکن ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اگر صنعت کے کسی شخص کو زیادہ نقدی درکار ہے تو اسے اپنے علاقے کے کمشنر آف انکم ٹیکس سے اجازت لینی ہوگی۔

ایس آئی ٹی نے اس طرح کے لین دین کو غیر قانونی اور قانون کے تحت قابل سزا قرار دینے کے لئے ایک قانون وضع کرنے کی سفارش کی ہے۔ اس ضمن میں وزارت مالیات میں غور وخوض جاری ہے۔

پینل نے ملک میں غیر قانونی مالی سرگرمیوں کی روک تھام کے پیش نظر ریزرو بینک آف انڈیا (آر بی آئی) سے ریونیو ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ صلاح مشورہ کے بعد درآمدات، برآمدات اور غیر ملکی زرمبادلہ کے لین دین سے متعلق جانکاری انٹلی جنس ایجنسیوں کے ساتھ شیئر کرنے کے لئے ایک انسٹی ٹیوشنل میکنزم بنانے کا بھی مطالبہ کیا ہے۔ علاوہ ازیں تصدیق کے لئے آر بی آئی کی جانکاریاں انفورسمنٹ اتھارٹی، ڈیپارٹمنٹ آف ریونیو انٹلی جنس (ڈی آر آئی) اور انفورسمنٹ ڈائریکٹوریٹ (ای ڈی) کے ساتھ تقسیم کرنے کا میکنزم بنانے کا بھی مطالبہ کیا ہے۔

علاوہ ازیں ڈائریکٹوریٹ آف ریونیو انٹلی جنس (ڈی آر آئی) سے بھی ہندوستان کو برآمدات سے آمدنی کے بغیر ڈیوٹی ڈرا بیک کا دعوی کرنے والی کمپنیوں کے خلاف کارروائی کا بھی مطالبہ کیا۔

اس طرح کے معاملات میں ملک کو دو محاذ پر نقصان ہوتا ہے۔ پہلا اسے برآمدات کا فائدہ نہیں ہوتا ہے۔ اس کے بعد ڈیوٹی ڈرا بیک غلط دعوی۔

غیر ممالک میں غیر قانونی پیسے کا ذخیرہ

دیگر ممالک کے ساتھ جانکاری کے تبادلے کے معاہدوں سے غیر ملکی بینک کھاتوں میں کالے دھن کو رکھنا اور مشکل ہو جائے گا۔ گزشتہ برس ہندوستان اور امریکہ کے درمیان انڈو یو ایس فارن اکاؤنٹ کمپلائنس ایکٹ (ایف اے ٹی سی اے) کا مقصد اس بات کو یقینی کرنا تھا کہ غیر ممالک میں جمع دولت سے ہونے والی آمدنی پر ٹیکس کی ادائیگی ہو۔

ہندوستان نے ایف اے ٹی سی اے کے تحت جانکاری کے خود کار تبادلہ' آٹومیٹک ایکس چینج آف انفارمیشن (اے ای او آئی) کی رو سے پہلے ہی وصولی شروع کردی ہے۔ حکومت سال 2017 سے اے ای او آئی کے تحت دیگر ممالک کے ساتھ جانکاری حاصل کرنا شروع کردے گی۔

گرچہ اس معاہدے کے نافذ ہونے کے وقت تفصیلات حاصل ہوں گی تاہم اس سے ٹیکس ڈیپارٹمنٹ کو متعلقہ شخص کے ذریعے ماضی کئے گئے لین دین کے آڈٹ ٹرائل میں مدد مل سکتی ہے۔

حکومت نے ایچ ایس بی سی بینک کھاتوں میں 8000 کروڑ روپے مالیت کے غیر ممالک میں جمع کالے دھن کے 175 معاملات میں 164 معاملوں میں قانونی کارروائی شروع کی ہے۔ انٹرنیشنل کنسورٹیم آف انوسٹی گیٹو جرنلسٹس (آئی سی آئی جے) کی تحقیقات کی بنیاد پر حکومت کے ذریعے 5000 کروڑ روپے کے غیر ملکی کھاتوں میں جمع کالے دھن کی نشاندہی کی گئی ہے اور اس ضمن میں 55 فوجداری مقدمات کئے گئے ہیں۔

اسی طرح سے پنامہ دستاویزات کی تحقیقات میں 250 حوالوں کے تعلق سے دیگر ممالک سے ٹیکس چوری، بینک کھاتوں وغیرہ سے متعلق تفصیلات طلب کرنے کی راہ ہموار ہوئی ہے۔

غیر ممالک میں جمع غیر قانونی پیسے کے لے سال 2015 میں حکومت کی جانب سے رعایت کی پیش کش کے نتیجے میں حکومت کو 4147 کروڑ روپے کے کالے دھن کا پتہ چلا جس سے حکومت کو اس کالے دھن پر 60 فی صد کی شرح سے 2428 کروڑ روپے کی وصولی ہوئی۔

پنامہ دستاویز کے منظر عام پر آنے کے بعد کم سے کم 500 ایسے ہندوستانی شہریوں کے ناموں کا انکشاف ہوا جنہوں نے اس معاملے میں شرائط وضوابط کی خلاف ورزی کی' ان میں امیتابھ بچن' ایشوریہ رائے اور نیرا راڈیا بھی شامل ہیں۔ ان دستاویزات میں گزشتہ 40 برسوں کے دوران غیر قانونی سرگرمیوں میں ملوث 214000 شخصیات کے نام ہیں۔ یہ دستاویزات پنامہ کی ایک قانونی فرم نے جاری کئے ہیں جس کے 35 سے زائد ممالک میں دفاتر ہیں۔

پنامہ انکشافات کی روشنی میں ایس آئی ٹی نے کالے دھن (پوشیدہ غیر ملکی آمدنی و اثاثے) اور ٹیکس قانون 2015 کے نفاذ میں ترمیم کی سفارش کی ہے جس کی رو سے کسی بھی شخص کو غیر ممالک میں کسی بھی طرح کی جائیداد خریدنے یا کسی بھی رقم کی سرمایہ کاری کرنے سے قبل یاست کے انکم ٹیکس ڈیپارٹمنٹ کے متعلقہ جورس ڈکشنل کمشنر کو جانکاری دینی ہوگی، اگرچہ اس معاملے میں ریزرو بینک آف انڈیا کی اجازت لینا ضروری نہ ہو۔

ڈی ٹی اے اے پر نظر ثانی

ٹیکس چور کم یا زیرو ٹیکس زمرے کے ممالک جیسے ماریشش، سنگاپور اور قبرص کے ساتھ موجودہ ٹیکس معاہدوں کے کمزور پہلوؤں کا فائدہ اٹھاتے ہیں اور ٹیکس سے مکمل طور پر بچ جاتے ہیں۔ اس سے ملک کے باہر گیا ہوا کالا دھن دوبارہ سے غیر ملکی سرمایہ کی شکل میں واپس آ جاتا ہے۔ جب کہ دوہرے ٹیکس سے اجتناب والے معاہدے ڈبل ٹیکسیشن اوائڈینس ایگریمنٹس (ڈی ڈی اے اے) کا مقصد ٹیکس سے بچنے کے طریقے تلاش کرلیتے ہیں۔ حکومت ڈبل ٹیکسیشن اوائڈینس ایگریمنٹ پر مسلسل بنیاد پر نظر ثانی شروع کردی ہے اور سرمایہ پر ہونے والی آمدنی پر ٹیکس کے حق حاصل کر لیے ہیں جو کہ

پہلے یا کم زیرو ٹیکس زمرے کے ممالک کے پاس تھے۔ ہندوستان ماریشس اور قبرص کے ساتھ ڈی ٹی اے اے پر نظر ثانی مکمل کر لی ہے جب کہ سنگاپور کے ساتھ اس ضمن میں معاہدہ زیر تکمیل ہے۔

ہندوستان میں غیر ملکی راست سرمایہ کاری میں ماریشش اور سنگاپور دو سر فہرست ملک میں ہیں جو ملک میں مجموعی غیر ملکی راست سرمایہ کاری کا نصف حصہ رکھتے ہیں۔ گزشتہ ڈیڑھ دہائی میں ماریشش سے راست غیر ملکی سرمایہ کاری کا حجم 95.9 بلین ڈالر ہے جب کہ سنگاپور سے سرمایہ کاری تقریباً 45.8 بلین امریکی ڈالر رہی ہے۔ قبرص 8.5 بلین امریکی ڈالر کے ساتھ اس فہرست میں آٹھویں نمبر پر ہے۔

جنرل اینٹی اوائڈنس رول (جی اے اے آر) سے قبل یہ کم یا صفر ٹیکس زمرے کے ممالک باہمی معاہدہ پر نظر ثانی کے لئے آگے آئیں گے۔ یہ ضابطہ یکم اپریل 2017 سے نافذ العمل ہوگا۔ جی اے اے آر ضابطوں کا ایک مجموعہ ہے جن سے ہندوستانی حکام کو جانچ پڑتال اور ٹیکس لین دین کا حق حاصل ہوگا جنھیں حکام ٹیکس اجتناب کے معاملے سمجھتے ہیں۔

ہندوستان نے اپریل میں ماریشش کے ساتھ ڈی ٹی ٹی اے اے میں ترمیم کی تھی جس سے حکومت ہند کو حصص پر کیپٹل گین ٹیکس نافذ کرنے کا حق حاصل ہوگیا۔ ماریشش کے راستے ہندوستان میں سرمایہ کاری کرنے والی کمپنی کو آئندہ مالی سال سے 50 فی صد کی شرح سے مختصر مدتی کیپٹل گین ٹیکس ادا کرنا ہوگا۔ یہ مختصر مدت اپریل 2017 سے ڈھائی سال کے عبوری وقفے کی ہوگی۔ موجودہ وقت میں مختصر مدتی کیپٹل گین ٹیکس کی شرح 15 فی صد ہے۔ سال 2019 سے مکمل شرح نافذ کی جائے گی۔ 50 فی صد کی رعایتی شرح نئے لمیٹیشن آف بینفٹ (ایل او بی) کی شرائط کو پورا کرنے کی بنیاد پر ہوگی جو گزشتہ سال میں ماریشش میں کم سے کم 27 لاکھ روپے مصارف تھی۔ سنگاپور کے ساتھ معاہدے میں ترمیمات پر مذاکرات جاری ہیں۔ اس میں ماریشش کی طرز پر یکم اپریل 2017 سے از خود ترمیم ہو جائے گی۔

ہندوستان کے 82 ممالک کے ساتھ ڈبل ٹیکس اوائڈنس ایگریمنٹ ہیں جن میں تمام ٹیکس معاون ممالک شامل ہیں۔ ان سے 30 ممالک کے ساتھ معاہدے متوقع ہیں جن کے لئے دونوں طرف سے ٹیکس وصولی کے لئے سنجیدہ کوششوں کی ضرورت ہے

قبرص نے بھی بلیک لسٹ سے اخراج کے بدلے شیئرز پر ہندوستان کو ٹیکس کے حقوق دینے پر رضامندی ظاہر کی ہے۔ ہندوستان میں سرمایہ کاری کرنے والی یوروپ اور امریکی کمپنیاں قبرص میں قائم کمپنیاں کے زیر کیپٹل گین ٹیکس اور 10 فی صد شرح سے سود کی ادائیگی کی سہولت والے معاہدے کے ذریعے مکمل ٹیکس اجتناب سے استفادہ کرتی ہیں۔ ہندوستان نے قبرص کو بلیک لسٹ میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ہندوستان 2013 میں ہندوستانی بنک کھاتہ داروں سے متعلق جانکاری نہ دینے پر قبرص کو غیر معاون ملک قرار دیا تھا۔ کسی بھی ملک کو غیر معاون قرار دینے کا یہ پہلا معاملہ تھا جس سے قبرص کو تمام ادائیگیوں پر 30 فی صد اخراج ٹیکس اور قبرص میں فنڈ حاصل کرنے والے ہندوستانی شہریوں کی بڑے پیمانے میں جانچ پڑتال کی راہ ہموار ہوئی۔ علاوہ ازیں پیسے کا ذریعہ سمیت متعدد انکشافات منظر عام پر آئے۔ قبرص سے سرمایہ کاری کرنے والی ہندوستانی شہریوں کو اخراجات اور الاؤنس کے تعلق سے منہا کی سہولت حاصل نہیں ہوگی۔

بے نامی ٹرانزکشن ایکٹ

پارلیمنٹ میں اگست میں بے نامی لین دین (روک تھام) ترمیمی قانون منظور کیا گیا جس کے تحت ایسے افراد جو ٹیکس سے بچنے کے لئے دوسرے ناموں یا فرضی ناموں سے جائیداد رکھتے ہیں۔ ان کے خلاف تشریحات میں توسیع اور جرمانہ اور سزا میں اضافے کی گنجائش کی گئی۔ اس قانون کا مقصد بے نامی سودہ بازی کی موثر روک تھام اور غیر مناسب طریقے سے قانون کو چکمہ دینے کے معاملات کی روک تھام ہے۔ ایک بے نام لین دین کی تشریح میں توسیع کی گئی اور اس میں ایک فرضی نام سے سودہ بازی کو شامل کیا گیا جس میں مالک جائیداد کی ملکیت کی جانکاری سے انکار کرتا ہے یا جائیداد میں مالک کا پتہ ہی نہیں ہوتا۔ عام طور پر غیر قانونی پیسے کو جائیداد یا ریئیل اسٹیٹ میں لگایا جاتا ہے۔ ریئیل اسٹیٹ میں لین دین سے متعلق قابل ذکر معاملات روشنی میں نہیں آئے ہیں۔

اس بل سے جرمانہ اور ساز کی گنجائش کو زیادہ سخت کر دیا گیا ہے۔ اس ترمیمی قانون کے تحت سزا ایک سال سے سات سال تک قید بامشقت ہوگی اور بے نامی جائیداد کی مناسب مارکیٹ ویلیو کا 25 فی صد کے بقدر جرمانہ ہوگا۔ جب کہ اس سے قبل موجودہ قانون میں تین سال تک کی سزا یا جرمانہ یا دونوں تھا۔

غلط جانکاری فراہم کرنے پر چھ ماہ سے پانچ سال تک کی سزا بامشقت اور بے نامی جائیداد کی مارکیٹ ویلیو کے 10 فی صد تک جرمانہ ہوگا۔

دنیا کے تمام ممالک بیس اروزون اینڈ پروفٹ شیئرنگ (بی ای پی ایس) معاہدے اور جانکاری کے تبادلے کے کثیر ملکی معاہدوں کی مدد سے کالے دھن کی لعنت کے خاتمے کے لئے متحد ہو رہے ہیں جس کے بعد ٹیکس چوری بہت مشکل ہو جائے گی۔ ملکوں کے درمیان جانکاری کے مفت تبادلوں سے ٹیکس افسران کو قانون شکنی کرنے والوں کے خلاف شکنجہ کسنے میں مدد ملے گی۔ حکومت ہند نے معاشرے میں کالے دھن کی نشاندہی اور اس کے خلاف کارروائی کے لئے کوششیں تیز کر دی ہیں۔ اس میں ٹکنالوجی جیسے کہ پروجیکٹ انسائٹ نشاندہی اور اس خلاف کارروائی کے لئے کوششیں تیز کر دی ہیں۔ اس میں ٹکنالوجی جیسے کہ پروجیکٹ انسائٹ کی مدد سے پیش قدمی کی جائے گی۔ حالاں کہ ٹکنالوجی کے استعمال کے ساتھ کوششیں صحیح سمت میں جاری ہیں۔ اس کے لئے اس بات پر خاص توجہ مرکوز کرنی ہوگی کہ نقد لین دین کی حوصلہ شکنی کی جائے اور ملک میں کارڈ کے ذریعے ادائیگی کے چلن کو فروغ دیا جائے۔ یہ ملک میں کالے دھن کے چلن کی روک تھام میں ایک کلید ثابت ہوگی۔

☆☆☆

ششر سنہا

جی ایس ٹی: ایک ملک، ایک ٹیکس

''**مجھے** یقین ہے کہ GST کا نفاذ، ایک وفاقی صورت میں، اس ملک کے اقتصادی نظام کو اس صورت میں لے آئے گا جس کا وہ متقاضی ہے۔ یہ ریاستوں کو بااختیار بنائے گا۔ یہ مرکزی حکومت کے ساتھ ساتھ ریاستوں کی آمدنی میں بھی اضافہ کرے گا۔ یہ چوری کی سطح کو نیچے لانے اور اسے روکنے اور اس کی حوصلہ شکنی کی کوشش کرے گا۔ یہ اس بات کو یقینی بنائے گا کہ ٹیکس پر کوئی ٹیکس نہیں ہے۔ تو خود اشیا کی قدر میں ٹیکسوں کے وسیع اثرات نہیں مرتب ہوں گے اور کئی مصنوعات کی قیمتوں میں کمی آجائے گی۔ یہ یقینی طور پر، معیشت کو رفتار دے گا، جیسا کہ ایک نازک مرحلے میں اسے اس کی ضرورت ہے۔''

(اشیا اور سروسز ٹیکس سے متعلق آئینی ترمیمی بل کو راجیہ سبھا میں منظوری کے لیے مرکزی وزیر خزانہ ارون جیٹلی کے خطاب سے اقتباسات)

اس تقریر کے ذریعے، وزیر خزانہ کی آزاد ہندوستان کے سب سے اہم ٹیکس اصلاحات، اشیاء اور خدمات یا جی ایس ٹی کو متعارف کرانے کے طویل انتظار کو ختم کرنے میں کامیاب ہوئے۔ چوں کہ 122ویں آئینی ترمیمی بل ایک قانون بن گیا ہے، بھارت 18-2017 مالی سال میں ایک نئے ٹیکس نظام جی ایس ٹی میں داخل ہو جائے گا۔ اس کے ساتھ ہی، بھارت بالواسطہ ٹیکس کے نظام یعنی جی ایس ٹی والے ممالک کینیڈا، آسٹریلیا، سنگاپور اور ملائیشیا کے منتخب کلب میں شامل ہوں گے۔

اب، اگلے سال 1 اپریل سے GST متعارف کرانے کے پس منظر، حکومت نے عمل شروع کر دیا ہے۔ سب سے پہلے، گڈز اینڈ سروس کونسل، مرکز اور ریاستوں کے اعلی ادارے، نہ یہ کہ صرف تشکیل دیے جا چکے ہیں بلکہ انھوں نے اپنے ابتدائی اجلاس میں اہم فیصلے بھی کیے ہیں۔ دوسرے، جی ایس ٹی کے لیے تمام طرح کے انفاریشن ٹیکنالوجی تعاون فراہم کرنے کے لیے جی ایس ٹی نیٹ پوری طرح فعال ہے۔ تیسرے، ماڈل GSR قانون اب عوام کی جانکاری میں ہے جو بالآخر حامی قانون میں تبدیل کیا جائے گا۔ اور، چوتھا، حکومت 22 نومبر، 2016 تک جی ایس ٹی کی شرح، چھوٹ، چھوٹ کی حد اور GST کے لئے اہم قوانین کو حتمی شکل دے گی۔

جی ایس ٹی کیا ہے؟

جی ایس ٹی چیزوں اور خدمات دونوں پر لاگو ہونے والا آسان کردہ ٹیکس کی ایک ساخت ہے۔ یہ ایک ویلیو ایڈیڈ ٹیکس ہے جو سپلائی سلسلے کے تمام پوائنٹس پر عائد کیا جاتا ہے۔ یہ سامان کی تیاری یا اشیا کی فروخت یا خدمات کی فراہمی پر ٹیکس کے موجودہ نظام کے برخلاف سامان یا خدمات کی فراہمی پر لاگو کیا جائے گا۔ یہ ایک منزل کی بنیاد پر منحصر ٹیکس ہوگا جو ایک اصل کی بنیاد پر منحصر ٹیکس موجودہ نظام کے برخلاف ہے۔

وفاقی ڈھانچے کو برقرار رکھنے کے لئے ملک ڈبل جی ایس ٹی، سینٹرل GST (CGST) اور اسٹیٹ GST(SGST) اپنانے جا رہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دونوں مرکز اور ریاستوں کے لئے ایک عام ٹیکس کی بنیاد ہو جائے گی۔ اس کے ساتھ مربوط GST (IGST) بھی ہوگا۔ یہ سامان اور خدمات کی انٹر اسٹیٹ سپلائی پر لاگو ہوگا۔ یہ مرکز کے ذریعے وصول کیا جائے گا تا کہ کریڈٹ کا سلسلہ متاثر نہ ہو۔ سامان یا خدمات کی درآمدگی انٹرا اسٹیٹ سپلائی سمجھی جائے گی اور وہ IGST کا معاملہ ہوگا جو کسٹم ڈیوٹی کے ساتھ ساتھ لگایا جائے گا۔ تینوں کی شرح کا فیصلہ GST کونسل کی طرف سے کیا جائے گا۔

جی ایس ٹی کیوں؟

آئین مرکز اور ریاستوں کو مختلف سطحوں پر اشیا اور خدمات پر ٹیکس عائد کرنے کے لیے قوانین بنانے کی مختلف طاقت فراہم کرتا ہے جس کی وجہ سے بھارت میں کئی کئی ٹیکس ہیں۔ مثال کے طور پر، مرکزی حکومت قانون بنانے کی اہل ہے اسی طرح سے سامان بنانے والوں (انسانوں کے پینے کے لیے نشے آور شراب، افیون، منشیات وغیرہ اس سے الگ ہیں) پر ٹیکس لگانے

مصنف اکنامک اور بزنس جرنلسٹ ہیں۔

hblshishir@gmail.com

کے لیے قاعدے بنانے کی بھی اہل ہے جبکہ ریاستیں سامانوں کی ٹریڈنگ یا تجارت پر ٹیکس لگانے کی اہل ہیں۔ مرکز کے پاس دو مخصوص طاقتیں ہیں: پہلی، یہ اشیا کی انٹر اسٹیٹ فروخت پر ٹیکس لگا سکتا ہے (چاہے ٹیکس اسٹیٹ کے ذریعہ جمع اور وصول کیا جائے) اور دوسری طاقت، صرف مرکز ہی خدمات پر ٹیکسی یعنی سروس ٹیکس عائد کرسکتا ہے۔

اس طرح ایک سسٹم پورے بالواسطہ ٹیکس نظام کو ایک پیچیدہ نظام بنا دیتا ہے۔ صرف یہی نہیں، اس کے بہت سے نقصانات ہیں۔ مثال کے طور پر، ایک کاروباری شخص کو ٹیکس کی تعمیل کے لئے بھی بہت سے ریکارڈ محفوظ رکھنے پڑتے ہیں۔ یہ تجارت کرنے کی لاگت بڑھا دیتا ہے اور اسی وجہ سے ایسے وقت میں کاروبار چلانے کے لیے وہ بنیادی اخلاقیات کے خلاف عمل کرتا ہے۔ اسی طرح، ٹیکسوں کی کثرت کی وجہ سے ٹیکس پر ٹیکس دینا پڑتا ہے جو ایک سامان کو صارفین کے لئے اچھا خاصا مہنگا کردیتا ہے۔ چوں کہ جی ایس ٹی میں صرف ایک ٹیکس ہوگا اس کا مطلب یہ ہے کہ تعمیل کا عمل آسان اور سستا ہوگا جس سے کاروبار کرنے میں آسانی ہوگی۔ اسی طرح، جی ایس ٹی چونکہ مصنوعات بنانے سے لے کر اس کی کھپت تک تمام مرحلے میں لاگو ہوگا ان ٹیکسوں کی بنیاد پر جو پچھلے

جدول 1

اشیاء اور خدمات ٹیکس - بنیادی مسائل

ٹیکس/ ڈیوٹیز جنہیں شامل کیا جائے گا

مرکز سے:

- سینٹرل ایکسائز ڈیوٹی
- ایکسائز ڈیوٹیز (دواؤں اور ٹوائلیٹ کی تیاری)
- ایڈیشنل ایکسائز ڈیوٹیز (خصوصی اہمیت کے سامان)
- ایڈیشنل ایکسائز ڈیوٹیز (ٹیکسٹائل اور ٹیکسٹائل کی مصنوعات)
- ایڈیشنل ایکسائز ڈیوٹیز (عرف میں CVD کے نام سے معروف)
- اسپیشل ایڈیشنل ڈیوٹیز آف کسٹمز (SAD)
- سروس ٹیکس
- Cesses اور سرچارجز جہاں تک ان کا سامان یا خدمات کی فراہمی سے تعلق ہے

ریاست سے

- ریاست VAT
- مرکزی فروخت ٹیکس
- خریداری ٹیکس
- لکژری ٹیکس
- انٹری ٹیکس (تمام فارم)
- تفریحی ٹیکس (مقامی اداروں کی طرف سے عائد کیے جانے والے کے علاوہ)
- اشتہارات پر ٹیکسز
- لاٹری، شرط اور جوئے پر ٹیکسز
- Cesses اور سرچارجز جہاں تک ان کا سامان یا خدمات کی فراہمی سے تعلق ہے

اشیائے استعمال جنہیں GST میں شامل نہیں کیا گیا

- انسانی استعمال کے لیے شراب
- بجلی
- ریل اسٹیٹ کی.

اشیائے استعمال جنہیں GST میں بعد میں شامل کیا جائے گا

- پٹرولیم خام مواد
- موٹر اسپرٹ (پٹرول)
- ہائی اسپیڈ ڈیزل
- قدرتی گیس
- ایوی ایشن ٹربائن ایندھن
- موجودہ VAT نظام اور سیلز ٹیکس ان مصنوعات کے لئے جاری رہے گا

تمباکو کو کیسے GST کے تحت لایا جائے

- GST تمباکو اور تمباکو کی مصنوعات پر عائد کی جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ، مرکز ان مصنوعات پر سینٹرل ایکسائز ڈیوٹی عائد کرنے کی اہل ہوگی۔

جی ایس ٹی کے نفاذ کے بعد اگر آمدنی میں کوئی نقصان ہو تو اس کے لیے ریاستوں کو معاوضہ

- ریاستوں کو پہلے پانچ سال میں آمدنی میں اگر کوئی کمی ہو تو اس کے لئے مکمل معاوضہ

درآمدات کے ساتھ کیسے کارروائی ہوگی

- اشیاء اور خدمات کی درآمدات کو انٹراسٹیٹ فراہمی کے طور پر شمار کیا جائے گا اور ملک میں اشیا اور خدمات کی درآمد پر IGST عائد کی جائے گی۔

برآمدات کے ساتھ کیسے کارروائی ہوگی

- برآمدات کو صفر درجہ بندی والی فراہمی شمار کیا جائے گا۔

ان اشیا اور خدمات کی فہرست جنہیں مستثنی کرنا ہے

- کوشش یہ ہے کہ مستثنی رکھی جانے والی چیزوں کی فہرست چھوٹی ہو۔ GST کونسل ان چیزوں اور خدمات کے بارے میں فیصلہ کرے گی جنہیں مستثنی کرنا ہے۔

مراحل میں ادا کیے گیے ہیں، تو یہ ٹیکس پر ٹیکس ادا کرنے کی نامناسب روایت کو ختم کردے گا۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ نیا ٹیکس نظام تمام تر ٹیکس کے بوجھ میں نمایاں کمی کرے گا جو فی الحال اشیا پر 25 سے 30 فیصد کے درمیان ہے۔ نئے ٹیکس نظام کے تحت یہ چیزیں صارفین کے لیے سستی ہو جائیں گی۔

جی ایس ٹی این

جی ایس ٹی کے نفاذ کے لئے انفارمیشن ٹیکنالوجی کے بنیادی ڈھانچے اور خدمات فراہم کرنے کے لئے، حکومت نے اشیاء اور خدمات ٹیکس نیٹ ورک (GSTN) قائم کیا ہے۔ یہ سیکشن 25 کی کمپنی ہے، جس مطلب یہ ہے کہ یہ منافع کے لئے کام نہیں کرے گی۔ یہ ایک غیر سرکاری اور پرائیویٹ لمیٹڈ کمپنی ہے۔

مرکزی حکومت کے پاس جی ایس ٹی این کی 24.5 فیصد ایکوئٹی ہے جبکہ تمام ریاستوں، قومی خطہ راجدھانی دہلی اور پڈوچیری، اور ریاستی وزراء خزانہ کی امپاورڈ کمیٹی (EC) کے پاس 24.5 فیصد ایکوئٹی ہے، جبکہ باقی ایکوئٹی غیر سرکاری مالیاتی اداروں کے پاس ہے۔ کمپنی کو ذمہ داری دی گئی ہے:

- مرکزی اور ریاستی حکومتوں کو، ٹیکس دہندگان اور دیگر اسٹیک ہولڈرز کو عام اور مشترکہ IT بنیادی ڈھانچے اور خدمات فراہم کرنا۔
- ایک موثر اور صارف دوست GST ایکو نظام کی تشکیل کے لئے دیگر اداروں کے ساتھ شراکت داری۔
- جی ایس ٹی سہولت فراہم کرنے والوں (جی ایس پی) کے ساتھ تعاون کرنا اور ان کی حوصلہ افزائی کرنا تاکہ اسٹیک ہولڈرز کے لئے آسان کی خدمات فراہم کرنے کے لئے GST درخواستوں کو پورا کیا جا سکے۔
- تحقیق کرنا اور ٹیکس حکام اور دیگر اسٹیک ہولڈرز کی تربیت کرنا اور ان کو مشورے دینا۔
- مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے ٹیکس کے محکموں کو ضرورت کے وقت موثر بیک اینڈ سروسز فراہم کرنا۔
- مرکزی اور ریاستی ٹیکس انتظامیہ کے لئے ٹیکس دہندہ پروفائلنگ یوٹیلیٹی (TPU) کو ترقی دینا۔
- ٹیکس تعمیل کو بہتر بنانے اور ٹیکس ایڈمنسٹریشن سسٹم میں شفافیت لانے میں ٹیکس حکام کی مدد کرنا۔
- مرکزی اور ریاستی حکومتوں اور دیگر اسٹیک ہولڈرز کو درخواست پر دوسری خدمات کی فراہمی۔

جی ایس ٹی کونسل

101 ویں آئینی ترمیم کے بعد، پہلی بڑی ترقی GST کونسل کا قیام تھا۔ یہ کونسل مرکز اور ریاستوں کی جی ایس ٹی کے لئے ایک سپریم ادارہ ہے۔ یہ صرف جی ایس ٹی کے مسائل کو حتمی شکل دینے کے لئے نہیں بلکہ با بلکہ تنازعات کو حل کرنے کا اختیار بھی اسے دیا گیا ہے۔ اس کونسل کی سربراہی مرکزی وزیر خزانہ کرتے ہیں بجکہ مرکزی وزیر مملکت برائے خزانہ آمدنی کے انچارج اور ہر ریاستی حکومت کی طرف سے نامزد خزانہ یا ٹیکسیشن یا کسی دوسرے محکمے کے وزیر اس کے رکن ہوں گے۔ اس طرح سے کونسل کے دو ممبر ہوں جس میں مرکز سے ایک چیئرمین اور 29 ریاستوں اور قومی علاقوں (مقنّنہ کے ساتھ) سے ایک ایک ممبر، کل ملا کر 33 کی تعداد ہو جاتی ہے۔ مرکزی ریوینیو سکریٹری GST کونسل کا سابق آفس سکریٹری ہوں گے جبکہ چیرپرسن، ایکسائز اینڈ کسٹمس (سی بی ای سی) کونسل کی تمام کارروائیوں میں مستقل مدعو ہوں گے جنہیں ووٹ دینے کا حق نہیں ہوگا۔

کونسل اشیا اور خدمات ٹیکس جی ایس ٹی سے متعلق مرکز اور ریاستوں کو اہم امور پر سفارشات پیش کرے گی جیسے سامان اور خدمات کو نشانہ بنایا جا سکتا ہے یا جی ایس ٹی سے مستثنی کیا جا سکتا ہے، ماڈل GST قوانین، اصول جو سپلائی کی جگہوں کی نگرانی کریں گے، چھوٹ کی حدود، جی ایس ٹی کی شرحیں جس میں بینڈ کے ساتھ فلور ریٹ شامل ہے، قدرتی ماحول یا آفات کے دوران مزید ذرائع پیدا کرنے کے لیے خصوصی شرحیں، کچھ ریاستوں کے لئے خصوصی سفارشات۔ وغیرہ

کونسل کا ہر فیصلہ ایک میٹنگ میں حاضر اور ووٹنگ کرنے والے ارکان کی تین چوتھائی کی اکثریت کے ساتھ کیا جائے گا۔ اب، ووٹنگ کالج کو اس طریقے سے تیار کیا گیا ہے کہ مرکز اور نہ ہی تمام ریاستیں ویٹو کی درخواست نہیں دے سکتے ہیں۔ مرکزی حکومت کا ووٹ کل ڈالے گئے ووٹوں کے ایک تہائی حصہ کی اہمیت رکھتا ہے، اور تمام ریاستی حکومتوں (بشمول مقنّنہ کے ساتھ قومی علاقوں) کا ووٹ کل ڈالے گئے ووٹ میں سے دو تہائی کی اہمیت حاصل ہوگا۔ کسی بھی فیصلہ کے لیے کم از کم کل ووٹ کے تین چوتھائی کی ضرورت ہوگی۔

جی ایس ٹی کونسل کے اہم فیصلے: کونسل، نے اپنے پہلے دو اجلاسوں میں، کچھ اہم فیصلے کئے ہیں:

چھوٹ کی حد – GST کے لئے، چھوٹ کی حد 20 لاکھ طے کی گئی ہے۔ تاہم، یہ 7 شمال مشرقی ریاستوں (آسام، میگھالیہ، منی پور، ناگالینڈ، میزورم، اروناچل پردیش اور سکم) اور 3 پہاڑی ریاستوں (جموں وکشمیر، اتراکھنڈ اور ہماچل پردیش) میں کاروباری اداروں کے لئے 10 لاکھ روپے ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو عام ریاستوں میں سالانہ 20 لاکھ سے کم کی تجارت کرتے ہیں انہیں جی ایس ٹی کے تحت درج نہیں کیا جائے گا۔ جبکہ شمال مشرقی ریاستوں اور پہاڑی ریاستوں میں 10 لاکھ سے بھی کم سالانہ کاروبار والوں کو جی ایس ٹی سے باہر رکھا جائے گا۔ ماہرین چھوٹ کے ان حدود کی یہ کہہ کر جواز پیش کر رہے ہیں کہ بہت سے چھوٹے پیمانے پر تجارت کرنے والوں اور سروس فراہم کرنے والوں کو GST کی تعمیل سے بچایا جائے گا اور اس وجہ سے ٹیکس حکام پر بھی چھوٹے موٹے تاجروں سے ٹیکس وصول کرنے کی محنت میں کمی آئے گی۔

مرکز اور ریاستوں کی حصہ داری – مرکز اور ریاستوں کے درمیان انتظامی اختیارات کے تبادلے کے معاملے میں درمیانی راستہ اپنانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس بات پر رضامندی ظاہر کی گئی ہے کہ ڈیڑھ کروڑ روپے کا سالانہ کاروبار کرنے والے تمام ڈیلروں پر ریاستوں کا خصوصی کنٹرول ہوگا۔ ڈیڑھ کروڑ سے زائد آمدنی والے تاجروں کے لئے، دوہری کنٹرول اور خطرے کی تشخیص کی تشکیل کی بنیاد پر مرکز اور ریاستوں کے حکام کو کنٹرول حاصل ہوگا۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا ہے مرکز کو قطع نظر

ان کی آمدنی کی سطح کے تمام موجودہ 11 لاکھ سروس ٹیکس رجسٹرڈ ڈیلروں پر کنٹرول حاصل ہوگا۔

مرکب اسکیم -کمپاؤنڈنگ یا اسکیم ساخت پر بھی اتفاق رائے بن گئی ہے۔ یہ طے کیا گیا تھا کہ 50 لاکھ روپے کے مجموعی ٹرن اوور والے تاجروں کو 2-1 فیصد ٹیکس ادا کرنا ہوگا۔ اس طرح کی اسکیم کا مقصد چھوٹے تاجروں کو سہولت فراہم کرنا ہے۔ اس اسکیم کے تحت، ایک ٹیکس دہندہ کو ان پٹ ٹیکس کریڈٹ (ITC) کے فائدے کے بغیر ایک سال کے دوران اس کے کاروبار کی فی صد کے طور پر ٹیکس ادا کرنا ہوگا۔ مرکزی گڈز اینڈ سروسز ٹیکس (CGST) اور ریاستی گڈز اینڈ سروسز ٹیکس (SGST) کے لئے ٹیکس کی فلور ریٹ ایک فیصد سے کم نہیں ہوگا۔ ایک ٹیکس دہندہ مرکب لیوی کے لئے اپنے صارفین سے کسی بھی طرح کا ٹیکس جمع نہیں کرے گا۔ انٹر اسٹیٹ سپلائی یا ریورس چارج کی بنیاد پر ٹیکس ادا کرنے والے ٹیکس دہندگان مرکب اسکیم کے اہل نہیں ہوں گے۔

علاقے کی بنیاد پر چھوٹ -فی الحال 7 شمال مشرقی ریاستوں کے ساتھ ساتھ پہاڑی ریاستوں جموں اور کشمیر، ہماچل پردیش اور اتراکھنڈ کو علاقے کی بنیاد پر چھوٹ حاصل ہے۔ ٹیکسوں سے ایسی چھوٹ کمپنیوں کو مشکل میں پلانٹ قائم کرنے کے لیے فراہم کی گئی ہے۔ اب یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ علاقے کی بنیاد پر مصنوعات کی فیس میں چھوٹ اگلے سال سے GST کے نفاذ کے ساتھ جاری رہے گا۔ تاہم، یہ انہیں ان رقوم کی واپسی کے طور پر دیا جائے گا، چھوٹ کے طور پر نہیں فراہم کیا جائے گا۔ اس بات پر اتفاق کیا گیا تھا کہ GST کے تحت تمام مستثنی اداروں پر ٹیکس لیوی عائد کیا جائے گا۔ مرکز یا ریاست جسے ٹیکس ملے گا وہ اسے دوبارہ اس کو ادا کرے گا جسے چھوٹ دی گئی ہے۔ ریاستیں اب مخصوص صنعتی چھوٹ پر فیصلہ کریں گی جنہیں وہ جاری رکھنا چاہتی ہیں۔

جی ایس ٹی کی شرح: وزیر خزانہ کی امپاورڈ کمیٹی نے GST کی شرح کو حتمی شکل دینے کے لئے دو رہنما اصول تجویز کیے ہیں اور اب یہ جی ایس ٹی کونسل کی بھی رہنمائی کر رہے ہیں۔ پہلا رہنما اصول کہتا ہے کہ جی ایس ٹی کے نفاذ کے ساتھ آج جو ٹیکس کی شرح ہے اسے آہستہ آہستہ اس کی موجودہ سطح سے نیچے آنا ہوگا تاکہ یہ زیادہ سے زیادہ شہری دوست بن سکے۔ دوسرے اصول کے مطابق ٹیکسیشن کو بہت ہی مناسب ہونا چاہیے تاکہ آمدنی کی موجودہ سطح کو برقرار رکھا جائے تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ مرکزی اور ریاستی حکومتیں مکمل جمع کی گئی رقم کے ساتھ اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے قابل ہوں۔ یہ خیال ہے کہ جی ایس ٹی کونسل حتمی شرح پر پہنچنے سے پہلے ان دو اصولوں پر عمل کرے گی۔ یہ بھی توقع ہے کہ اس میں چار شرحیں ہوگی:

- میرٹ شرح-ضروری اشیا یا خدمات
- اسٹینڈرڈ شرح-عام سامان یا خدمات
- خصوصی شرح-قیمتی دھاتیں
- Nil شرح-مستثنی سامان یا خدمات

یہاں اس بات پر روشنی ڈالنا ضروری ہے کہ GST نہ صرف صنعت/ کاروبار یا کاروباری کمیونٹی کے لئے ہی بلکہ عوام کے لئے بھی فائدہ مند ہوگی۔ اگر نیا نظام ٹیکسوں کی کثرت کو کم کرتا ہے، تو اشیا اور خدمات کی قیمتوں میں کمی کی توقع کی جاسکتی اور اس سے روزگار کے مواقع بھی پیدا ہوں گے۔ جی ایس ٹی کا نفاذ ملکی اور بین الاقوامی مارکیٹ میں ہماری مصنوعات کو مسابقتی حیثیت دے گا۔ مطالعات بتاتے ہیں کہ اس سے فوری طور پر جی ڈی پی میں 2 فیصد تک کا اضافہ ہوگا۔ اس کے علاوہ اس سے مرکز اور ریاستوں کو ٹیکس بنیاد وسیع کرنے اور تجارتی حجم میں اضافے اور بہتر ٹیکس تعمیل کی وجہ سے آمدنی حاصل ہو سکتی ہے۔ اپنے شفاف کردار کی وجہ سے، اس ٹیکس کا انتظام آسان ہوگا۔ یہ بھی یاد رکھیں، جی ایس ٹی کے نفاذ سے تجارت کرنے میں آسانی کے سلسلے میں بھارت کی درجہ بندی میں بہتری آئے گی، جس کے نتیجے میں، غیر ملکی سرمایہ کاروں کو ملک میں زیادہ سے زیادہ پیسہ لانے میں مدد ملے گی۔

جی ایس ٹی کے نفاذ سے پہلے کا کام

- مرکز کو دو قوانین نافذ کرنا ہوگا، جن میں سے ایک کا تعلق CGST سے اور دوسرے کا SST کے ساتھ تعلق ہے۔ ریاستوں اور مقننہ کے ساتھ مرکزی علاقوں کو SGST سے متعلق ایک قانون نافذ کرنا ہوگا۔ یہ عام قوانین ہیں اور پارلیمنٹ/ ریاستی قانون ساز کونسل میں سادہ اکثریت کے ذریعے نافذ کیے جاسکتے ہیں۔

☆☆☆

شمال مغربی ہندوستان کے پلائیو چینل کے جائزے کی رپورٹ جاری

☆ آبی وسائل، ندی کی ترقی اور گنگا کے احیا کی وزیر محترمہ اوما بھارتی نے ماہرین کی ایک کمیٹی کے ذریعہ شمال مغربی ہندوستان کے پلائیو چینل کے جائزہ سے متعلق ایک رپورٹ کا اجرا کیا۔ اس کمیٹی کی قیادت ماہر ارضیات پروفیسر کے ایس والدیا نے کی ہے۔ مذکورہ رپورٹ راجستھان، ہریانہ اور پنجاب سمیت شمال مغربی ہندوستان کی ریاستوں کی ارضی ساخت کے مطالعے پر مبنی ہے۔ اس رپورٹ میں ماضی میں رونما ہونے والی ارضیاتی تبدیلیوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اس موقع پر اظہار خیال کرتے ہوئے وزیر موصوفہ نے اس رپورٹ کی تالیف اور تیاری سے منسلک سائنسدانوں کی خدمات اور تندہی کی ستائش کی۔ انہوں نے کہا کہ اس مفروضے کی تائید ہے کہ سرسوتی ندی ہمالیہ کے ادی بادری سے شروع ہوتی تھی اور کچھ کے رن ہوتے ہوئے بحرہ عرب میں ختم ہوتی تھی۔ وزیر موصوفہ نے کہا کہ مذکورہ ندی کبھی شمال مغربی ہندوستان کی ریاستوں کی شہ رگ ہوا کرتی تھی اور اس ندی کے کنارے مہابھارت دور سے لے کر ہڑپا تہذیب تک پروان چڑھی۔

سید رضوان عباس

ٹیکس اصلاحات: تاریخی قدم

ایس ٹی کے نفاذ کے بعد بہت ساری اشیاء کی قیمتوں میں کمی آجائے گی۔ اس سے غریبوں کا فائدہ ہوگا۔ اشیاء اور سروس ٹیکس آئندہ سال اپریل 2017 سے نافذالعمل ہوجائے گا۔ ہندوستان کے علاوہ بہت سے ممالک میں جی ایس ٹی پہلے سے ہی لاگو ہے اور اس کے مثبت نتائج دیکھے گئے ہیں۔ کہا جاسکتا ہے کہ موجودہ حکومت کا ٹیکس اصلاحات کے شعبہ میں یہ انقلابی قدم ہے۔ اس کی ستائش کی جانی چاہئے۔

آزادی کے بعد شاید یہ پہلا موقع ہے کہ ٹیکس کے شعبہ میں اس قدر زبردست انقلابی اصلاح عمل میں آئی۔ حکومت نے کافی جد وجہد کے بعد پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں سے گڈس اینڈ سروسز ٹیکس (جی ایس ٹی) بل کو اتفاق رائے سے منظور کرایا۔ بل کی منظوری کے بعد وزیر اعظم نریندر مودی نے جی ایس ٹی پر ردعمل ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ اب ٹیکس ٹررزم کا خاتمہ ہوجائے گا۔ وزیر اعظم نے راجیہ سبھا میں جی ایس ٹی بل کی منظوری کے لئے سبھی پارٹیوں کے ممبران کا شکریہ ادا کیا انہوں نے راجیہ سبھا میں گڈس اینڈ سروسز ٹیکس یعنی جی ایس ٹی بل کی منظوری کے لئے سبھی پارٹیوں کے ممبران کا شکریہ ادا کیا۔ جناب مودی نے جی ایس ٹی کو تعاونی وفاقیت کی بہترین مثال قرار دیتے ہوئے اپنے متعدد ٹویٹ پیغامات میں کہا کہ یہ اصلاح میک ان انڈیا کو فروغ دے گی ، برآمدات میں معاون ہوگی اور اس طرح آمدنی میں اضافے کے مواقع کے ساتھ ساتھ روزگار کے مواقعوں میں بھی اضافہ کرے گی۔ جناب مودی نے اپنے پیغام میں کہا: ''میں راجیہ سبھا میں جی ایس ٹی بل کی منظوری کی حقیقی تاریخی موقع پر سبھی پارٹیوں کے لیڈروں اور ممبروں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ہمارے ممبران پارلیمنٹ اکیسویں صدی کے ہندوستان کو ایک بالواسطہ ٹیکس کا نظام دئے جانے کے غیر معمولی فیصلے کے لئے مبارکباد کے مستحق ہیں۔ ہم سبھی ہندوستانی شہریوں کے لئے فائدہ مند نظام پیش کرنے اور ایک فعال اور متحدہ قومی بازار کے فروغ کے لئے سبھی پارٹیوں اور ریاستوں کے ساتھ مل کر کام کرنا جاری رکھیں گے۔ یہ اصلاح میک ان انڈیا کو فروغ دے گی ، برآمدات میں معاون ہوگی اور اس طرح آمدنی میں اضافے کے مواقع کے ساتھ ساتھ روزگار کے مواقعوں میں بھی اضافہ کرے گی۔ یہاں میں ایک بات اور کہنا چاہوں گا کہ جی ایس ٹی بل تعاونی وفاقیت کی بہترین مثال ہے۔ ہم سب مل کر ہندوستان کو ترقی کی نئی بلندیوں تک لے جائیں گے۔

وزیر اعظم نے 15 اگست کو لال قلعہ کی فصیل سے بھی تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ جی ایس ٹی کے ذریعے ٹیکس کاری میں اس طرح سے یکسانیت والا اور یکساں نظام بنایا ہے، جس کا نتیجہ آنے والا ہے جو ہندوستان کو جوڑنے کا کام کریگا۔ کہا جاتا ہے کہ ٹیکس کے شعبہ میں اب تک کی یہ سب سے بڑی اصلاح ہے۔ اس سے تمام اشیاء اور خدمات کے ٹیکس میں یکسانیت لائی جاسکے گی جس سے ایک بھارت سریشٹھ بھارت کا خواب شرمند تعبیر ہوگا۔ آئیے دیکھتے ہیں کہ لوک سبھا میں جی ایس ٹی بل پر وزیر اعظم نے جو تقریر کی تھی، اس کا متن حسب ذیل ہے: اگست انقلاب کا بگل 8 اگست کو بجا تھا۔ مہاتما گاندھی نے بھارت چھوڑو' کے نعرے کے ساتھ پورے ملک میں تحریک آزادی کی شدید لہر پیدا کردی تھی۔ 9 اگست کو آزادی کے دیوانوں پر بے انتہا مظالم ڈھائے گئے تھے۔ 75 سال بعد آزادی کے دیوانوں کو یاد کرتے ہوئے ٹیکس ٹیرارزم سے نجات کی سمت میں ہماری

مصنف آزاد قلم کار ہیں۔

پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے ممبران مل کر ایک بہت بڑا قدم اٹھانے جا رہے ہیں۔شاید کچھ ہی لوگ جانتے ہوں گے کہ ہمارے ملک میں ٹیکسوں کی صورتحال کیا رہی ہے۔سپریم کورٹ میں ٹیکس سے متعلق ایک معاملہ پیش کیا گیا تھا جس میں پوچھا گیا تھا کہ ناریل کو پھل مانا جائے یا کہ سبزی، ناریل پر پھل کے حساب سے ٹیکس عائد کیا جائے یا سبزی کی حیثیت سے اسے ٹیکس سے مستثنٰی مانا جائے۔اب جب یہ معاملہ سپریم کورٹ تک پہنچ گیا تو یہ اندازہ آسانی سے لگایا جاسکتا ہے کہ ہمارے ٹیکسوں کی جو پرانی روایت رہی ہے، اس میں کیسے کیسے نشیب وفراز آئے ہوں گے۔میں اس وقت سبھی سیاسی پارٹیوں اور ریاستوں میں برسراقتدار سیاسی پارٹیوں کی سرکاروں کا شکریہ ادا کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ ہم ایک ایسا فیصلہ کررہے ہیں جس میں راجیہ سبھا اور لوک سبھا کے ساتھ ساتھ ملک کی 29 ریاستوں کے نمائندے جیت کرآئے ہیں۔ ایسی 90 سیاسی پارٹیوں نے انتہائی غوروخوض کے بعد آج ہمیں یہاں اس مقام تک پہنچایا ،جس پر فیصلے کی تصدیق بعد میں ہو پائے گی۔اس لئے یہ بات سچ ہی مانی جاتی ہے کہ پیدا کوئی کرے اور پرورش کوئی کرے۔کرشن کو جنم کسی نے دیا اور پرورش کسی دوسرے نے کی۔اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی صحیح ہے کہ یہ کسی ایک سرکار کی فتح نہیں ہے۔یہ ہندوستانی جمہوریت کے اعلیٰ اقدار کی فتح ہے۔یہ سبھی سیاسی پارٹیوں کی فتح ہے۔سبھی سابق اور موجودہ سرکاروں کے تعاون سے یہ فتح حاصل ہوئی ہے اس لئے میرے خیال سے اس اختلاف کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ اس میں کون جیتا اور کون ہارا۔جی ایس ٹی کا مطلب ہے۔’’گریٹ اسٹیپ بائی ٹیم انڈیا‘‘ جی ایس ٹی کا مطلب ہے :’’ گریٹ اسٹیپ ٹو ورس ٹرانسفارمیشن‘‘ جی ایس ٹی کا مطلب ہے : ’’گریٹ اسٹیپ ٹو روس ٹرانس پیرنسی‘‘۔اسی لئے ہم ایک نئے نظام سے گزررہے ہیں۔

ہم سب کا خواب ہے،’’ایک بھارت –شریشٹھ بھارت‘‘ جب ہم ریلوے پر نظر کرتے ہیں تو ہمیں ایک بھارت کے جذبے کا احساس ہوتا ہے۔ جب ہم ڈاک وتار کے انتظام پر نظر کرتے ہیں یا آل انڈیا سول سروسز کو دیکھتے ہیں تو ہمیں ایک بھارت کا جذبہ محسوس ہوتا ہے۔ایک بھارت کی خوشبو آتی ہے۔ہم آئی پی سی ،سی آر پی سی پر نظر کرتے ہیں تو ہمیں ایک بھارت کی شناخت حاصل ہوتی ہے۔یہ سارے ادارے اس جذبے کو طاقتور بناتے ہیں۔اسی سلسلے میں آج ہم جی ایس ٹی کی شکل میں ایک نیا موتی اس مالا میں پرورہے ہیں جو ایک بھارت کے جذبے کو توانا کرتا ہے۔یہ صرف ایک ٹیکس کا نظام نہیں ہے۔سب ریاستیں اور مرکز مل کر ایک ایسا نظام فروغ دینے جارہے ہیں جس میں چھوٹی سے چھوٹی ریاست ہو یا بڑی سے بڑی۔ سب کو یہ نظام اپنا نظام محسوس ہونا چاہئے۔یہ ایک بھارت کو طاقت دینے والی بات ہے اور ان معنوں میں، میں اسے انتہائی اہم تصور کرتا ہوں۔

کبھی کبھی جی ایس ٹی کے بارے میں شبہات بھی پیدا ہوتے رہے ہیں۔ جب میں وزیر اعلیٰ تھا تو میرے دل میں بڑے شکوک پیدا ہوگئے تھے۔میں نے پرنب مکھرجی صاحب سے کئی بار اس پر تبادلہ خیال بھی کیا اور آج جی ایس ٹی کو ایک وزیر اعلیٰ کی نظر سے دیکھنے کی وجہ سے وزیر اعظم بننے کے بعد میرے لئے ان مسائل کا تدارک کرنا آسان رہا ہے۔وہ تجربات میرے کام آئے۔کچھ مسائل کا تدارک نہیں ہو پاتا تھا۔ کچھ باتیں واضح نہیں تھیں۔یہ ساری باتیں اتنے طویل غوروخوض کی وجہ سے بہت سی کمیوں کو دور کرنے میں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔یہ صرف میرا ہی کام نہیں بلکہ اس میں سبھی کا تعاون حاصل ہوا ہے۔یہ اجتماعی غوروخوض کا نتیجہ ہے۔ تاہم یہ بات بھی سچ ہے کہ کوئی انسان ایسا سوچ بھی نہیں سکتا کہ ہم پرفیکٹ بھی ہوسکتے ہیں۔ کچھ کمی نہیں رہ سکتی ہے۔آگے چل کر کوئی کمی نہیں آئے گی۔اسی لئے اتنے سارے دماغوں نے دماغی کسرت کے ساتھ کوششیں کی ہیں اور ان کوششوں کا نتیجہ بھی ملے گا۔یہ صحیح ہے کہ راجیہ سبھا میں اعداد کے حساب سے یہ بل مشکل میں پڑ سکتا تھا۔ریاستوں کو مرکز پر اعتبار بھی نہیں تھا اس لئے سب سے بڑی ضرورت یہ تھی کہ ریاستوں اور مرکز کے درمیان اعتبار پیدا کیا جائے۔اس بات کا فیصلہ اکثریت کی بنیاد پر نہ لیا جائے۔میں پہلے بھی اس ایوان میں کہہ چکا ہوں کہ جمہوریت صرف نمبروں کا کھیل نہیں ہے بلکہ اتفاق رائے کا معاملہ ہے۔ ہماری کوشش یہی رہی ہے کہ سبھی کے مشوروں کو منظور کیا جائے۔ایک غیر معمولی اتفاق رائے کا ماحول پیدا ہوا ہے جس سے ایک بہت بڑی طاقت پیدا ہوئی ہے۔ یہ ریاست کے لئے ایک اہم ترین امانت کی حیثیت رکھتی ہے۔

یہ بات ہندوستان کی جمہوریت کے روشن پہلوؤں میں سے ایک ہے۔قومی پالیسی سیاست سے بالاتر ہوتی ہے۔اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ جو قرارداد آئی ہے اس سے کسی کو شکایات نہیں ہوگی۔یہاں بھی کچھ لوگ ایسے بیٹھے ہوں گے جن کے ذہن میں یہ ہوگا کہ اگر ایسا ہوتا تو اچھا ہوتا۔یہ باتیں تو جاری ہی رہیں گی۔یہی تو جمہوریت کی طاقت ہے لیکن اس کے باوجود بھی ہم سب نے اسے آگے بڑھانے کی کوشش کی ہے۔آج جی ایس ٹی کے بعد میرا اندازہ ہے کہ سات سے لے کر گیارہ تک جو الگ الگ نظام ہیں جن کا سبھی چھوٹے بڑے کاروباریوں کو سامان کرنا پڑتا ہے۔اس لئے سات سے گیارہ بارہ تیرہ تک ٹیکسوں کی سبھی رعایتیں اس بل سے ختم ہوجائیں گی جس کا فائدہ چھوٹے کاروباریوں کو بھی ہوگا اور صارفین کو بھی۔میرے خیال سے اقتصادی نظام کو حسن وخوبی اور تیز رفتاری سے چلانے کے لئے ہمیں پانچ باتوں پر توجہ مرکوز کرنی چاہئے۔ ان میں پہلی ہے مین۔دوسری ہے مشین۔تیسری ہے میٹریل۔چوتھی ہے منی اور پانچویں ہے منٹ۔ اگر ان سب کا بہترین استعمال کرنے میں ہمارے نظام آگے بڑھتے ہیں تو ہماری معیشت کو آگے بڑھنے کے لئے نئے مواقع تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔آج ملک میں جو ریاستیں سب سے پسماندہ تصور کی جاتی ہیں، اس نظام کے تحت ان کی آمدنی میں اضافے کی گارنٹی ہے۔اس لئے اگر ان ریاستوں کو تعلیم کے شعبے میں سرمایہ کاری کرنی ہے، کھیل کے شعبے میں سرمایہ لگانا ہے یا ڈھانچہ جاتی سہولیات میں پیسہ لگانا ہے تو انہیں اس جی ایس ٹی کے نظام سے جو اضافہ شدہ آمدنی ہونے والی ہے، اسے ان شعبوں میں لگایا جاسکتا ہے۔آج ہم مغرب میں جس طرح کی ترقی دیکھ رہے ہیں، سب سے پہلے ملک کے مشرقی خطے پر نظر

کرنی ہے اس کو فوری طور سے آگے لانا چاہئے ورنہ یہ غیر متبادل ترقی تیز رفتاری کے ساتھ ملک کو نئی بلندیوں تک نہیں لے جاسکے گی۔ جی ایس ٹی کی وجہ سے ایسی ریاستوں کو ایک نیا موقع حاصل ہوا ہے۔ میں ان ریاستوں سے گزارش کروں گا کہ جی ایس ٹی کے نفاذ کے بعد اس کا زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کیا جائے۔

عام طور پر دو سگے بھائیوں کے درمیان بھی لڑائی ہوتی ہے تو اس کا سبب جائیداد ہوسکتی ہے۔ ریاستوں یا مرکز کے درمیان کشیدگی بھی زیادہ تر قدرتی وسائل یا اثاثہ جات کے سبب ہوتی ہے۔ اس نظام کی وجہ سے ایک شفافیت پیدا ہوگی۔ مرکز اور ریاستیں کتنا سرمایہ جمع کر رہی ہیں، جس خزانے میں کتنا پیسہ جمع ہورہا ہے۔ یہ بات ریاست کو بھی معلوم ہوگی اور مرکز کو بھی۔ کن کن قاعدوں کے تحت ان کی تقسیم ہوگی۔ اس کے لئے وفاقی ڈھانچے میں سب سے بڑی ضرورت ہوتی ہے باہمی اعتماد کی۔ اس اعتماد کو مضبوط اور مستحکم کرنے اور آگے بڑھانے میں یہ نیا نظام انتہائی سودمند ثابت ہوگا۔ اس سے ہمارا وفاقی ڈھانچہ مضبوط ہوگا اور اس سے ٹیکسوں کی جتنی وصولی ہوگی اس کا علم ریاستوں اور مرکز دونوں کو ہوگا، جس سے بہت سی سہولیات کا اضافہ ہوگا۔

جی ایس ٹی ایک ایسا بل ہے جس میں غریبوں کے استعمال کی سبھی چیزیں ٹیکس کے دائرے سے باہر ہیں۔ صارفین کے افراط زر کا تعین کرنے والے آئٹموں میں سے 55 فی صد غذا اور ضروری دوائیں جی ایس ٹی کے دائرے سے باہر ہیں۔ کبھی کبھی کچھ چیزیں غیر متوقع طریقے سے فائدہ پہنچاتی ہیں۔ سبھی کو معلوم ہے کہ ملک میں آمدنی یا مالیاتی خسارہ ہمیشہ ایک رہتا تھا۔ فرض کر لیجئے کہ ریاست ایک بار پھر قرض میں ڈوب جائے یہ بھی چلتا تھا۔ اسلئے سبھی مل کر ایک ایف آر بی ایم کے قانون کی طرف گئے اور مالیاتی نظم وضبط کے لئے ریاستوں نے بھی اسے منظور کیا اور مرکز نے بھی دباؤ ڈالا۔ اس طرح ہندوستان میں ایف آر بی ایم کے قانون کی وجہ سے آمدنی اور خسارے دونوں کے درمیان ایک تال میل قائم ہوگا۔ اس کے لئے ایک متبادل کوشش ہوئی ہے، جس سے ریاستوں کی معیشت اور ان کی معاشی صحت میں ایک مثبت اور تندرست تبدیلی پیدا ہوگی۔

سرکار نے قانونی اعتبار سے ایک اہم فیصلہ کیا ہے۔ جب میں قانون کی بات کر رہا ہوں تو اس کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ ہمارے ملک میں یہ باتیں ہر طرف کی جاتی ہیں کہ ریزرو بینک کا نظریہ ایک ہوتا ہے اور سرکار کی سوچ دوسری ہوتی ہے۔ اور ہمیشہ نمو اور افراط زر کی باتیں ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ کر دیکھی جاتی ہیں۔ ہمیشہ کہا جاتا ہے کہ افراط زر کی شرح یہ ہے تو شرح سود یہ رہے گی۔ سرمایہ کاری نہیں آئے گی۔ ہم نے وہ ساری متنازعہ باتیں سن لی ہیں کہ انویسٹمنٹ نہیں آئے گا وغیرہ وغیرہ۔

ہم ان تمام اختلافات کے بارے میں سن چکے ہیں۔ پہلی بار اس سرکار نے ریزرو بینک کے ساتھ کہا ہے کہ اب افراط زر کی شرح چار فی صد رہنی چاہئے اور 2021 تک یہ جاری رہے گا۔ اب مالیہ سے جڑے ہوئے جتنے بھی ادارے ہیں، افراط زر کے تعلق سے ان کی ایک ذمہ داری بننے والی ہے۔ اس کا فائدہ بھی ہمارے آنے والے دنوں میں ٹیکسوں کی وصولی کے نظام کو ہوگا۔ یہ صحیح ہے کہ ملک کی آزادی سے اب تک ہم لوگ غریبی سے لڑ رہے ہیں اور جب کوئی کہتا ہے کہ ملک کے 65 فی صد سے زیادہ لوگ خط افلاس سے نیچے کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ یہ ہمیں وراثت میں ملا ہے۔ لیکن کچھ اچھا ملتا ہے تو کچھ کم اچھا ملتا ہے۔ ہمیں دونوں کو قبول کرنا پڑتا ہے۔ ہماری قسمت میں ملک کی غریبی آئی۔ لیکن غریبی کے خلاف لڑنے کا جذبہ ہر ایک کا ہے۔ یہاں بیٹھے ہوئے جتنے بھی اس پار کے یا اُس پار کے لوگ ہیں سب کی یہی خواہش ہے۔ ہاں طریقے الگ الگ ہوسکتے ہیں۔ ہماری کوشش ہے کہ غریبوں کو مالی اور تعلیمی اعتبار سے بااختیار بنایا جائے۔ یہ دو ایسی چیزیں ہیں جن کے وسیلے سے ہم غریبوں کی ایسی فوج تیار کر سکتے ہیں جو غریبی کو ختم کر کے فتح یاب ہونے کے لئے سر بلند ہوسکے۔ جی ایس ٹی اس ماحول کو بنانے میں ایک پلیٹ فارم مہیا کرا سکتا ہے، جو غریبی کے خلاف ہماری لڑائی میں بھی کام آسکتا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ چھوٹے کاروباری جب بینکوں سے لون لینے جاتے ہیں تو کتنی دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ان پرانی عادتوں میں بدلاؤ لایا جائے لیکن اتنی پرانی عادتیں ایک دم سے کیسے بدل جائیں گی۔ چھوٹے کاروباری اگر بینک سے قرض لینے جائیں تو وہاں کاغذ پر ہی سوال کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ پچاسوں طرح کے کاغذات مانگے جاتے ہیں اور ان پر سوال پیدا کر کے انہیں ریجیکٹ کر دیا جاتا ہے۔ لیکن اپنے پسندیدہ لوگوں کو وہ پیسے دے دیں گے۔ جی ایس ٹی کی وجہ سے ہر شخص کے معاشی کاروبار کا خاکہ تصدیق شدہ شکل میں ہر لمحہ دستیاب ہوگا۔ جب ایسا کوئی معاملہ بینک میں جائے گا تو بینک کے پاس ڈسکری مینیشن کی کوئی طاقت نہ ہوگی۔ جس کو قرض لینا ہے وہ قرض لے۔ غریب سے غریب شخص کو بھی ایک ایسا ثبوت ایک عام انسانی طریقے سے ہاتھ آنے والا ہے، جس ثبوت کے وسیلے سے وہ عام آدمی دودھ بیچنے والا ہوسکتا ہے، چائے فروش ہوسکتا ہے، یا نائی ہو یا اخبار بیچنے والا۔ چھوٹے سے چھوٹا شخص بھی اپنی چیزوں کے ساتھ کام کر سکتا ہے اور اس لئے جی ایس ٹی کی سب سے بڑی طاقت ہے ٹکنالوجی اور اس کی وجہ سے حقیقی اعداد وشمار اور جب حقیقی اعداد وشمار دستیاب ہوں گے تو متعلقہ شخص کو اپنی طاقت اپنی اہلیت کا ثبوت پیش کرنے میں کوئی دقت نہیں آئے گی اور اسے اپنا مطلوبہ فائدہ حاصل ہوسکے گا۔

یہی سبب ہے کہ عام طور سے جب دولت دستیاب ہوتی ہے تو اپنے ساتھ مقابلے بھی لاتی ہے۔ مینوفیکچرنگ کے شعبے میں مقابلے کے امکانات روشن ہوتے ہیں۔ مینوفیکچرنگ کے مقابلے بڑھنے سے اقتصادی نظام کو رفتار ملتی ہے اور نئے لوگوں کے لئے روزگار کے مواقع پیدا ہوتے ہیں۔ اس نظام کی وجہ سے پیسے کا بہاؤ بڑھنے کے نتیجے میں روزگار کے امکانات بھی بڑھتے ہیں جس کے تحت ہمیں پورے مواقع حاصل ہونے والے ہیں۔ ہمارے ملک میں سرمایہ کاری بڑھانے کے نظریئے سے جی ایس ڈی پی کا تناسب ہمیشہ ایک سوالیہ نشان کے ساتھ چلتا رہتا ہے۔ اب اس نئے نظام کی وجہ سے یہ سوالیہ نشان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مٹ جائے گا۔

اکثر ہم لوگ بدعنوانیوں کے خلاف بہت کچھ کہتے ہیں لیکن بدعنوانیوں کو ختم کرنے کے لئے نظاموں کو بھی اتنا ہی مضبوط بنانا پڑتا ہے۔ اس اعتبار سے اتنی بڑی

باتیں نہیں چل سکتیں کہ انسان اچھا ہی کرے گا۔ اگر نظام ٹھیک ہو تو غلط انسان کو بھی ٹھیک ٹھاک رہنے کے لئے مجبور ہونا پڑتا ہے۔ جی ایس ٹی کی وجہ سے ٹیکس چوری کی جو باتیں ہوتی ہیں، ہمارے یہاں کچا بل اور پکا بل، جو ہمارے کاروباریوں میں بہت مقبول ہے۔ لیکن جی ایس ٹی کی وجہ سے ہر شخص خود ہی پکے بل کی طرف راغب ہوگا۔ بالفرض ہمارا ہیلتھ انشورنس ہے تو ہم کیا کرتے ہیں۔ ہم اپنے سارے میڈیکل بل سنبھال کر رکھتے ہیں انہیں اِدھر اُدھر نہیں ہونے دیتے، کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ ان سارے کاغذات کے ساتھ ہی ہم اپنا بل پیش کر پائیں گے، تبھی ہمیں پیسہ مل سکے گا لیکن جی ایس ٹی میں ایسا نظام وضع کیا گیا ہے کہ جو شخص بھی اپنے بل پیش کرے گا اس کی خریدی ہوئی تمام چیزوں کا ری فنڈ مل جائے گا۔ اسی لئے یہ کچے پکے کی دنیا ایک طرح سے کالے دھن کو بھی فعال بناتی ہے۔ اس پر پوری طرح سے روک لگ سکے گی۔ اس طرح سے بدعنوانی سے کالے دھن کو ختم کرنے میں یہ نظام کام آنے والا ہے۔ اب ہم اسی سمت میں کوشش کر رہے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس سے فائدہ ہوگا۔ ہم جانتے ہیں کہ ہمارے ملک میں ٹیکس کی وصولی کے کام میں بہت بڑی فوج لگی رہتی ہے۔ اسی وجہ سے ٹیکس کی وصولی میں لاگت بھی بڑھتی جاتی ہے۔ اس نظام کے آن لائن ہونے کی وجہ سے اور اس کے ٹکنالوجی پر مبنی ہونے کی وجہ سے ہمارے ٹیکس وصولی کی لاگت میں بہت کمی آئے گی وہ پیسہ ملک کے غریب لوگوں کی ترقی اور فلاح کے لئے کام آئے گا۔ یہ آج ایک ایسے نظام کو فروغ دیا جا رہا ہے جس کی وجہ سے بدعنوانی بالکل ہی ختم ہو جائے گی۔ اس کی وجہ سے بھی ہمیں ملک کو بدعنوانی سے پاک بنانے کا موقع ملے گا۔ یہاں اعداد وشمار کو مربوط کیا جانے والا ہے۔ یعنی کچے مال سے لے کر آخری چیز تک ہر جگہ پر وہ کہیں نہ کہیں آن لائن رجسٹر ہو کر آگے جائے گا اور اسی لئے نیچرل کراس میں کراس چیکنگ کا نظام قائم کیا گیا ہے، جس کے نتیجے میں اگر کوئی چوری ہوگی تو فوری طور سے پکڑ لی جائے گی۔ کہیں بھی کچھ غلط ہوگا تو فوراً معلوم ہو جائے گا۔ یہ ہمارے لئے انتہائی فائدہ مند ہوگا۔ اس ایک ایسے نظام کو فروغ دیا جا رہا ہے جس میں ٹیکس دہندہ اور ٹیکس وصول کرنے والے کے درمیان ہیومن انٹرفیس نہ کے برابر ہوگا اور اسی کی سمت میں ہمیں ایک بہت بڑا فائدہ ملنے والا ہے۔ جی ایس ٹی کی وجہ سے ایک طرح سے ٹیکس ادا کرنے والے کا نظام ہی ایسا بن رہا ہے کہ جس میں اس کو ایمانداری سے منافع ہوگا۔ اسے معلوم ہے کہ وہ جتنا دے گا اتنا ملنے والا ہے۔ اس طرح ہم کالے دھن کو روکنے میں کامیاب ہوں گے۔ علاوہ ازیں ریاست اور مرکز کے ٹیکس کے اعداد وشمار بھی ایک ہی جگہ پر دستیاب ہوں گے۔ خواہ رجسٹریشن ہو، ریٹرن ہو یا ٹیکس کی ادائیگی کا ڈیجیٹل نظام۔ یہ ساری چیزیں آن لائن ہونے کے سبب ہمیں شفافیت کا ایک بہت بڑا پلیٹ فارم دستیاب ہو سکے گا۔ آج جو لوگ ہمارے لئے ووٹ کریں گے، اس مقدس کام کو پورا کریں گے، سو تو ہوگا ہی لیکن ضروری یہ ہوگا کہ سولہ سے زیادہ ریاستیں جلد از جلد اس کا نفاذ کریں۔ ہمیں اس کے بعد بھی متعدد ضابطے مکمل کرنے ہوں گے۔ سینٹرل جی ایس ٹی، انٹگریٹیڈ جی ایس ٹی قوانین ہمیں منظور کرنے ہوں گے۔ آج ان تمام کاموں کے لئے ایک دروازہ کھلنے والا ہے۔ ہم ایک مبارک آغاز کے ساتھ آگے بڑھ رہے ہیں۔ آنے والے دنوں میں ہمیں اس کا فائدہ ملے گا۔ یہ بھی صحیح ہے کہ ہمیں نئے موضوع کے بارے میں لوگوں کو تعلیم وتربیت بھی دینی ہوتی ہے۔ آئی ٹی تیاری کی ضرورت ہے۔ قانونی تیاری کی ضرورت ہے۔ ٹیکس حکام اور افسران کی تیاری کی ضرورت ہے۔ ہمیں صارف کو تیار کرنے کے لئے بھی کام کرنا پڑے گا۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں جمہوریت کے جو ماہر ملک مانے جاتے ہیں جو جمہوریت کے اعتبار سے دنیا کو نصیحت کرنے کی طاقت رکھتے ہیں ایسے ملکوں میں بھی فائننس بل جیسے اہم معاملات کو طے کر پانا مشکل ہو جاتا ہے۔ یہ ہندوستان ہے، یہ ہندوستان کی جمہوریت ہے، یہ ہندوستان کے لوگوں کی پختہ کاری ہے، یہ ہندوستان کے لیڈروں کی دوراندیشی ہے کہ آج ہم نظریاتی اختلافات اور سیاسی پس منظر الگ ہونے کے بعد بھی اس عظیم کام کو ایک آواز ہو کر کر رہے ہیں۔ یہ اپنے آپ میں ہندوستانی جمہوریت کی بہت بڑی طاقت ہے۔ آج ہم اس ایوان میں انتہائی فخر کے ساتھ سبھی سیاسی پارٹیوں کا احترام کرتے ہوئے کہہ سکتے ہیں کہ 100 ہفتے مکمل کرنے کے بعد اس سرکار نے اس ایوان میں 100 سے زیادہ قانون منظور کئے اور یہی اس ایوان کی طاقت ہے۔ اس سلسلے میں سبھی مبارکباد کے مستحق ہیں۔ میں نے آل پارٹی میٹنگ میں بھی یہ بات کہی تھی کہ اس کا کریڈٹ سب کو جاتا ہے۔ سبھی راج نیتک پارٹیوں کو جاتا ہے۔ جن لوگوں نے اس سمت میں مسلسل کوششیں کی ہیں ان سب کو جاتا ہے۔ مجھے اس سلسلے میں اپنے خیالات کے اظہار کا موقع ملا ہے۔

سال 17-2016 کے مرکزی بجٹ میں اعلان کیا گیا تھا کہ 12 ویں پنچسالہ منصوبے کے آخر میں منصوبہ بند، غیر منصوبہ بند کی تمیز اور تفریق ختم کردی جائے گی۔ اس اعلان کی روشنی میں یہ لازم ہو گیا ہے کہ ایک پلان نان پلان نیوٹرل منظوری نظام قائم کیا جائے۔ اخراجات کے محکمے نے اسی مقصد سے گذشتہ تین دہائیوں کے دوران جاری کی گئی ہدایات پر بڑے جامع طریقے سے نظر ثانی کی ہے اور ان تمام ہدایات کی جگہ آسان ترین فریم ورک پیش کیا ہے۔ جس کی مدد سے اثر انگیزی میں با معنی اضافہ ہو سکے گا کیونکہ انہی کی روشنی میں اسکیموں اور پروجیکٹوں کو ہمارے نظام کے تحت منظور کیا جاتا ہے۔ نئے رہنما خطوط شہریوں تک گڈس اور خدمات کی ڈلیوری کے نظام کو بہتر بنائیں گے اور نتیجہ خیز ثابت ہوں گے۔ موجودہ حکومت نے گذشتہ دو برسوں کے دوران، جو اہم اخراجاتی اصلاحات کی ہیں، یہ رہنما خطوط دراصل ان کا ایک حصہ ہوں گے۔

کہا جاتا ہے کہ جی ایس ٹی کے نفاذ کے بعد بہت ساری اشیاء کی قیمتوں میں کمی آجائے گی۔ اس سے غریبوں کا فائدہ ہوگا۔ اشیاء اور خدمات ٹیکس آئندہ سال اپریل 2017 سے نافذ العمل ہو جائے گا۔ ہندوستان کے علاوہ بہت سے ممالک میں جی ایس ٹی پہلے سے ہی لاگو ہے اور اس کے مثبت نتائج دیکھے گئے ہیں۔ کہا جا سکتا ہے کہ موجودہ حکومت کا ٹیکس اصلاحات کے شعبہ میں یہ انقلابی قدم ہے۔ اس کی ستائش کی جانی چاہئے۔

☆☆☆

ڈی ایس ملک

ٹیکس اصلاحات: ایک نئے دور کا آغاز

موجودہ حکومت نے اپنے قیام کے فوراً بعد سے ہی ملک سے کالے دھن کی لعنت سے نمٹنے کے لئے اپنے عزم مصمم کا اظہار کیا ہے۔ مئی 2016 میں اپنی ذمہ داریاں سنبھالنے کے بعد موجودہ حکومت کا سب سے پہلا فیصلہ سپریم کورٹ کے سابق جج عزت مآب جسٹس ایم بی شاہ کی قیادت میں ایک اسپیشل انوسٹی گیشن ٹیم (ایس آئی ٹی) کی تشکیل تھا۔ سابق جج جسٹس اریجیت پسائت کو ایس آئی ٹی کا نائب چیرمین مقرر کیا گیا تھا۔ مرکزی کابینہ نے اپنی پہلی ہی میٹنگ میں ٹیکس چوری اور دیگر غیر قانونی طریقوں سے غیر مالک میں جمع کی گئی بڑی تعداد میں رقم واملاک سے متعلق قابل احترام سپریم کورٹ کے فیصلے پر تعمیل کے لئے اسپیشل انوسٹی گیشن ٹیم کی تشکیل کو منظوری دی تھی۔

ایس آئی ٹی اس وقت سے کالے دھن اور غیر قانونی طریقوں سے جمع کئے گئے اثاثوں کو منظر عام پر لانے کے لئے انہیں متعدد رپورٹ پیش کر چکی ہے۔ اس کے علاوہ ایس آئی ٹی نے اس ضمن میں متعدد تجاویز/سفارشات دی ہیں۔ حکومت کے ذریعے ایس آئی ٹی کی متعدد سفارشات کو پہلے ہی تسلیم کیا جا چکا ہے جس میں نقد لین دین وغیرہ کے لئے پین کا لازمی حوالہ بھی شامل ہے۔

موجودہ حکومت نے ملک میں کالے دھن کو بے نقاب کرنے کے لئے انکم ڈکلیریشن اسکیم (آئی ڈی ایس) کی شکل میں ایک اور اہم قدم اٹھایا ہے جس میں بڑی کامیابی ملی ہے۔ حکومت ہند کی جانب سے قومی سطح پر کالے دھن کی لعنت سے نمٹنے کے لئے یہ اسکیم تازہ ترین اسکیم ہے۔ اس کا اعلان مرکزی وزیر مالیات ارون جیٹلی نے سال 2016 کے اپنے بجٹ خطاب میں کیا تھا۔ اس کے مطابق حکومت نے انکم ڈکلیریشن اسکیم 2016 کا یکم جون 2016 سے باقاعدہ آغاز کیا۔ یہ اسکیم چار مہینوں کے لئے 30 ستمبر 2016 تک جاری رہی۔ اس اسکیم نے ان لوگوں کو ایک موقع فراہم کیا جنھوں نے ماضی میں ٹیکس کی مکمل ادائیگی نہیں کی تھی کہ وہ رضا کارانہ آگے آئیں اور اپنی پوشیدہ آمدنی اور اثاثوں کا درست حساب دیں۔ قومی سطح پر اپنی پوشیدہ آمدنی اور اثاثوں کو آن لائن 30 ستمبر 2016 کی نیم شب تک مجوزہ فارم کی مطبوعہ نقول میں ڈکلیر کرنے کی سہولت دی گئی تھی۔

آئی ڈی ایس 2016 کے تحت 30 ستمبر تک 642750 کروڑکلیریشن داخل کی گئی ہیں جن میں اب تک مجوزہ فارم پر ذاتی طور پر جمع کی گئی نقول پر کام جاری ہے، اس لئے ان اعداد وشمار میں اضافہ ہو سکتا ہے۔

اس اسکیم پر اس قدر بڑے رد عمل کی ٹیکس ماہرین اور دیگر افراد کو توقع نہیں تھی۔ آئی ڈی ایس۔ 2016 کے تحت اپنی پوشیدہ دولت کا اعلان کرنے والوں کو اپنی پوشیدہ رقم پر 45 فی صد کی شرح سے ٹیکس کی ادائیگی کرنی ہوگی جس میں 15 فی صد کی شرح سے جرمانہ بھی شامل ہے۔

اس سے قبل حکومت نے بیرون ملک جمع کالے دھن کو ملک میں واپس لانے کے لئے غیر ملکوں میں جمع کالا دھن اور اثاثوں کا اعلان کرنے سے متعلق ایک اسکیم پیش کی تھی اور ٹیکس قانون 2015 کا نفاذ کیا تھا۔ اس قانون کی تحت غیر ممالک میں جمع پیسے اور اثاثوں کا اعلان کرنے اور اعلان کی گئی املاک کی ویلیو پر واجب ٹیکس اور جرمانہ کی ادائیگی کی ایک وقت سہولت دی گئی تھی۔ غیر ممالک میں جمع کالا دھن اور اثاثوں پر کارروائی کے لئے ٹیکس قانون 2015 کے نفاذ کا اطلاق یکم جولائی 2015 سے کیا گیا۔

ٹیکس قانون 2015 کے نفاذ اور غیر ممالک میں کالے دھن اور اثاثوں کو ڈکلیر کرنے کی اس پیش کش کے تحت کل 644 معاملات سامنے آئے۔ ان تمام 644 معاملات میں 4164 کروڑ روپے کی رقم شامل تھی۔ اس کالے دھن اور اثاثوں کا اعلان کرنے والے کو 30 دسمبر 2015 تک اعلان شدہ کالے دھن اور اثاثوں کی قدر پر 30 فی صد کی شرح سے ٹیکس اور یکساں شرح 30 فی صد کے اعتبار سے جرمانہ ادا کرنا تھا۔ اس ضمن میں 31 دسمبر 2015 تک ٹیکس اور جرمانہ کی شکل میں 2428.4

ایڈیشنل ڈائریکٹر جنرل (ایم اینڈ سی)
dprfinance@gmail.com

کروڑ روپے کی رقم وصول کی گئی۔ اس رقم میں بنیادی طور پر اس لئے کمی واقع ہوئی کیوں کہ دوہرا ٹیکس اجتناب قانون (ڈی ٹی اے اے)/ٹیکس ایکس چینج انفارمیشن ایگریمنٹ (ٹی آئی ای اے) کی دفعات کے تحت پیشگی جانکاری مل گئی یا پھر ادائیگی 31 دسمبر 2015 کے بعد عمل میں آئی۔ حکومت کے ذریعے اٹھائے گئے دیگر اقدامات میں بی ایم ایل اے کے تحت ٹیکس جرائم کو قانون شکنی قرار دینا، غیر ملکی اثاثوں کی جگہ ملک کے اثاثوں کی ضبطی کے لئے فیما (ایف ای ایم اے) میں ترمیم کالے دھن سے متعلق قانون اور بے نامی ایکٹ وضع کرنا شامل ہیں۔ ٹیکس چوری اور غیر اعلانیہ اثاثوں سے متعلق جانکاری کے تبادلے کے لئے مذکورہ معاہدوں کے علاوہ متعدد عالمی معاہدے کئے گئے جن میں امریکہ کے ساتھ ایف ٹی سی اے معاہدے پر دستخط ماریشش معاہدے میں ترمیم، سوئٹزرلینڈ سمیت تمام اہم ممالک کے ساتھ جانکاری کے خودکار تبادلے کے معاہدے کے لئے بات چیت کے عمل کی شروعات، بیسڈ ایروزن اینڈ پرافٹ شیئرنگ (بی ای پی ایس) اور پلیس آف افیکٹو مینجمنٹ (بی او ای ایم) کے تحت اقدامات شامل ہیں۔

ایچ ایس بی سی کے 8000 کروڑ روپے کے معاملات میں تجزیے کے بعد 175 ایچ ایس بی سی معاملات 164 فوجداری کے مقدمات قائم کئے گئے ہیں۔ آئی سی آئی جے معاملات میں 5000 کروڑ روپے غیر ملکی کھاتوں میں غیر اعلانیہ ڈپوزٹ کے طور پر پائے گئے ہیں۔ اس ضمن میں 55 فوجداری مقدمات قائم کئے گئے ہیں۔ پنامہ لیکس کی تحقیقات میں ایسے 250 معاملے سامنے آئے ہیں جن کے متعلق دیگر ممالک سے ٹیکس چوری اور بینک کھاتوں کی جانکاریاں طلب کی گئی ہیں۔ گزشتہ ڈھائی برسوں کے دوران ٹیکس چوری اور کالے دھن کے خلاف چھاپوں اور سروے میں تیزی لاکر 1966 کروڑ روپے کی ضبطی کی گئی ہے۔ اس کے ساتھ 56378 کروڑ روپے کی غیر اعلانیہ آمدنی بے نقاب ہوئی ہے۔ انفارمیشن ٹکنالوجی کی صلاحیتوں میں نکھار کے سبب ٹیکس چوری کی نشاندہی کے جامع طریقے

اختیار کرنے میں مدد ملی ہے۔ اس طرح کے ایک طریقے نان فائلرز آف مانیٹرنگ سسٹم (این ایم ایس) سے 16000 کروڑ روپے ٹیکس کی شکل میں وصول کئے گئے ہیں۔ گزشتہ ڈھائی برس کے دوران 3626 مقدمات قائم کئے گئے ہیں جو کہ سابقہ دو برسوں کے مقابلے دگنے ہیں۔

حکومت نے ڈائریکٹ ٹیکس کے تعلق سے دیگر اہم اقدامات کئے ہیں جن میں پرانے ٹیکس قوانین میں ترمیم بھی شامل ہیں۔ اس کے تحت انکم ٹیکس ڈپارٹمنٹ کے ذریعے اپیل داخل کرنے کے لئے تادیبی حد میں اضافہ کیا گیا ہے اور ٹیکس قوانین کو آسان اور شفاف بنایا گیا ہے تاکہ لوگوں میں ٹیکس ادائیگی کے تئیں ذمہ داری کا جذبہ پیدا ہو۔ اس کے علاوہ حکومت کی جانب سے ٹیکس دائرہ وسیع کرنے کے لئے مساعی جاری ہیں جن میں ایسے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو ٹیکس دائرے میں شامل کرنا جو قابل ٹیکس کے زمرے میں آتے ہیں اور لوگوں کو وقت پر ٹیکس کی ادائیگی کرنے کا پابند بنانا شامل ہے۔ حکومت کو اس سے نہ صرف ٹیکس کی شکل میں زیادہ وصولی ہوگی بلکہ ٹیکس کی شرحوں کو ایک مناسب سطح تک کم کرنے میں مدد ملے گی۔ حکومت آن لائن زیادہ سے زیادہ ٹیکس سے متعلق خدمات فراہم کرنے پر ایک خاص توجہ مرکوز کررہی ہے تاکہ اس میں کم سے کم انسانی رابطہ رہے۔ اس سے نہ صرف بدعنوانی کے خاتمے میں مدد ملے گی بلکہ اس سے ٹیکس نظام میں شفافیت اور فعالیت کا اضافہ ہوگا۔ اس کے نتیجے میں ٹیکس تعلق سے ہراساں کرنے والے عناصر ختم ہوں گے۔ علاوہ انکم ٹیکس ڈپارٹمنٹ ٹیکس دہندگان کے ساتھ بڑے پیمانے پر الیکٹرانک پر مبنی مواصلات پر بھی توجہ دے رہا ہے جس سے نہ صرف انفرادی زمرے کے ٹیکس دہندگان بلکہ کارپوریٹ زمرے کے ٹیکس دہندگان کے لئے ایک سازگار ماحول تیار ہوگا جن پر حکومت کی خاص توجہ ہے۔ وزیراعظم جناب نریندر مودی نے پی آر جی اے ٹی آئی اجلاس کے اپنے شدہ خطابات میں ٹیکس افسران کو زیرالتوا شکایات پر دھیان دینے اور ان کا جلد سے جلد ازالہ کرنے کی ہدایات دی ہیں۔

اس طرح سے کارپوریٹ کے ساتھ زیرالتوا ٹیکس تنازعات کے تصفیے کے لئے سال 2016-17 کے مرکزی بجٹ میں ان ٹیکس تنازعات کے خاتمے کے لئے ایک وقت کی تفہیم سہولت کا اعلان کیا گیا تھا۔ ان تنازعات کو ٹیکس کے موافق نظام میں ایک داغ سے تعبیر کیا گیا جس سے عدم اعتمادی کی فضا بنتی ہے۔ وزیر

مالیات نے بجٹ میں ایک ڈسپیوٹ ریزولوشن اسکیم (ڈی آر ایس) کا اعلان کیا ہے۔

وزیر مالیات نے اعلان کیا تھا کہ وہ ٹیکس دہندہ جس کی آج تاریخ میں ایک اپیل کمشنر (اپیل) کے پاس زیرالتوا ہے۔ وہ اسیسمنٹ کی تاریخ تک متنازعہ ٹیکس اور سود جمع کرکے اپنے تنازعہ کا تصفیہ کرسکتا ہے۔ اس ٹیکس اسکیم کے تحت دس لاکھ روپے تک کے متنازعہ ٹیکس کے انکم ٹیکس کے معاملوں میں کوئی جرمانہ نہیں لگایا جائے گا۔ تاہم ڈائریکٹ اوران ڈائریکٹ دونوں ٹیکسوں کے لئے 10لاکھ روپے سے متجاوز رقم والے متنازعہ ٹیکس کے معاملوں میں کم سے کم قابل نفاذ جرمانہ 25فی صد عائد کیا جائے گا۔ ایک جرمانے کے تعلق سے کسی بھی زیرالتوا اپیل کو کم سے کم قابل نفاذ جرمانہ کے تحت 25فی صد جرمانے کی ادائیگی کے ذریعے طے کیا جاسکتا ہے۔ یہ اسکیم ابھی بھی جاری ہے۔

ملک کے اور غیرملکی سرمایہ کار بھی حکومت کی شفاف ٹیکس پالیسیوں سے استفادہ کررہے ہیں، اس ضمن میں پالیسی میں تمام تبدیلیوں پر اتفاق رائے اور تبادلہ خیال کے لئے مساعی جاری ہیں۔ اس سلسلے میں ماریشش کے ساتھ معاہدے میں کمزور پہلوؤں اور خامیوں کو دور کرنے کی مثال پیش کی جاسکتی ہے۔ ہندوستان اور ماریشش نے اس سال مئی میں دہرے ٹیکس اجتناب قانون میں ترمیم کی ہے جس سے حکومت ہند کو ایک ہندوستانی کمپنی کے حصص کی فروخت پر یکم ااپریل 2017 سے کیپٹل گین ٹیکس وصول کرنے کا حق حاصل ہوجائے گا۔ اس اعلان کے بعد وزارت مالیات نے کارروائی شروع کردی ہے اور ادارہ جاتی سرمایہ کاری کے ساتھ ساتھ قومی کمپنیوں کے ساتھ اس سلسلے میں ان کے خدشات کو دور کرنے کے لئے رابطہ قائم کیا ہے۔

اس کے علاوہ حکومت نے سنگاپور جیسے دیگر ممالک کے ساتھ اپنے ٹیکس معاہدوں میں ترمیم کا اعلان کیا ہے۔ یہ ترمیم آئندہ برس اپریل سے شروع کی جائے گی جس سے سرمایہ کاروں کو ایک نئے ٹیکس ماحول کے ساتھ ہم آہنگ ہونے کا موقع ملے گا۔

ٹیکس اصلاحات کا ایک اور شعبہ کارپوریٹ ٹیکس کی شکل میں ہے۔ ہندوستانی کمپنیوں کو سال-2017 18 کے بجٹ کا بے صبری سے انتظار ہے۔ جب وزیر مالیات سے توقع ہے کہ وہ کارپوریٹ ٹیکس کی کمتر شرح کے لئے اپنے روڈ میپ کی تفصیلات بتائیں گے۔

وزیر مالیات جناب ارون جیٹلی نے سال-2015 16 کے بجٹ میں آئندہ چار برسوں کے وقفے میں کارپوریٹ ٹیکس کی شرح کو 30فی صد سے کم کرکے 25فی صد کے ایک منصوبے کا اعلان کیا تھا جو ایشیا کے دیگر ممالک کی طرز پر ہے اور جس سے سرمایہ کاری کے مقام کے طور پر ہندوستان کی مسابقت میں اضافہ ہوگا۔ تاہم اس منصوبے کو موجودہ وقت میں کمپنیوں کو دی جانے والی ترغیبات کو ختم کرکے نافذ کیا جاسکتا ہے۔

ان ڈائریکٹ ٹیکسوں کے شعبے میں جہاں تک ٹیکس اصلاحات کا معاملہ ہے تو موجودہ حکومت نے گڈس اینڈ سروسز ٹیکس (جی ایس ٹی) کی شکل میں تاریخی ٹیکس اصلاح کا کارنامہ انجام دیا ہے جو کہ اس وقت نفاذ کے مرحلے میں ہے۔ حکومت نے اسے یکم اپریل 2017 سے نافذ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ سال 16-2015 کے اقتصادی سروے میں جی ایس ٹی کو جدید عالمی ٹیکس تاریخ میں بے مثال ٹیکس اصلاح سے تعبیر کیا ہے۔ درحقیقت یہ موجودہ حکومت کی تمام سیاسی پارٹیوں کے ساتھ اتفاق رائے کے لئے مسلسل کوششوں کا نتیجہ ہے۔ اس کے سبب ہی اس قانون کو پارلیمنٹ کے گزشتہ مانسون اجلاس کے دوران دونوں ایوانوں سے جی ایس ٹی کو منظوری حاصل ہوئی۔ واضح رہے کہ یہ 122ویں آئینی ترمیمی بل گزشتہ دس سال سے زیادہ وقفے سے پارلیمنٹ میں 2006 سے کسی نہ کسی وجہ سے زیرالتوا تھا۔

ان ڈائریکٹ ٹیکس قوانین کی تاریخ میں جی ایس ٹی کو سب سے زیادہ روشن امکان اور سب سے زیادہ اہم سمجھا جارہا ہے۔ اس میں نہ صرف مرکز کے ذریعے عائد کئے جانے والے ٹیکس جیسے سنٹرل ایکسائز ڈیوٹی، سروس ٹیکس وغیرہ شامل ہیں بلکہ ویلیو ایڈڈ ٹیکس (وی اے ٹی) چنگی داخلہ ٹیکس، پرچیز ٹیکس اور تفریحی ٹیکس سمیت دیگر ریاستی سطح کے ٹیکس بھی شامل ہیں۔ یہ سابقہ مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے ذریعے 13 سال کی مسلسل کاوشوں کا ثمرہ ہے۔

جی ایس ٹی کونسل نے مثالی قانون اور ٹیکس کی شرحوں سے متعلق تمام کارروائیاں مکمل کرنے کے لئے 22نومبر 2016 کی تاریخ متعین کی ہے۔ مرکزی وزیر مالیات ارون جیٹلی کی زیرقیادت جی ایس ٹی کونسل میں ریاستوں کے وزرائے مالیات ارکان کی حیثیت سے شامل ہیں۔

جی ایس ٹی کونسل نے 22,23اور 30ستمبر 2016 کو منعقد ہونے والی اپنی دو میٹنگوں میں جی ایس ٹی کے نفاذ سے متعلق کارروائی، ڈرافٹ بزنس ضابطوں، مستقبل کے استثناء کی گنجائش، اسمال بزنس پر کنٹرول اور دیگر امور پر پہلے ہی فیصلہ کرلیا ہے۔

شمال مشرقی ریاستوں میں دس لاکھ روپے کے سالانہ کاروبار اور دیگر ریاستوں میں بیس لاکھ روپے تک کے سالانہ کے کاروبار کو جی ایس ٹی سے مستثنیٰ رکھا جائے گا۔ انتظامی کنٹرول کے معاملے میں ڈیڑھ کروڑ روپے تک کے سالانہ کاروبار کی مصنوعات سازی تجارت پر ریاست کا کلی اختیار ہوگا۔ مقررہ حد سے تجاوز کے معاملے میں رس اسسمنٹ کے اعتبار سے ایک دہرے کنٹرول اور یا پھر مرکزی یا ریاست کا اختیار ہوگا۔

چند تجزیہ کاروں نے آئندہ برس اپریل سے جی ایس ٹی کے نفاذ سے متعلق چند پریشانیوں کی نشاندہی کی ہے۔ ان تشویشات میں سے ایک یہ ہے کہ پٹرولیم اور پٹرولیم جیسے متعدد آئٹموں کو ٹیکس سے مستثنیٰ کیا گیا ہے اور بجلی بھی جی ایس ٹی میں شامل نہیں ہے۔ ریاستیں اور مرکز دونوں ہی ان پر ٹیکس لگانا جاری رکھیں گے۔

تاہم ایک حقیقی سوچ اور مرکز اور ریاستوں کو معاملات پر اتفاق رائے میں معاون ہوگی اور انہیں بروقت جی ایس ٹی کو واپس لینے میں مددگار رہوگی۔

ان تمام تشویشات کے باوجود مرکز کو امید ہے کہ جی ایس ٹی، اسٹیٹ جی ایس ٹی اور مربوط جی ایس ٹی کے لئے یہ مثالی بل نومبر 2016 تک مکمل کرلیا جائے گا اور دسمبر 2016 کے ختم ہونے سے قبل پارلیمنٹ اور متعلقہ ریاستی اسمبلیوں کے ذریعے متعلقہ سرمائی اجلاس کے دوران منظور کیا جاسکتا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ جی ایس ٹی کے لئے انفارمیشن ٹکنالوجی ڈھانچہ، جی ایس ٹی نیٹ ورک (جی ایس ٹی این) کا کام تقریباً مکمل کرلیا گیا ہے۔ اس سے مرکز، ریاستوں اور ٹیکس دہندگان کو ایک مشترکہ سسٹم فراہم ہوگا۔ جی ایس ٹی نیٹ ورک کے کام کاج کی صلاحیت کا تجربہ آئندہ برس جنوری اور فروری میں کیا جائے گا۔

ملکی اور غیر ملکی سرمایہ کاروں کے ساتھ گلوبل ریٹنگ ایجنسیوں کو جی ایس ٹی قانون کا بے صبری کے ساتھ انتظار ہے کیوں کہ اس سے آسانی کے ساتھ تجارتی سرگرمیوں کو انجام دینے کو فروغ اور ہر ریاستی حکومت کے ذریعہ گھریلو پابندیوں کو ختم کرنے میں مدد ملے گی۔

حکومت کو توقع ہے کہ اس قانون سے تجارت کرنے میں آسانی سے متعلق رپورٹ میں ملک کی درجہ بندی میں سدھار ہوگا جہاں ملک موجودہ وقت میں 189 ممالک کی فہرست میں 130 ویں مقام پر ہے۔ وزیراعظم مسٹر نریندر مودی نے امید ظاہر کی ہے کہ اس قانون کے نفاذ سے ملک درجہ بندی کے سرفہرست 50 ممالک میں اپنی جگہ بنالے گا۔ عالمی مالیاتی فنڈ (آئی ایم ایف) نے عالمی اقتصادی جائزے سے متعلق اپنی حالیہ رپورٹ میں کہا ہے کہ ہندوستان میں جی ایس ٹی کے نفاذ سے ملک کی وسط مدتی پیداوار کے امکانات کو فروغ ملے گا۔ آئی ایم ایف کا اپنی رپورٹ میں کہنا ہے کہ یہ تجارت اور سرمایہ کاری کے فروغ کے لئے اہم قدم ہے۔ رپورٹ کے مطابق ملک میں محصولیات کے دائرے میں توسیع اور ڈھانچہ بندی، تعلیم اور صحت عامہ کے شعبوں میں سرمایہ کاری کے فروغ کے لئے مالی احاطے میں وسعت کے پیش نظر یہ ٹیکس اصلاحات اور ناقص سبسڈیز کا خاتمہ لازمی ہوگیا تھا۔ مرکزی وزیر مالیات مسٹر ارون جیٹلی نے اکتوبر 2016 میں اپنے امریکہ دورے کے دوران واشنگٹن میں کہا تھا کہ جی ایس ٹی جیسی ڈھانچہ بندی اصلاحات سے ہندوستان کی مجموعی گھریلو پیداوار میں اضافے کے امکانات روشن ہوسکتی ہیں۔ آئی ایم ایف اور عالمی بینک نے آئندہ دو برسوں کے لئے گھریلو مجموعی پیداوار کی شرح 7.6 فی صد پروجیکٹ کی ہے۔

مختلف تخمینوں کے مطابق جی ایس ٹی سے محصولیات کی وصولی کو فروغ ملے، ٹیکس چوری اور دیگر غیر قانونی سرگرمیوں کی حوصلہ شکنی ہوگی اور اس میں ملک کی مجموعی گھریلو پیداوار کی شرح میں 2 فی صد اضافہ کرنے کی صلاحیت ہوگی۔ پس ملک میں ڈائریکٹ اور ان ڈائریکٹ ٹیکسوں کے دونوں معاملات میں بڑے پیمانے پر اصلاحات ہندوستان کو ایک ٹیکس حامی بنیاد کے ساتھ دنیا میں تیزی کے ساتھ ترقی کرنے والا ملک بنانے میں ایک لمبے عرصے تک معاون ہوں گی۔

☆☆☆

ایچ آئی وی اور ایڈس بل 2014 کی ترامیم کو کابینہ کی منظوری

☆ مرکزی کابینہ نے وزیراعظم مسٹر نریندر مودی کی قیادت میں ایچ آئی وی اور ایڈس (روک تھام اور تدارک) بل 2014 کی ترامیم کو اپنی منظوری دے دی ہے۔ واضح رہے کہ ایچ آئی وی اور ایڈس بل 2014 کا مسودہ ایچ آئی وی اور ایچ آئی وی سے متاثر افراد کے حقوق کے تحفظ کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ اس بل کی تجاویز میں ایچ آئی وی سے متاثر افراد کے ساتھ برتی جانے والی تفریق کے خاتمے، قانونی احتساب کی تجاویز کی ساتھ موجودہ پروگرام کو مستحکم بنانے اور متعلقہ افراد کی شکایات اور تکالیف کا ازالہ کرنے کے لئے باقاعدہ طور پر میکنزم کے قیام کی گنجائش ہے۔ اس بل کے ذریعہ ایچ آئی وی کی روک تھام اور تدارک، ایچ آئی وی اور ایڈس سے متاثر افراد کے ساتھ کسی قسم کی تفریق نہ برتے جانے اور علاج کے سلسلے میں اطلاع کے ساتھ رضامندی اور رازداری برقرار رکھنے کے لئے اداروں کو ذمہ دار بنایا گیا ہے تاکہ ایچ آئی وی سے متاثر افراد کے حقوق کا تحفظ ممکن ہوسکے۔ اس بل کے توسط سے ایچ آئی وی سے متعلق علاج ومعالجے تک متاثرہ افراد کی رسائی کو آسان بنانا، جانچ اور معالجہ اور کلینکل تحقیق کرنا بھی آسان ہوگا۔ اس بل میں ایچ آئی وی سے متاثر افراد کے ساتھ جن مختلف بنیادوں پر تفریق برتی جاتی ہے، ان کی تفصیل فراہم کرتے ہوئے تفریق کے خاتمے کی بات کہی گئی ہے۔ یعنی ایسے متاثرہ افراد کو روزگار، تعلیمی اداروں، حفظان صحت کی خدمات کی فراہمی، املاک کو کرائے پر دینے یا وہاں رہائش اختیار کرنے، نجی یا سرکاری دفاتر میں آنے جانے، بیمے کی تجاویز وغیرہ کے سلسلے میں جس تفریق کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اسے ختم کرنے کی گنجائش نکالی گئی ہے۔ ایچ آئی وی سے متاثر ایسا ہر فرد جو 18 سال سے کم عمر کا ہو، اسے کنبے کی ساتھ مل جل کر رہنے کا حق حاصل ہے اور کنبے کی تمام سہولیات بھی اسے ملنی چاہئیں۔ یہ بل ایسے افراد کو روکتا ہے جو ایچ آئی وی سے متاثر افراد کے خلاف کوئی مواد شائع کریں یا ان کے خلاف نفرت پھیلائیں۔ اس بل میں متاثرہ نابالغ افراد کی سرپرستی کا بھی ذکر ہے۔

☆☆☆

ٹمسی جے پوریا

ٹیکس اصلاحات: بڑھتے قدم

حکومت ہند کی وزارت خزانہ نے 10دسمبر 2015 کو ایک پریس ریلیز جاری کرکے پیشگی ٹی ڈی ایس جمع کرانے کی ایک نئی سہولت کا اعلان کیا ہے جب کہ محکمہ انکم ٹیکس کے ای فائلنگ پورٹل پر آن لائن ترمیمی درخواست کی بھی جمع کرائی جاسکتی ہے۔

مضمون نگارسی این بی سی ٹی18 کے خصوصی نامہ نگار ہیں۔
timsy.jaipuria@gmail.com

غیر واضح ٹیکس پالیسیوں کے بارے میں عالمی سطح پر تنقید کا سامنا کرنے کے بعد ہندوستان نے گزشتہ دو برسوں سے ٹیکس نظام کو درست کرنے کا کام شروع کیا ہے جس سے اصلاحات کے تعلق سے نریندر مودی کی معتبریت کوتقویت ملی ہے۔

اس میں انکم ٹیکس کے تحت مرحلہ وار تخفیف کے لئے نقشہ راہ کا اعلان کیا ہے جس سے اشارہ ملتا ہے کہ کارپوریٹ ٹیکس کی شرح آئندہ چار برسوں میں 30فی صد سے کم کرکے 25فی صد کردی جائے گی اور ٹیکس قوانین کو سہل بنانے کے لئے استثنٰی اور تخفیف کو مرحلہ وار طریقے سے ختم کیا جائے گا۔ اس طرح سے انہیں مزید واضح اورشفاف بنایا جائے گا۔

اس کے علاوہ اسٹارٹ اپ کے لئے ترغیبات کے توسط سے انٹرپریزشپ کی حوصلہ افزائی کے لئے پالیسیاں اور متعدد اصلاحی پروگرام ہیں جس کے لئے اب ہندوستان کوداد و تحسین حاصل ہورہی ہے۔

گھریلو سطح پر کالے دھن کو باہر لانے کے لئے آمدنی کے اعلان کی اسکیم کی حالیہ کامیابی سے ہندوستان کو جہاں محصولات میں اضافہ ہوا ہے، وہیں عالمی سطح پر اسے تسلیم ھی کیا جارہا ہے۔

وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر میں گھریلو ٹیکس دہندگان کے لئے ایک وقت مقرر کیا تھا کہ وہ اس کے اندر اپنی غیر اعلان شدہ آمدنی کا اعلان کریں، چاہے وہ ہندوستان میں کسی اثاثہ میں سرمایہ کاری کی شکل میں ہو یا کچھ اور ہو اور غیر اعلان شدہ آمدنی کا45فی صد ادا کرکے ماضی میں اپنی ٹیکس چوری کے معاملے کو حل کریں۔

یہ اسکیم یکم جون 2016 سے 30 ستمبر 2016 تک چار ماہ کے لئے تھی۔ اس اسکیم کو کافی حمایت حاصل ہوئی اور ہندوستانی شہریوں نے 65000 کروڑ روپے کی غیر اعلان شدہ آمدنی کا اعلان کیا۔ اس اسکیم کے تحت اعلان شدہ آمدنی پر نہ تو بھاری ٹیکس لگے گا اور نہ ہی جرمانہ اور اس سلسلے میں کوئی جانچ اور انکوائری بھی نہیں ہوگی۔

اسٹارٹ اپ کے لئے ترغیبات کے توسط سے انٹرپریزشپ کی حوصلہ افزائی کے لئے حکومت نے اعلان کیا ہے کہ مخصوص حالات میں اس طرح کے اسٹارٹ اپ کی آمدنی پر انکم ٹیکس نہیں لگے گا اور وہ اس قیمت پر سرمایہ حاصل کرسکتے ہیں جو چاہے متوقع دام کے برابر نہ ہو۔

مزید برآں حکومت نے دولت ٹیکس کو بھی ختم کرنے کا فیصلہ کیا ہے جو کہ 1957 میں متعارف کرایا گیا تھا اور کسی فرد واحد، ایچ یو این اور کمپنی کی خالص دولت 30 لاکھ روپے سے زیادہ ہوتی تھی تو ان پر ایک فی صد کے حساب سے ٹیکس لگتا تھا۔

مقدموں کی تعداد کم کرنے کی غرض سے مودی حکومت نے راست ٹیکس کے تنازعات کو حل کرنے سے متعلق اسکیم وضع کی۔ اس کے تحت ٹیکس دہندگان کو موقع فراہم کیا گیا کہ وہ ٹیکس بقایاجات یا مخصوص ٹیکس کی بابت طے شدہ ٹیکس، سود یا جرمانہ ادا کرکے اپنے پچھلے معاملات کو حل کریں۔ اس اسکیم کا اصل مقصد یہ ہے کہ راست ٹیکس

سے متعلق زیر التوا مقدموں کو کم کیا جائے جن میں کارپوریٹ اور ذاتی ٹیکس سے متعلق معاملات اور تنازعات شامل ہیں اور جنھیں ایک ہی بار میں حل کیا جاسکتا ہے۔

اس کے علاوہ انکم ٹیکس ایکٹ 2012 میں اے پی اے یا ایڈوانس پرائسنگ ایگریمنٹ کے لئے ایک اور اسکیم شروع کی گئی اور قیمتیں کم کرنے سے متعلق ضابطہ 2014 میں بنایا گیا۔ یہ اسکیم ایک ایسی مضبوط اسکیم تصور کی جاتی ہے جس سے ٹیکس دہندگان زیادہ سے زیادہ آئندہ پانچ برسوں تک پیشگی قیمت طے کرسکتے ہیں۔ مزید برآں ٹیکس دہندگان کے پاس یہ متبادل ہے کہ وہ اس کے بعد چار برسوں تک ایڈوانس پرائسنگ ایگریمنٹ کو واپس لے سکتا ہے۔ یہ محض چار برسوں میں 700 سے زیادہ درخواستیں (یکطرفہ اور دوطرفہ دونوں) جمع کی گئی ہیں۔

نارتھ بلاک نے جو اس سے پہلے کبھی اتنا سرگرم نظر نہیں آیا، بہت سے روایتی مسائل پر آگے بڑھنے یا ان پر قابو پانے کے لئے ایک اور فیصلہ کیا۔ تنازعات کی نمٹانے سے متعلق ٹیکس ایڈمنسٹریشن ریفارم کمیٹی (ٹی اے آر سی) کی پہلی رپورٹ میں پیش کردہ متعدد سفارشات میں آگے بڑھائی جارہی ہیں۔

سنٹرل بورڈ آف ڈائریکٹ ٹیکسز (سی بی ڈی ٹی) نے وقتاً فوقتاً ٹیکس ضابطوں کی تشریح میں یکسانیت لانے کے لئے رہنمائی سے متعلق نوٹ، سرکلر اور ہدایات جاری کی ہیں۔ وزیر خزانہ کی تشکیل کردہ اعلی سطحی کمیٹی کی سفارشات پر سرکلرز جاری کرکے اس عمل کو مزید مستحکم بنایا جارہا ہے۔ سی بی ڈی ٹی نے مقدموں میں کمی کرنے اور تعمیل کے بوجھ کو کم کرنے کے انکم ٹیکس ایکٹ کے مختلف ضابطوں کی بھی وضاحت کی ہے۔ مثال کے طور پر بالواسطہ منتقلی، غیر ملکی ٹیکس کریڈٹ ضوابط کے تعلق سے ترامیم/ وضاحتیں جاری کی گئیں۔ اس سے نہ صرف مقدموں میں کمی واقع ہوئی بلکہ متنازعہ ٹیکس کی حد میں بھی اضافہ ہوا۔ اس کے ذریعہ صورت حال واضح ہوئی ہے جس کی اشد ضرورت تھی۔

دریں اثنا گزشتہ کچھ برسوں میں ایک اہم تبدیلی دیکھنے کو ملی ہے اور وہ یہ ہے کہ وزیر اعظم خود انکم ٹیکس افسران کو ہدایت جاری کررہے ہیں تاکہ شبیہ ٹھیک ہوسکے۔ یہ غیر مخالفانہ ٹیکس نظام سمت ایک کوشش ہے۔

سی بی ڈی ٹی نے غیر مخالفانہ ٹیکس نظام کے قیام کے لئے 7 نومبر 2014 کو ایک ہدایت جاری کی ہے۔ سی بی ڈی ٹی نے انکم ٹیکس محکمہ کے افسران کو ہدایت دی ہے کہ وہ مخصوص رہنما اصولوں کی پابندی کریں۔

اس کے علاوہ عمل درآمد سے متعلق اصلاحات بھی کی گئی ہیں تاکہ کاروبار کرنے میں سہولت ہو۔ اس سلسلہ میں سیوتم پلیٹ فارم کا استعمال کیا جارہا ہے جو کہ سوالات اور شکایات کو فوری طور پر حل کرنے کے لئے ملک کے تمام انکم ٹیکس دفاتر کو جوڑتا ہے۔ اس لئے پین کارڈ اور ٹین کارڈ کی درخواستوں پر تیزی سے اور کاغذ کے استعمال کے بغیر عمل درآمد ہوتا ہے۔

ہمارے اور آپ جیسے ٹیکس دہندگان کی سہولت کے لئے محکمہ انکم ٹیکس نے ہندوستان میں کاغذ کے استعمال کے بغیر آمدنی کا گوشوارہ جمع کرنے کے لئے ڈیجیٹل دستخط یا الیکٹرانک ویری فیکیشن کوڈ (ای وی سی) متعارف کرایا ہے۔ ٹیکس دہندہ کے آدھار نمبر، نیٹ بینکنگ، اے ٹی ایم یا رجسٹرڈ ای میل اور موبائل نمبر کا استعمال کرتے ہوئے ای وی سی تیار کیا جاسکتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ ٹیکس دہندگان کو ای وی سی کے دائرے میں لانے کے لئے سی بی ڈی ٹی نے ای وی سی میں رجسٹریشن کے لئے دو اضافی طریقوں کو شامل کرنے کی غرض سے حال ہی میں ایک نوٹی فیکیشن جاری کی ہے۔ اب ٹیکس دہندگان نے الیکٹرانک ویری فیکیشن اور بغیر کاغذ کے آمدنی کا گوشوارہ جمع کرنے کے لئے اپنے بینک کھاتہ یا ڈیمیٹ کھاتہ کی تفصیلات کا استعمال کرتے ہوئے ای وی سی بنا سکتے ہیں۔

اس سے ٹیکس افسران کے ساتھ بالمشافہ میٹنگ کم ہوئی ہے۔ نتیجے کے طور پر استحصال کی شکایتیں بھی کم ہوئی ہیں کیوں کہ بغیر کاغذ کی تشخیص کے لئے اسی سماعت کو متعارف کرایا گیا ہے۔ بغیر کاغذ کے جانچ کے عمل کو پورا کرنے کے لئے ای میل پر مبنی معلومات کے تبادلہ کو آزمائشی طور پر شروع کیا گیا اور اب مختلف ڈویژن میں اس پر عمل درآمد ہورہا ہے۔ اس کے علاوہ سی بی ڈی ٹی نے حال ہی میں معلومات کے الیکٹرانک کے تبادلے اور ترسیل کو محفوظ بنانے کے لئے اختیار کئے جانے والے طریقے اور معیار کے بارے میں اعلان کیا ہے۔

حکومت ہند کی وزارت خزانہ نے 10 دسمبر 2015 کو ایک پریس ریلیز جاری کرکے پیشگی ٹی ڈی ایس جمع کرانے کی ایک نئی سہولت کا اعلان کیا ہے جب کہ محکمہ انکم ٹیکس کے ای فائلنگ پورٹل پر آن لائن ترمیمی درخواست کی بھی جمع کرائی جاسکتی ہے۔

اس طرح سے ڈائریکٹ ٹیکس نظام میں تبدیلی اور تجدید کاری کا عمل جاری ہے جس نے ہندوستان کو دنیا میں استعمال کئے جانے والے بہترین طریقوں اور عمل آوری کی صف میں لا کھڑا کیا ہے۔

☆☆☆

ہندوستانی ریشم کی اندرون اور بیرون ملک برانڈنگ کی اشد ضرورت: اسمرتی ایرانی

☆ ٹیکسٹائل کی وزیر محترمہ اسمرتی ایرانی نے کہا ہے کہ ہندوستانی ریشم کی اندرون اور بیرون ملک برانڈنگ کی اشد ضرورت ہے تاکہ برانڈ والی مصنوعات کی طرف غیر ملکی خریداروں کی توجہ مبذول ہوسکے اور بہتر قیمت مل سکے۔ وزیر موصوفہ نے ان خیالات کا اظہار انڈین سلک ایکسپورٹ پروموشن کونسل کی جانب سے پرگتی میدان میں منعقدہ پانچویں انڈیا انٹرنیشنل سلک میلہ کا افتتاح کرتے ہوئے کیا۔ ہندوستانی ریشم صنعت کے تابناک مستقبل کا ذکر کرتے ہوئے محترمہ اسمرتی ایرانی نے ریشم مصنوعات کی نمائش کے انعقاد کے لیے کونسل کی ستائش کی۔ انہوں نے ایس ایم ایس کو ایک پلیٹ فارم فراہم کرنے کے لیے بھی کونسل کی تعریف کی۔ اس پلیٹ فارم کی فراہمی سے مصنوعات کی رسائی غیر ملکی خریداروں تک ہوتی ہے۔ اس موقع پر ٹکسٹائل کے وزیر مملکت جناب اجے ٹمٹا بطور مہمان خصوصی، سنٹرل سلک بورڈ کے چیئرمین جناب کے ایم ہنومنتھارپا اور انڈین سلک ایکسپورٹ پروموشن کونسل کے چیئرمین جناب ٹی وی مارو تھی بھی موجود تھے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

پروجیکٹ سکشم (SAKSHAM)

ایکسائز اینڈ کسٹمز کے مرکزی بورڈ (سی بی ای سی) کا ایک نیا بالواسطہ ٹیکس نیٹ ورک ہے جو نظاموں کے انضمام سے متعلق ہے۔ اسے اقتصادی امور سے متعلق کابینہ کمیٹی کی طرف سے منظور کیا گیا تھا۔ اس پروجیکٹ سے چیزوں اور خدمات ٹیکس جی ایس ٹی کے نفاذ میں مدد ملنے اور تجارت میں سہولت کے لیے بھارتی کسٹمز سنگل ونڈو انٹرفیس (SWIFT) کی توسیع کی توقع کی جاتی ہے اور اس سے ڈیجیٹل انڈیا کے تحت ٹیکس ادا کرنے والے دوستانہ اقدامات اور ایکسائز اینڈ کسٹمز کے مرکزی بورڈ کے کاروبار کرنے میں آسانی ہوگی۔

اس منصوبے کا مقصد یکم اپریل، 2017، سے جی ایس ٹی کے متعارف کرائے جانے سے پہلے تک سی بی ای سی کے آئی ٹی نظام کی تیاری کو یقینی بنانا ہے۔ چیلنج IT نظام کو اپ گریڈ کرنے اور اس بات کو یقینی بنانے کا ہے کہ موجودہ ٹیکس دہندگان کی خدمات بغیر رکاوٹ کے جاری رہیں کیونکہ فی الوقت سی بی ای سی کے زیر انتظام مختلف بالواسطہ ٹیکس قوانین کے تحت ٹیکس دہندگان / درآمد کنندگان / برآمد کنندگان / ڈیلروں کی تعداد تقریباً 36 لاکھ کے قریب ہے جس کے جی ایس ٹی کے نافذ ہونے کے بعد 65 لاکھ سے زائد تک بڑھنے کا امکان ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کی وجہ سے سی بی ای سی کے آئی ٹی نظام پر دستاویز کا بوجھ بڑھے گا جسے 2008 میں قائم کیا گیا تھا۔ یہ جی ایس ٹی کے تحت اضافہ شدہ بوجھ کو برداشت کرنے کا اس وقت تک اہل نہیں ہوگا جب تک کہ اس آئی ٹی ڈھانچے کو اپ گریڈ نہ کیا جائے۔

رجسٹریشن کی پروسیسنگ، ادائیگی اور ریٹرن کے دستاویزات جو جی ایس ٹی این سے سی بی ای سی کو بھیجے جائیں گے اس کے لیے سی بی ای سی کے آئی ٹی نظام کو سامان اور خدمات ٹیکس نیٹ ورک (GSTN) کے ساتھ ضم کرنے کی ضرورت ہے۔ اسے آڈٹ، اپیل اور تحقیق کی طرح کے دیگر ماڈیول کے لئے ابتدائی سطح سے کام کرنا ہوگا۔ اس بنیادی ڈھانچے کے لیے فوری طور پر کسٹمز، سینٹرل ایکسائز اینڈ سروس ٹیکس میں سی بی ای سی کے ای سروسز کو متعارف کرانے اور یہ ٹیکس ادائیگی کی خدمات جیسے اسکین دستاویز کو اپ لوڈ کرنے کی سہولت، تجارت میں سہولت کے لیے بھارتی کسٹمز سنگل ونڈو انٹرفیس (SWIFT) کی توسیع، اور ای نولیش، ای تال اور ای سائن جیسے حکومتی اقدامات کے ساتھ انضمام کی ضرورت ہے۔

سی بی ای سی نے تجارت میں سہولت کے لیے بھارتی کسٹمز سنگل ونڈو انٹرفیس (SWIFT) کا نفاذ بھی کیا اور وہ اس نظام کو آسان اور تیز رفتاری سے عمل کرنے والا بنانے کے لیے کسٹمز کلیرینس سے جڑی ساجھیدار ایجنسیوں کے ساتھ تعاون بھی کر رہی ہے۔ کسٹم ای ڈی آئی سسٹم جو فی الحال بھارت میں تقریبا 140 مقامات پر کام کر رہا ہے اسے جلدی جواب دینے والا اور بہتر خدمات کی فراہمی کے ساتھ بہت سے مزید مقامات پر بھی کھولے جانے کی ضرورت ہے۔ ٹیکس دہندگان کو ٹیکس حکام کے ساتھ براہ راست زیادہ ملاقاتوں کو کم کرنے اور کلیرینس کی رفتار بڑھانے کے لیے انہیں دستخط کے ڈیجیٹل اسکین دستاویزات کو اپ لوڈ کرنے کی سہولت دی جائے۔ اس منصوبے میں کل لاگت 2256 کروڑ روپے، سات سال کے عرصے میں خرچ کیے جائیں گے۔

مرتب: **وائیکا چندرا**، سب ایڈیٹر یوجنا انگریزی

☆☆☆

عالمی یوم بیضہ 2016: حکومت ہند قومی مویشی پروری مشن کے ذریعہ پولٹری کو فروغ دے رہی ہے: رادھا موہن سنگھ

☆زراعت اور کسانوں کی بہبود کے مرکزی وزیر جناب رادھا موہن سنگھ نے کہا ہے کہ سالانہ بنیاد پر ملک میں فی کس 63 انڈے دستیاب ہیں، جبکہ نیشنل نیوٹریشن انسٹی ٹیوٹ کے مطابق یہ فی کس تقریباً 180 انڈے ہونے چاہئیں۔ یہ بات وزیر زراعت نئی دہلی کے پوسا میں عالمی یوم بیض کے موقع پر ڈی اے ڈی ایف کے ذریعہ منعقدہ ایک تقریب میں بتائی۔ وزیر موصوف نے بتایا کہ عالمی پیمانے پر ہندوستان دنیا میں سب سے زیادہ انڈے پیدا کرنے والے 10 ممالک میں سے ہے اور ہندوستان میں تقریباً 83 ہزار انڈوں کی پیداوار ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ انڈوں کی پیداوار تین گنا بڑھانے کیلئے متعدد اقدام اٹھانے کی ضرورت ہے تاکہ بچوں کی صحت کو بہتر بنایا جاسکے اور پولٹری سے کسانوں کو زیادہ منافع حاصل ہوسکے۔ انہوں نے بتایا کہ حکومت ہند مویشی پروری مشن کے تحت ملک میں پولٹری فارمنگ کو فروغ دے رہی ہے۔ خط افلاس سے نیچے زندگی بسر کرنے والوں کو پولٹری فارمنگ کے لئے مالی امداد فراہم کر رہی ہے۔ صنعت سازی، ترقی اور روزگار کے عوامل کے تحت پولٹری فارمنگ کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ جناب سنگھ نے اس موقع پر کہا کہ عوام میں انڈے کی غذائی خصوصیات سے متعلق بیداری پیدا کی جانی چاہیے اور ڈاکٹر، تغذیاتی ماہرین، تعلیم کے میدان سے جڑے افراد، خواتین اور بچہ انسٹی ٹیوٹس، انڈے کی پروسیسنگ سے متعلق صنعتیں اور اس سے متعلق پالیسی ساز اس سمت میں اہم رول ادا کر سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہر 4 میں سے ایک بچہ تغذیاتی کمی کا شکار ہے۔ انڈا، تغذیاتی کمی کو دور کرنے میں بہت مدد کر سکتا ہے۔ جناب سنگھ نے بتایا کہ انڈے میں اعلیٰ غذائی اجزاء پائے جاتے ہیں اور یہ پروٹین، وٹامن اے، بی-6، بی-12، امینو ایسڈ اور فولیٹ، لوہا، فاسفورس اور سیلینیم فراہم کرنے کا بہت اچھا وسیلہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ حالیہ ریسرچ کے مطابق یہ اندھے پن کو کم کرنے میں مددگار ہے۔ وزیر موصوف نے کہا کہ اس پروگرام میں نیشنل ایگ کوآرڈینیشن کمیٹی، کمپاؤنڈ لائیو اسٹاک فیڈ مینوفیکچرس ایسوسی ایس آف انڈیا مویشی صحت کمپنیاں، پولٹری فیڈریشن آف انڈیا اور پولٹری ایسوسی ایشن اہم رول ادا کر سکتی ہیں۔

☆☆☆

رسائل وجرائد

☆کلکتہ سے شائع ہونے والا ماہنامہ **صورت** کا تازہ شمارہ نمبر 12 انتہائی حسین وجمیل انداز میں منظر عام پر آیا ہے۔ یہ میگزین اس لحاظ سے امتیازی حیثیت کا حامل ہے کہ اس میں فلم، فیشن، ادب، کھیل، ہیلتھ اور فٹ نیس جیسے موضوعات کا احاطہ کیا جاتا ہے۔ اس کے مشمولات اور جاذب نظر ٹائٹل لوگوں کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ سرورق معروف شاعر مقصود انور مقصود خوب صورت تصویر سے مزین ہے۔ رسالہ کی شکل و صورت اور مشمولات کی نوعیت اس جانب اشارہ کرتی ہے کہ واقعی یہ بین اقوامی اردو رسالہ ہے۔ صورت کے چیف ایڈیٹر عمران رقم نے 'سوشل میڈیا، اردو زبان وادب اور ہماری ذمہ داری' کے عنوان سے پر مغز اداریہ لکھا ہے۔ ملاحظہ ہوں اس کے چند اقتباسات: اردو دنیا میں جہاں ایک طرف مایوسی کی لہر تھی اور یہ اندیشہ درپیش تھا کہ اردو ختم ہو رہی ہے۔ قاری کم ہو رہے ہیں، کتابوں کی فروخت خطرے میں ہے مگر ان پیج سافٹ ویئر کی ایجاد کے بعد دیگر کئی ورژن کے منظر عام پر آ جانے سے مایوسی ختم ہوئی اور اردو کو نئی زندگی ملی اور یہ بھی اندازہ ہوا کہ دنیا میں محبان اردو اور ادبی ذوق رکھنے والوں کی کمی نہیں۔ آج سوشل میڈیا پر شعر وادب اور ادبی ذوق سے متعلق لاکھوں صفحات کے مواد پی ڈی ایف کی شکل میں موجود ہیں۔ شعراء وادباء کے مداحوں کے گروپ اور کلب ہیں جو اپنے پسندیدہ شاعر، ادیب، فن کار کی مارکیٹنگ بھی کرتے ہیں اور ان کی تخلیقات کو اپ ڈیٹ بھی کرتے رہتے ہیں۔ اردو صحافت کے فروغ میں اب سوشل میڈیا کا بھی اہم رول ہو گیا ہے کیوں کہ اخباری نمائندوں کی رپورٹ سے قبل سوشل میڈیا پر وہ تمام اہم ترین خبریں مل جایا کرتی ہیں۔ اردو لائبریری اور کتب خانوں میں کتب بینی کی روایت جہاں ختم ہو رہی ہے، وہیں مختلف سائٹ کے ذریعہ کتابوں، ناولوں کو نہ صرف پڑھنے کے مواقع دستیاب ہیں بلکہ اخباروں کے خصوصی شماروں کو بھی آپ محفوظ کر سکتے ہیں۔ سوشل میڈیا کی بدولت قلم کاروں و دیگر فن کاروں کی رسائی دنیا کے گوشے گوشے میں ہونے لگی ہے۔ اردو کی جو نئی بستیاں آباد ہوئی ہیں، ان کو ایک دوسرے سے مربوط کرنے میں سوشل میڈیا نے کلیدی رول ادا کیا ہے۔ ریختہ ڈاٹ کام، دبستان ڈاٹ کام، کتابستان، شعر وسخن ڈاٹ کام، بہار اردو یوتھ فورم، اردو ٹوئٹس، اردو دوست اور سینکڑوں ایسی ویب سائٹس ہیں جن سے اردو زبان وادب کو فروغ مل رہا ہے۔ اردو کے رسم الخط عام ہونے اور اس کے تحفظ کو یقینی بنانے میں سوشل میڈیا کی غیر معمولی خدمات شامل ہیں جس نے اردو زبان کی ترقی کی راہیں ہموار کی ہیں۔ وہ مزید لکھتے ہیں: عصری تقاضوں کو سوشل میڈیا سے بروئے کار لانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس سے سماج پر خاطر خواہ اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ جہاں یہ روزمرہ کی زندگی کی ضرورتوں میں معاون ثابت ہوا وہیں پیچیدہ مسائل کی بھیڑ میں شعر وادب کی طرف توجہ دلانا یا اس کی بازیابی کے لئے سوچنا بھی مشکل تھا۔ اب تو وہاٹس ایپ پر ادبی محفلیں سج رہی ہیں اور مشاعرے کا انعقاد کیا جا رہا ہے۔ مستقبل میں اردو کی باگ ڈور سنبھالنے والی نئی نسل بھی توجہ سے سمجھ اور سیکھ رہی ہے جو اردو کے لئے خوش آئند بات ہے۔ ان تمام مثبت اور ترقیاتی پہلو کے باوجود کئی سوال صارفین کے درمیان اٹھتے رہتے ہیں کہ انٹرنیٹ اور ویب سائٹ نے ہماری تہذیب کو کہیں متاثر تو نہیں کیا۔ معاشرے میں بڑھتی بے حیائی، جنوں میں ننگے رقص کا ذریعہ کہیں یہ انٹرنیٹ یا سوشل میڈیا تو نہیں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم چند لمحے کی خوشنودی کے لئے ان فرائض پر عمل کرنے کو آمادہ نہیں جن سے انسانی رشتہ خون کا رشتہ، تہذیبی، سماجی، ادبی، سیاسی رشتہ ٹوٹ رہا ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم اصلاح اور تنقید کے نام پر اپنی قابلیت کو منوانے کے درپے ہیں؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم آپسی رسہ کشی کی بنا پر کسی تخلیق کار کی تخلیق پر انگلی اٹھا رہے ہیں؟ جو جائز نہیں'۔ اداریہ کے علاوہ بے نام گیلانی نے 'پردیس میں پیاسا دیسی شاعر' کے عنوان سے اس شمارہ کے صورت گر مقصود انور مقصود کے فکر وفن کا جائزہ لیا ہے۔ ملاحظہ ہو ایک اقتباس: اس مسلمہ حقیقت سے قارئین کرام بخوبی آشنا ہیں کہ شاعری سمندر کو کوزے میں سمونے کا فن ہے۔ اپنے اشعار کو منفرد معنی مفاہیم سے مزین کرنا ہی اصل فن کاری ہوتی ہے۔ اہل زبان اور دانشوران کا متفقہ خیال ہے کہ الفاظ کے اپنے کوئی معنی نہیں ہوتے۔ الفاظ کو استعمال کرنے والا شخص انہیں جن معنوں میں استعمال کرتا ہے، وہی اس کے معنی ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں شاعری میں معنی سے زیادہ اہمیت مفہوم کی ہے۔ شاید اسی لئے مقصود انور مقصود نے عام فہم الفاظ کو مختلف معنوی جامہ دینے کی ضرورت محسوس کی تاکہ قارئین کرام کا تجسس برقرار رہے اور قاری آپ کے ذریعہ مستعمل الفاظ کو نت نئے مفاہیم سے نوازتے رہیں:

خزاں کے دوش پر اب بھی بہار باقی ہے
تری وفاؤں کا کچھ اعتبار باقی ہے
پلٹ کے تیرا یوں نفرت سے دیکھنا ہے ثبوت
ابھی بھی تجھ پر مرا اختیار باقی ہے
وادیٔ قلب کے حالات تمہیں کیا معلوم
کیا ستم ڈھاتے ہیں جذبات تمہیں کیا معلوم
تم نے ہر وقت ہی خوشیوں کے اجالے دیکھے
غم کی ہوتی ہے سیہ رات تمہیں کیا معلوم
تم تو شاداں تھے کہ بس ہار گیا ہے مقصود
کس کی دراصل ہوئی مات تمہیں کیا معلوم

مذکورہ بالا تمام اشعار مقصود انور مقصود کے داخلی جذبات واحساسات کے غماز ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ ان کی سادہ لوحی اور سلاست کے بھی مظہر ہیں۔ بالکل ہی

عام فہم بلکہ روزمرہ استعمال ہونے والے الفاظ میں دل کے جذبات وکیفیات کو شعری پیرائے میں تمام التزامات کے باہم پیش کردینا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے تاہم مقصود انور مقصود نے اس عمل کو بہت ہی احسن طریقے سے انجام دیا ہے۔ بلاشبہ اس امر کو تسلیم کرنا ہی ہوگا کہ شاعر موصوف کا اسلوب اور ان کے افکار وخیالات روایات کے امین ہیں۔ علاوہ ازیں یہ معاصر رجحانات و میلانات سے بھی ہم آہنگ ہیں۔صورت کے دیگر مشمولات میں نظمیں، قطعات، افسانہ، کہانی، غزلیں، فکاہیہ، انشائیہ، مقالات ومضامین کے/ علاوہ فلمی دنیا کے کالم میں ہندوستانی فلموں کی جان اردو (محمد منور عالمی راہی)، نمی: گزرے زمانے کی ایک اداکارہ (محمد عبدالستار) سادھنا: ہم چھوڑ چلے محفل کو (ادارہ) عبدالرشید کاردار، شاہ رخ خان کا انڈسٹری میں چوبیس سال، کنگنا راوت، شردھا کپور، رنبیر کپور، کرینہ کپور وغیرہ پر دلچسپ مضامین شامل ہیں۔ بزم خواتین، دسترخوان، اردو دنیا کی خیر وخبر وغیرہ ایسے کالم ہیں جن کا مطالعہ کئے بغیر نہیں رہا جاسکتا۔ مختصراً یہ کہ صوری اور معنوی دونوں لحاظ سے عمدہ اور بہترین میگزین ہے۔ اسے زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانے کی ضرورت ہے۔

☆ممبئی سے شائع ہونے والا رسالہ ماہنامہ **شاعر** کا عالمی یوم خواتین کے موقع پر پیش کردہ خصوصی شمارہ بہترین مضامین، طنز ومزاح، کہانی اور منظومات وغیرہ سے مزین ہے۔ مدیر افتخار امام صدیقی نے پروفیسر اشرف جہاں کا تعارف کچھ اس انداز میں کرایا ہے۔ سوچ سمندر ذہن، خاموش مگر بولتی ہوئی آنکھیں، عصمت بھر مسکان، طلبا وطالبات میں یکساں مقبول، سچی رفیق، رحم دل، سربراہ، درس وتدرس میں مثال، خوب سیرت، خوش مزاج کم گو، خدا ترس، حجاب پسند، شوہر پرست بیوی، شفیق ماں، مہمان نواز، دل پسند لباس، افسانہ جہاں کی باشندہ، کہانی کار، محققہ، نقادہ، ادب کے پرانے ذخائر کی متلاشی- یہ ہیں صوبہ بہار کی علم بھرا اردو عاشق- پروفیسر اشرف جہاں۔ شاعر کا یہ خوب صورت انداز خوب بھاتا ہے۔ ہر شمارہ میں کسی نہ کسی قلم کار کا اس انداز میں تعارف کرایا جاتا ہے کہ دل خوش ہوجاتا ہے۔ یہ شاعر کا ہی امتیاز ہے۔ زیر نظر شمارہ ڈاکٹر اشرف جہاں پر متعدد قلم کاروں کے کئی مضامین دیئے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں خود اشرف جہاں کا مضمون اردو میں نسائیت حسیت کا اظہار بھی شامل اشاعت ہے۔ وہ لکھتی ہیں: جدید شاعرات میں سب سے اہم نام پروین شاکر ہے۔ میں ان کے اشعار کے حوالے سے عورت کی نفسیات او راحساسات جو کہ بالکل فطری ہیں، ان کا جائزہ لوں گی۔ یہ فطری احساس عورت کا حصہ ہے، پروین شاکر نے نسائی حسیت کو نہایت خوب صورت زبان دی ہے۔ عورت جسم محبت ہا س لئے وہ محبت کی طلب گار بھی ہے۔

اور اس سے نہ رہی کوئی طلب
بس میرے پیار کی عزت کرنا

مشرق میں عورتوں کی ازلی اور ابدی خواہش یہی ہے کہ اس کی محبت کا احترام کیا جائے۔ پروین شاکر کی چاہت ہی نسائیت ہے۔ وہ جب تک شرح وحیا کی چادر میں لپٹی رہتی ہے، ایسی چاہت اسی خواہش کے زیر رہتی ہیں کہ کوئی ان سے محبت کرے، اس کی حفاظت کرے۔

بھیڑیئے مجھ کو کہاں پاسکتے
وہ اگر میری حفاظت کرتا

وہ اگر میری حفاظت کرتا......اس چاہت کے بدلے سماج نے اسے کیا دیا، یہ بھی مشرقی عورت کا بہت بڑا المیہ ہے اور ادب کی زبان میں اس المیے کا خوب خوب ذکر ہے۔ شاعر میں شامل دیگر مشمولات بھی عمدہ ہیں۔

☆**انشاء** کا تازہ شمارہ (ستمبر-اکتوبر 2016) حسب سابق افسانہ انٹرویو، مضامین، تبصرے وغیرہ کے ساتھ منظر عام پر آیا ہے۔ اس رسالہ کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں بہترین افسانوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ زیر نظر شمارہ میں چند بہترین افسانوں کو جگہ دی گئی ہے۔ اس میں معروف افسانہ نگار آنند لہر کا افسانہ تندور بھی شامل ہے۔ انشاء کے تازہ شمارہ میں ف-س-اعجاز کی ساون کی مناسبت سے ایک خوب خوب صورت نظم مع تصویر پیش کی گئی ہے۔ نظم ملاحظہ ہو:

آسمان تم کتنے دن سے روتے ہو/ چپ ہوجاؤ
یہ جھڑی تمھاری ٹوٹے تو میں
سات یگوں کا دھواں لئے/ گھر سے نکلوں
باغ میں جاکر دوب پہ بیٹھوں
کھلی فضا میں اڑتے گاتے پنچھی دیکھوں
آسمان اب ہنس کر بولو/ موسم کھولو
دھوپ بہاؤ/ جی بہلاؤ

زیر نظر شمارہ میں اطہر فاروقی کا ایک مضمون 'اردو میں ادبی تھیوری مستقبل' خاص طور پر قابل توجہ ہے۔ ایک اقتباس ملاحظہ کریں: '' کچھ عرصے سے ادبی تھیوری ایک اور طرز کی تنقید کا ہدف بنی ہوئی ہے۔ اس اعتراض کی وجہ سے تھیوری کا وہ نظام ہے جو سب کے لئے قابل فہم نہیں اور صرف اس کے رگ وریشے سے مکمل واقفیت رکھنے کا دعوی کرنے والے ہی اس کے اجارہ دار ہیں۔ ایک بات یہ بھی ہے کہ تھیوری کے علم بردار عموماً یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ ہماری بات سمجھتے ہی نہیں۔ ادبی تنقید کے بعض ناقدین کے مطابق تھیوری ایک خفیہ طفیلی وجود ہے جو کسی دوسرے وجود کے اندر یا اس سے وابستہ ہوکر گزران کرسکتا ہے۔ بعد تھیوری کے ادبی رجحانات جو درجات تدریس اور ادبی مباحث میں جگہ بنا رہے ہیں، ان میں پوسٹ نیس کو معرض وجود میں لایا گیا ہے اور پوسٹ تھیوری ٹو تھیوری کا ذکر بھی آنے لگا ہے۔ یعنی یہ کہ پوسٹ سے کیا مراد ہے؟ کیا ادب میں کوئی بندھے بندھائے ادوار ہیں (جیسا کہ انگریزی تنقید نے ہمیں بتایا تھا) جن کے آغاز اور اختتام کی تاریخ، یا تاریخ نہیں تو زمانہ متعین کیا جاسکتا ہے اور کیا تھیوری کے بعد کوئی اور تھیوری ہوگی، جیسا کہ عناصر کو تھیوری کے نظام سے باہر کردے؟ اگر ایسا ہوا تو یہ معرکہ کس کے حق میں جائے گا، یہ ایک سوال ہے جس کا جواب اس وقت شاید ہی کسی کے پاس ہو۔ ہم لوگوں کو اس کی خبر ہو یا نہ ہو مگر تھیوری مغرب سے تقریباً جاچکی ہے اور پوسٹ تھیوری کا مستقبل کیا ہوگا، یہ تو مغرب ہی بتائے گا جواب ادبی تعینِ قدر کا ٹھیکہ دار بن گیا ہے۔ اردو تنقید کے لئے اب یہ سمجھنے کا وقت آ گیا ہے کہ ادبی تہذیب اپنے معیار خود مقرر کرتی ہے اور ہمیں مغرب کیدریوزہ گری کی کچھ بہت ضرورت نہیں'۔ اس کے علاوہ جوگندر پال سے ایک انٹرویو (ڈاکٹر ثمر جہاں)، افسانہ مرغ، کتے، بیل اور انسان (نصر ملک) اخلاق سوز فلمی گانے (ایس شمس الحسن گیاوی) م بنگالی ادیبہ خاتون آہن مہاشویتا دیوی (نسیم عزیزی)، احساس جمال کا شاعر حسرت موہانی (محمد دانش غنی) عصمت چغتائی ایک افسانوی دنیا، ایک بازدید (نازنین) اور مولانا آزاد کا طرز صحافت، الہلال کے آئینہ میں (شیخ عمران) وغیرہ لائق مطالعہ ہیں۔

-امجد علی

بقیہ :ترقیاتی خبرنامہ

جناب گڈکری نے اعتماد اور امید ظاہر کی کہ آنے والے دنوں میں دونوں ملکوں کے درمیان یہ اشتراک وتعاون مزید آگے بڑھے گا۔

شمال مشرق کے دوردراز علاقوں کیلئے موبائل ایئر ڈسپنسری کی تجویز

☆ شمال مشرقی خطے کی ترقی کے وزیر مملکت (آزادانہ چارج) نیز وزیر اعظم کے دفتر، عملہ، عوامی شکایات، پنشن، ایٹمی توانائی اور خلا کے وزیر مملکت ڈاکٹر جتیندر سنگھ نے شمال مشرق کے دوردراز کے اور دشوار گزار علاقوں کے لئے'' موبائل ایئر ڈسپنسری'' سروس شروع کرنے کی تجویز پیش کی ہے، جس میں ایک ڈاکٹر ضروری آلات اور ادویہ کے ساتھ ایک ہیلی کاپٹر میں موبائل ڈسپنسری شروع کرنے کی تجویز پیش کی گئی ہے، جو ضرورت پڑنے پر اور پابندی کے ساتھ دوردراز کیا اور دشوار گزار علاقوں تک پرواز کرسکیں۔ انہوں نے کہا کہ خاص طور سے ایسے علاقوں میں، جہاں مریض کو شفاخانوں تک پہنچنے میں دشواری ہوتی ہے، وہاں ڈسپنسری کے ساتھ ڈاکٹر ان تک پہنچ سکے۔ یہ تجربہ جو ملک میں ممکنہ طور پر اپنے قسم کا پہلا تجربہ ہوگا، اسے دوسری پہاڑی ریاستوں میں، جہاں آمدورفت کی صلاحیت بہتر نہیں ہیں، جیسے ہماچل پردیش اور جموں وکشمیر وغیرہ میں بھی دوہرایا جاسکتا ہے۔ منی پور کے اپنے دوروزہ دورے کے پہلے دن ڈاکٹر جتیندر سنگھ ریاستی گورنر ڈاکٹر نجمہ ہپت اللہ سے ملاقات کے بعد نامہ نگاروں سے بات چیت کے دوران یہ بات کہی۔ انہوں نے امپھال میں ریاستی انتظامیہ کے ساتھ میٹنگ میں وہاں کے حالات کا جائزہ لیا۔ انہوں نے'' رائل فلائنگ سروس آف آسٹریلیا'' جو عام طور پر فلائنگ ڈاکٹر کے نام سے مشہور ہے، کی مثال پیش کر کے اس خیال کو پیش کرنے کے لئے گورنر صاحبہ کا شکریہ ادا کیا۔ ''فلائنگ ڈاکٹرز'' کا مقصد دیہی اور دوردراز کے علاقوں میں امداد اور ابتدائی حفظان صحت خدمات فراہم کرنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس خیال پر وزارت شہری ہوابازی کے ساتھ اس موضوع پر قبل ہی بات چیت ہوئی ہے اور وزیر مملکت جناب جینت سنہا نے اس سروس کی افادیت کا اندازہ لگانے کے لئے کام کرنے کا اشارہ دیا ہے۔ دریں اثناء انہوں نے کہا کہ وہ اس سلسلے میں کی اہم ہیلی کاپٹر کمپنیوں کی انتظامیہ کے ساتھ بھی بات چیت کی ہے۔ ڈاکٹر جتیندر سنگھ نے کہا کہ ان کی وزارت کے اعلیٰ افسران، شمال مشرقی کونسل اور منی پور کی ریاستی حکومت کے افسران جلد ہی بیٹھ کر وزارت صحت کے افسران کے ساتھ اس کے طریقہ کار پر تبادلۂ خیال کریں گے۔ ڈاکٹر جتیندر سنگھ نے وزیر اعظم جناب نریندر مودی کے منی پور میں اسپورٹس یونیورسٹی قائم کرنے کے اعلان سے متعلق معاملات پر بھی تبادلہ خیال کریں گے۔ انہوں نے اسپورٹس یونیورسٹی کے قیام کے سلسلے میں زمین کو تحویل میں لینے سے متعلق فیصلے میں تیزی لانے کی اپیل کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس سے شمال مشرق کے نوجوانوں کو پیشہ ورانہ طور پر تیار کرنے میں مدد ملے گی۔ انہوں نے کہا کہ مرکزی حکومت کے اسکیموں پر عمل درآمد میں پورا تعاون کرنا ریاستی حکومتوں کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

برکس بزنس کونسل میٹنگ سے وزیر اعظم کا خطاب

☆ عزت مآب صدر شی جن پنگ، عزت مآب صدر جیکب زوما، عزت مآب صدر ولادیمیر پوتن، برکس بزنس کونسل کے ممبران، مجھے آپ سبھی کا برکس بزنس کونسل کی میٹنگ میں استقبال کرتے ہوئے بہت مسرت ہو رہی ہے۔ یہ کونسل برکس ممالک کے درمیان پوری معاشی تنوع اور ممالک کے درمیان گہرے تجارتی تعلقات کی عکاس ہے۔ ذمہ دار اور اجتماعی مسائل کے حل کے ذریعے برکس کی شمولیت معیشت کے ایجنڈے کو تیار کرنے میں خدمات کے لیے میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ محترم حضرات اور دوستوں، برکس کے قیام کے پیچھے اقتصادی اور تجارتی تعلقات کے فروغ کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ اس لیے یہ حوصلہ افزا ہے کہ ڈربن میں تین سال سے قائم ہونے والی برکس بزنس کونسل صحت مند شکل اختیار کر رہی ہے۔ برکس ممالک کے درمیان قریبی اور تجارتی تعاون کے لیے ہماری تجارتی برادری سب سے مضبوط آلہ کار ہے۔ ان کی شراکت سے ہماری سوسائٹی میں دولت اور قدر پیدا ہوتی ہے ساتھ ہی پیداواریت میں اضافہ اور روزگار پیدا کرنے میں مدد ملتی ہے۔ یہ سب ٹکنالوجی کی اختراعات اور صلاحیت میں اضافے کے ذریعے انجام پاتا ہے۔

محترم حضرات، ہندوستان میں گذشتہ دو برسوں کے دوران ہم نے حکمرانی کو سہل اور کارگر بنانے کے لیے بہت اصلاحات کی ہیں۔ یہ بالخصوص ہندوستان میں کاروبار کرنے کے باعث ہوا ہے۔ اس کے نتائج بالکل واضح ہیں۔ ہم تقریباً تمام عالمی اشاریوں میں آگے بڑھے ہیں۔ ہم نے ہندوستان کو دنیا میں ایک کھلی معیشت کے طور پر منتقل کیا ہے۔ شرح نمو مستحکم ہے اور اس کی رفتار برقرار رکھنے کے لیے ہم اقدامات کر رہے ہیں۔ مجھے یہ کہتے ہوئے خوشی ہو رہی ہے کہ برکس بزنس کونسل کاروبار کرنا آسان کی طرح ترجیحات رکھتی ہیں اور تجارتی رکاوٹ دور کرتی ہے۔ ساتھ ہی ہنرمندی کی ترقی، مینوفیکچرنگ سپلائی کا سلسلہ قائم کرتی اور بنیادی ڈھانچے کو ترقی دیتی ہے۔ برکس ممالک کے درمیان تجارت اور کاروبار کی توسیع کے لیے کونسل کا کام عزم کے ساتھ جاری ہے۔ حضرات، نیا ترقیاتی بینک پوری طرح سے آپریشنل ہو چکا ہے۔ اس کی کامیابی ہماری مشترکہ کوشش کا نتیجہ ہے۔ میں این ڈی بی اور اس کے مینجمنٹ کو پروجیکٹ کا پہلا مرحلہ شروع کرنے کے لیے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ این ڈی بی نے صاف اور سبز توانائی اور دیرپا بنیادی ڈھانچے کو اپنی ترجیح کے طور پر برقرار رکھا ہے۔ ہم اس کا خیر مقدم کرتے ہیں۔

بی آئی ایم ایس ٹی ای سی رہنماؤں کا 2016 کے نتائج پر مبنی دستاویز کے تئیں اظہار عہد

☆ ہم یعنی عوامی جمہوریہ بنگلہ دیش کے وزیر اعظم، مملکت بھوٹان کے وزیر اعظم، عوامی جمہوریہ چین کے وزیر اعظم، میانمار جمہوریہ کی ریاستی کونسلر، نیپال کے وزیر اعظم، جمہوری سوشلسٹ ریپبلک آف سری لنکا کے وزیر اعظم اور مملکت تھائی لینڈ کے وزیر اعظم کے خصوصی ایلچی، 16 اکتوبر 2016 کو برکس۔ بی آئی ایم ایس ٹی ای سی سربراہ ملاقات کے تحت یکجا ہوئے ہیں۔ ہم سب ہز مجسٹی بھومی بل اڈلیا دیج کی رحلت پر گہرے صدمے کا اظہار کرتے ہیں جنہوں نے عالمی ترقیات میں جو قابل قدر تعاون دیا تھا اور اس کا اعتراف اقوام متحدہ نے اپنے اولین انسانی ترقیات لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ میں بھی

کیا ہے۔ ہم مملکت تھائی لینڈ کے شاہی خاندان، وہاں کے عوام اور وہاں کی حکومت کو اپنی دلی تعزیت پیش کرتے ہیں۔ ہم برکس اور بی آئی ایم ایس ٹی ای سی رہنماؤں کے مابین سربراہ ملاقات کا ایک موقع فراہم کرنے والوں کے تئیں بھی اظہار تحسین کرتے ہیں۔ یہ ملاقات اہم عالمی اور علاقائی موضوعات اور باہمی مفاد کے معاملات کے سلسلے میں تبادلہ خیالات کے لئے منعقد ہوئی ہے اور اس میں اقوام متحدہ کا 2030 کا ہمہ گیر ترقیات کا ایجنڈا بھی شامل ہے۔ ہم یقین کرتے ہیں کہ یہ مشترکہ سربراہ ملاقات نتیجہ خیز ثابت ہوگی اور دو گروپوں کے ممالک کے مابین افزوں اعتماد اور رواداری کا راستہ ہموار کرتے ہوئے ان کے باہمی مفادات کے سلسلے میں مزید تعاون کو فروغ دیگی۔ 1997 کے بینکاک اعلانیہ میں متذکرہ اصولوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے ہم دوبارہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ بی آئی ایم ایس ٹی ای سی کے مابین تعاون خود مختاری برقرار رکھتے ہوئے مساوات، علاقائی اتحاد وسالمیت، سیاسی آزادی، داخلی اُمور میں کسی قسم کی عدم دخل اندازی، پُرامن بقائے باہمی اور باہمی مفادات کے اصولوں کے احترام پر مبنی ہوگا۔ ہم اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ ہم بی ا?ئی ایم ایس ٹی ای سی کے نصب العینوں اور مقاصد کو جیسا کہ 1997 کے بینکاک اعلانیہ میں ذکر کیا گیا ہے، حاصل کرنے کیلئے اپنی کوششوں میں تیزی لائیں گے۔ ہم اس بات کا بھی اعادہ کرتے ہیں کہ بی آئی ایم ایس ٹی ای سی کے تحت شناخت شدہ شعبوں میں باہمی طور پر مفید تعاون کے سلسلے میں اقتصادی اور سماجی ترقیات کے خاطر خواہ مضمرات پوشیدہ ہیں۔ ہم عہد کرتے ہیں کہ ہم بی آئی ایم ایس ٹی ای سی کو مضبوط، مزید مؤثر اور نتیجہ خیز بنانے کے سلسلے میں باہم مل کر کام کریں گے۔ ہمیں یاد ہے کہ 4 مارچ 2014 کو نیپائی میں جاری تیسرے بی آئی ایم ایس ٹی ای سی سربراہ اعلانیہ میں کیا باتیں شامل تھیں اور ہم دوبارہ یہ بات دوہرانا چاہتے ہیں کہ ہم بی آئی ایم ایس ٹی ای سی کو بطور ایک ادارے کے فروغ دینے کیلئے پابند عہد ہیں اور اس کے ذریعے ہم خلیج بنگال کے خطے میں علاقائی تعاون اور اتحاد وسالمیت کو فروغ دیں گے اور ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہمارے جغرافیائی حالات مالا مال قدرتی اور انسانی وسائل، مالا مال تاریخی روابط اور مشترکہ ثقافتی ورثہ بی آئی ایم ایس ٹی ای سی کو ایک ایسا آئیڈیل پلیٹ فارم بناتا ہے جس کے توسط سے ہمارے خطے میں امن واستحکام اور خوشحالی کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔ اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے کہ دہشت گردی ہمارے خطے میں امن اور استحکام کیلئے سب سے بڑا واحد خطرہ ہے، ہم اس بات کا اعادہ کرتے ہیں کہ ہم دہشت گردی کی تمام صورتوں اور تمام کیفیتوں سے نمٹنے کیلئے مضبوطی کے ساتھ پابند عہد ہیں اور ہم زور دیکر یہ بات کہنا چاہتے ہیں کہ دہشت گردانہ عمل خواہ اس کی کوئی بھی بنیاد کیوں نہ ہو، اس کا کوئی جواز نہیں ہوسکتا۔ ہم سخت الفاظ میں خطے میں ہوئے وحشیانہ حملوں کی مذمت کرتے ہیں، ہم پوری مضبوطی کے ساتھ اس بات میں یقین رکھتے ہیں کہ دہشت گردی کے خلاف ہماری جدوجہد صرف دہشت گردوں کے خاتمے، دہشت گرد تنظیموں کے خاتمے اور ان کے نیٹ ورکوں کے خاتمے تک ہی محدود نہیں ہونی چاہئے بلکہ ہماری کوشش یہ ہونی چاہئے کہ ہم دہشت گردی کی شناخت کریں۔ اس کے لئے ذمہ دار افراد کا احتساب کریں اور دہشت گردی کے خاتمے کیلئے ان ملکوں کے خلاف مضبوطی کے ساتھ اقدامات کریں جو دہشت گردی کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں، ان کی حمایت کرتے ہیں اور اسے مالی مدد فراہم کرتے ہیں، دہشت گردوں اور دہشت گردانہ گروپوں کی پرورش کرتے ہیں اور ان کے مکروہ عمل کو فرضی طور پر نیک عمل بنا کر پیش کرتے ہیں۔ دہشت گردوں کو شہداء بتا کر ان کی تعریف وتوصیف نہیں کی جانی چاہئے، ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ دہشت گردی کے پھیلاؤ، انتہا پسندی اور لاقانونیت کو روکنے اور اس کے سدباب کے لئے فوری اقدامات درکار ہیں۔ ہم اپنی قانون نافذ کرنے والی ایجنسیوں، انٹلی جنس اور سلامتی اداروں کے مابین تعاون اور تال میل کو بڑھانے کیلئے ٹھوس اقدامات کرنے کے عزم کا بھی اعادہ کرتے ہیں۔ ہم اس بات کا بھی عہد کرتے ہیں کہ ہم فوجداری معاملات میں بی آئی ایم ایس ٹی ای سی کنونشن ا?ن میوچول اسسٹنس پر دستخط کرنے کے عمل میں تیزی لائیں گے اور بین الاقوامی دہشت گردی، دیگر ممالک سے چلائے جانے والے منظم جرائم اور غیر قانونی معاشیاتی کاروبار کی لعنت سے نمٹنے کیلئے بی آئی ایم ایس ٹی ای سی کنونشن برائے تعاون کی بھی توثیق کے عمل کو تیز کریں گے۔ موسمیاتی تبدیلی کے نتیجے میں ہمارے کرہ ارض کو جو خطرات لاحق ہیں ہم ان سے پوری طرح سے باخبر ہیں، خاص طور سے خلیج بنگال کے خطے میں سکونت پذیر افراد کی زندگیوں اور ان کی روزی روٹی کے لئے جو ممکنہ خطرات منڈلا رہے ہیں ہمیں ان کی بھی خبر ہے۔ ہم اس بات کا عزم کرتے ہیں کہ ہم ماحولیات کے تحفظ کے لئے اپنے باہمی تعاون کو مستحکم کریں گے۔ ہم زور دیکر ہمہ گیر ترقیات کی ضرورت کو نمایاں کرنے اور اس پر عمل کرنے میں یقین رکھتے ہیں اور ہمیں علاقائی اور قومی سطحوں پر پیرس معاہدے کے نفاذ سے بھی اتفاق ہے جس کا تعلق موسمیاتی تبدیلی سے ہے۔

ہم مشترکہ مشقوں، پیشگی وارننگ نظام کے توسط سے اطلاعات کے باہم تبادلے، تدارکی اقدامات اختیار کرکے، راحت اور باز آبادکاری کے مشترکہ عمل اور صلاحیت سازی کے توسط سے آفات ارض وسما کے انتظامات میں قریبی تعاون کی حوصلہ افزائی کریں گے۔ ہم اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ اس خطے میں موجودہ صلاحیتوں کی بنیاد پر انحصار کرتے ہوئے ہم آگے بڑھیں گے اور اس شعبے میں دیگر علاقائی اور بین الاقوامی اداروں کے ساتھ شراکت داری قائم کرنے کے امکانات بھی تلاش کریں گے۔ ہمیں اس بات کا یقین ہے کہ مختلف شکلوں اور صورتوں میں رابطہ کاری کا فروغ علاقائی اتحاد وسالمیت کے فروغ کی کلید ہے۔ ہم اس امر پر اطمینان کا اظہار کرتے ہیں کہ جو کوششیں اور اقدامات جاری ہیں وہ بہتر ہیں اور ان کے توسط سے (ہوائی، ریل، سڑکوں اور آبی شاہراہوں) ہم کثیر طرزی طبیعاتی کنیکٹیویٹی کو بی آئی ایم ایس ٹی ای سی خطے میں فروغ دیں گے۔ ہم اطمینان کے ساتھ اس بات کا اظہار کرسکتے ہیں کہ بی آئی ایم ایس ٹی ای سی نقل وحمل بنیادی ڈھانچے اور لاجسٹکس یعنی ضروری لوازمات کے مطالعات کے سلسلے میں بی آئی ایم ایس ٹی ای سی کی سفارشات کے نفاذ کے سلسلے میں جو کامیابی اور پیش رفت حاصل ہوئی ہے ہم اس سے مطمئن ہیں۔ ہم اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ ہم ایک بی آئی ایم ایس ٹی ای سی موٹر وہیکل ایگریمنٹ وضع کیے جانے کے سلسلے میں امکانات تلاش کریں گے۔

ہم زور دیکر یہ بات دہرانا چاہتے ہیں کہ ہم نے ہمہ گیر زرعی خوراک سلامتی کے حصول کا عہد کر رکھا ہے اور ہم اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ ہم اس خطے میں فصلوں

،مویشیوں اور باغبانی اور افزوں پیداواریت اور زرعی پیداوار پر مبنی زراعتی شعبے میں اپنے تعاون کو زیادہ سے زیادہ بڑھائیں گے۔ہمیں اس بات کا بخوبی احساس ہے کہ خلیج بنگال کا خطہ دنیا کے 30 فیصد سے زائد ماہی گیروں کا مستقر ہے۔ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ اس خطے میں ماہی گیری کے سلسلے میں ہمہ گیر ترقیات میں وہ مضمرات پوشیدہ ہیں جن کے توسط سے خوراک سلامتی کو یقینی بنانے اور ہمارے خطے میں عوام کیلئے روزی روٹی کی صورتحال کو بہتر سے بہتر بنانے میں اہم تعاون حاصل کیا جاسکتا ہے اور ہم اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ ہم اس شعبے میں اپنے تعاون کو بڑھاوا دیں گے۔ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اس بات کے وسیع امکانات موجود ہیں کہ بحری معیشت کی ترقی کے سہارے ہمارے خطے کی ترقی ممکن ہے اور ہم اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ ہم وہ طریقے تلاش کریں گے جن کی مدد سے ماہی پروری (اندرون ملک اور ساحلی علاقے دونوں مقامات پر)، ہائیڈروگرافی، سمندر کی تہہ میں پائی جانے والی معدنیاتی اشیاء کی کھوج، ساحلی جہازرانی، معیشت حیوانات پر مبنی سیاحت اور قابل احیاء بحری توانائی وغیرہ کے شعبوں میں امکانات کی تلاش کے کام میں اپنے تعاون کو ممکنہ حد تک فروغ دیں گے جس کا مقصد اس پورے خطے کی مجموعی اور ہمہ گیر ترقی ہوگا۔

ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ پہاڑی خطوں سے حاصل ہونے والے فوائد ہمہ گیر ترقیات کیلئے لازمی ہیں۔ہم حیاتیاتی گوناں گونی سمیت پہاڑی علاقوں میں پائے جانے والے معیشت حیوانات کے نظام کے تحفظ کے سلسلے میں اپنی جانب سے زیادہ سے زیادہ کوششیں کرنے کا بھی اعلان کرتے ہیں۔ہم بی آئی ایم ایس ٹی ای سی اراکین ممالک کے مابین توانائی کے شعبے میں افزوں تعاون کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ہم چاہیں گے کہ بی آئی ایم ایس ٹی ای سی توانائی مرکز جتنی جلدی ممکن ہو اتنی جلدی کام کرنے لگے اور اس کے لئے فوری اقدامات کیے جانے چاہئیں۔اس خطے میں توانائی وسائل کے اعلیٰ مضمرات کو خصوصاً قابل تجدید توانائی اور صاف ستھری توانائی وسائل کے مضمرات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ ہم لوگ باہمی رابطہ کاری اور علاقائی توانائی تجارت کو منظم بنانے کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک جامع منصوبہ برائے توانائی تعاون وضع کیے جانے کیلئے اپنی کوششوں میں تیزی لائیں گے۔

ہم بی آئی ایم ایس ٹی ای سی کی آزادانہ تجارت کے خطے سے متعلق گفت وشنید کے سلسلے میں اس گفت وشنید کو جلد از جلد پایہ تکمیل تک پہنچانے کے تئیں اپنا عہد دہراتے ہیں اور تجارتی مذاکراتی کمیٹی (ٹی این سی) اور ورکنگ گروپوں کو ہدایت دیتے ہوئے کہ وہ اپنے متعلقہ معاہدوں کو حتمی شکل دینے کے عمل کو تیز کریں۔ہم ٹی این سی کو یہ ہدایت بھی دیتے ہیں کہ وہ خدمات اور سرمایہ کاری سے متعلق معاہدوں کے سلسلے میں گفت وشنید کے امر میں تیزی لائیں۔ہم تجارتی سہولتوں میں اضافہ کرنے کے لئے ٹھوس اقدامات کرنے پر بھی اتفاق کرتے ہیں۔ہم انتہائی کم ترقی یافتہ ملکوں کے ساتھ خصوصی اور مختلف قسم کا سلوک اپنانے پر بھی اتفاق کرتے ہیں تاکہ وہ علاقائی معیشت کے ساتھ اپنے ا?پ کو ہم آہنگ کرسکیں۔

مختلف شعبوں میں پائیدار ترقی کو فروغ دینے کیلئے ہم ایس ایم ای سمیت سبھی شعبوں میں ترقی، ٹیکنالوجی تک رسائی اور اس کی دستیابی کی ضرورت کو تسلیم کرتے ہیں۔ہم سری لنکا میں بی آئی ایم ایس ٹی ای سی ٹیکنالوجی منتقلی مرکز کے قیام کے لئے میمورنڈم آف ایسوسی ایشن کو جلد از جلد حتمی شکل دینے کی ہدایت دیتے ہیں۔ہم عوامی صحت سے متعلق اُمور کے حل کے لئے اجتماعی کوششوں کا سلسلہ جاری رکھنے پر بھی اتفاق کرتے ہیں۔ہم بی آئی ایم ایس ٹی ای سی کے روایتی دوائیوں اور اس سے متعلق ٹاسک فورس کے نیشنل سینٹرس ا?ف کوآرڈینیشن کے نیٹ ورک کو ہدایت دیتے ہیں کہ وہ اس شعبے میں باہمی تعاون کو مزید وسعت دے۔ہم پورے خطے میں بہتر افہام وتفہیم اور اعتماد سازی کے تئیں اپنے عزم کا اظہار کرتے ہیں اور رُکن ممالک کے درمیان مختلف سطحوں پر عوام سے عوام کے رابطے کو فروغ دینے کے تئیں اپنی عہد بستگی کا اعادہ کرتے ہیں۔ہم اس بات پر اطمینان کا اظہار کرتے ہیں کہ بی آئی ایم ایس ٹی ای سی نیٹ ورک آف پالیسی تھنک ٹینکس (بی این پی ٹی ٹی) کی دو میٹنگیں ہوچکی ہیں اور ان میٹنگوں میں بی این پی ٹی ٹی کی اس بات کیلئے حوصلہ افزائی کی گئی ہے کہ وہ رُکن ممالک کے حصص داروں کے ساتھ مسلسل صلاح ومشورہ اور پروگراموں کا سلسلہ جاری رکھے تاکہ عوام سے عوام کے رابطے کو گہرا بنایا جاسکے۔ہم اپنے تعلیمی اور تحقیقی اداروں کے درمیان روابط کو وسعت دینے پر اتفاق کرتے ہیں۔

اپنے خطے میں تہذیبی، تاریخی اور ثقافتی رابطوں کی اہمیت تسلیم کرتے ہوئے ہم سیاحت کی ترقی کے وسیع امکانات کا اعتراف کرتے ہیں اور بی آئی ایم ایس ٹی ای سی ممالک کے درمیان سیاحت کو فروغ دینے کے لئے ٹھوس اقدامات کرنے کے تئیں اپنی خواہش کا اعادہ کرتے ہیں، جس میں مخصوص سیاحتی مراکز اور ایکو۔ٹورزم کا فروغ بھی شامل ہے۔خاص طور پر ہم خطے کے اندر بودھ سیاحتی سرکٹ اور ٹمپل ٹورسٹ سرکٹ کے فروغ کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ہم نے بھوٹان میں بی آئی ایم ایس ٹی ای سی کلچرل انڈسٹریز کمیشن اور بی آئی ایم ایس ٹی ای سی کلچرل انڈسٹریز آبزرویٹری کے قیام کے عمل میں تیزی لانے کا فیصلہ کیا ہے۔یہ ادارے مواصلات اور ثقافتی صنعتوں کے لئے ایک ریپوزیٹری کا کام کریں گے۔

ہم بی آئی ایم ایس ٹی ای سی پوورٹی پلان ا?ف ایکشن کے موٴثر نفاذ کے تئیں اپنی عہد بستگی کا اعادہ کرتے ہیں۔اس پلان آف ایکشن کو انسداد غریبی سے متعلق بی آئی ایم ایس ٹی ای سی وزارتی میٹنگ میں اپنایا گیا تھا جس کا انعقاد جنوری 2012 میں نیپال میں ہوا تھا۔اس سے پلان آف ایکشن کی مارچ 2014 میں میانمار میں منعقدہ تیسرے بی آئی ایم ایس ٹی ای سی سربراہ اجلاس میں توثیق کی گئی تھی۔ہم ستمبر 2016 سے ڈھاکہ میں بی آئی ایم ایس ٹی ای سی کے مستقل سکریٹریٹ کے کام شروع کرلینے پر اطمینان کا اظہار کرتے ہیں اور سکریٹریٹ کو چلانے میں بنگلہ دیش کی حکومت کے تعاون کی بھی ستائش کرتے ہیں۔2017 کو بی آئی ایم ایس ٹی ای سی کے قیام کی بیسویں سالگرہ مانتے ہوئے ہم بی آئی ایم ایس ٹی ای سی سکریٹریٹ کو یہ ہدایت دیتے ہیں کہ وہ اس تنظیم کی بیسویں سالگرہ کا جشن منانے کی مناسبت سے مختلف سرگرمیوں کا منصوبہ بنائے۔ہم اپنی اتھارٹیز کو بھی ہدایت دیتے ہیں کہ وہ ایسی سرگرمیوں کا انعقاد کریں۔بی آئی ایم ایس ٹی ای سی کے اندر علاقائی تعاون کی کوششوں کو موٴثر بنانے کے تئیں اپنے عزم کا اعادہ کرتے ہوئے ہم مقررہ سطح پر بی آئی ایم ایس ٹی ای سی میکانزم کی سبھی میٹنگوں کو وقت پر اور مستقل طور پر منعقد کیے جانے کے تئیں اپنے عہد پر قائم ہیں۔ہم بنگلہ دیش، بھوٹان، میانمار، نیپال، سری لنکا اور تھائی لینڈ کے لیڈران بی آئی ایم ایس ٹی ای سی لیڈروں کو برکس۔بی آئی ایم ایس ٹی ای سی آؤٹ ریچ سمٹ میں مدعو کرنے اور سربراہ اجلاس کے دوران عمدہ میزبانی اور شاندار انتظامات کیلئے وزیراعظم نریندر مودی کی پہل کی ستائش کرتے ہیں۔ہمیں 2017 میں نیپال میں چوتھے بی آئی ایم ایس ٹی ای سی سربراہ اجلاس میں پھر ملنے کا انتظار رہے گا۔

☆☆☆

پبلی کیشنز ڈویژن کی اردو مطبوعات

جہانِ رومی	مرزا عبدالباقی بیگ	100/=
پیڑ پودوں کی داستان	پریلا پنڈت (ترجمہ) راشد انور راشد	90/=
خزینۂ غالب	مرتب: ڈاکٹر ابرار رحمانی	130/=
سفینۂ غالب	ادارہ	95/=
آئینۂ غالب (طبع دوم)	ادارہ	75/=
گنجینۂ غالب (طبع دوم)	ادارہ	60/=
گرونانک سے گرو گرنتھ صاحب تک	ڈاکٹر مہیپ سنگھ/سید ضیاء الرحمٰن غوثی	250/=
گاندھی کی معنویت	خواجہ غلام السیدین/نجم السحر ثاقب	55/=
آجکل اور پریم چند	مرتب: ڈاکٹر ابرار رحمانی	210/=
1857: جنگ آزادی کا درخشاں باب	مرتب: ڈاکٹر ابرار رحمانی	135/=
اٹھارہ سو ستاون کی جنگ آزادی	سریندر ناتھ سین	120/=
قلم، قلم کار اور کتاب	عبدالغنی شیخ	110/=
آجکل اور غبارِ کارواں	ادارہ	170/=
آجکل کی کہانیاں	ادارہ	162/=
آجکل اور سفرنامہ	ادارہ	105/=
آجکل اور صحافت	ادارہ	115/=
آجکل کے ڈرامے	ادارہ	125/=
آجکل کے مضامین	ادارہ	112/=
آجکل اور اقبال	ادارہ	95/=
آجکل اور طنز و مزاح	ادارہ	112/=
اردو ادب کے پچاس سال	ادارہ	95/=
افسانہ آجکل	مرتب: عابد کرہانی	90/=
اٹھارہ سو ستاون	سریندر ناتھ سین/خورشیدہ پروین	556/=
ہندوستانی عوام کی مختصر تاریخ	ایچ آر گھوشال	140/=
بھارتیندو ہریش چندر	(ادارہ)	130/=
ہمارا قومی پرچم	لیفٹیننٹ کمانڈر کے وی سنگھ	110/=
ہندوستانی پارلیمنٹ	ادارہ	7/50
کلاسیکی موسیقار	مترجم: خورشید اکرم	137/=
عوام الناس کے لیے گائڈ	مترجم: عادل صدیقی	145/=
مہاتما گاندھی	آچاریہ کرپلانی/لکشمی چندر یاس	300/=
مہاتما بدھ کی حکایتیں	پال کاروس/مسعود فاروقی	155/=
شہیدوں کے خطوط	ادارہ	110/=
قلی قطب شاہ	نریندر لوتھر/زبیر رضوی	280/=
یادیں مجاہدین آزادی کی	نوین جوشی/راحت جبیں	180/=
غالب بہ صد انداز	تشکیل: برجندر سیال	1000/=

پہیلیاں - امیر خسرو	مرتب: شہباز حسین، ہند کشور و کرم	22/=
کاغذی ہے پیرہن	عصمت چغتائی	65/=
کشمیر کی لوک کتھائیں	جے۔ این۔ گنہر	45/=
ہندوستانی تہذیب کا مسلمانوں پر اثر	ڈاکٹر محمد عمر	127/=
راگ راگنیوں کی تصویریں	شکیل الرحمٰن	325/=
ہند اسلامی طرز تعمیر	ضیاء الدین ڈیسائی/اختر الواسع	54/=
ہندوستان میں اسلامی علوم کے مراکز	ضیاء الدین ڈیسائی/بہار برنی	54/=
ہماری تہذیبی وراثت	راجندر پرشاد، بی این پانڈے	50/=
ہندوستان کے عظیم موسیقار	شمبھو ناتھ مشرا/رئیس مرزا	65/=
سروجنی نائیڈو	تارا علی بیگ/لکشمی چندر یاس	125/=
حکیم اجمل خاں	ظفر احمد نظامی	75/=
سردار ولبھ بھائی پٹیل	آئی جے پٹیل/یعقوب یاور	95/=
مختار احمد انصاری	مشیر الحسن/فرحت احساس	80/=
رفیع احمد قدوائی	ڈاکٹر ہاشم قدوائی	60/=
سرسید احمد خاں	خلیق احمد نظامی/اصغر عباس	35/=
حسرت موہانی	ڈاکٹر خلیق انجم	50/=
مولانا آزاد (طبع دوم)	عرش ملسیانی	40/=
بدرالدین طیب جی	اے جی نورانی/راجندر انجم	70/=
مظہر الحق	قیام الدین احمد، جٹا شنکر جھا	55/=
ڈاکٹر ذاکر حسین	ماجدہ اسد	120/=
رابندر ناتھ ٹیگور	ہرن مے بنرجی/اشہر ہاشمی	80/=
جواہر لال نہرو	ایم چلاپتی راؤ/کے بی شرما	105/=
دھنواں راجہ	مترجم: وشوناتھ سکہ	13/=
ہیرے کی لونگ	ادارہ	5/50
روشنی کے مینار	مرتب: شہباز حسین	25/=
جاتک کتھائیں	مترجم: راجندر انجم	32/=
ہندوستان کی مسجدیں	ضیاء الدین ڈیسائی	18/=
پنجاب اور کلو کی کہانیاں	مترجمہ: آمنہ ابوالحسن	27/=
ہم ایک ہیں (دوسری بار)	عرش ملسیانی	90/=
خدا کی نظر میں سب برابر ہیں	مہاتما گاندھی/ایم اے عالمگیر	150/=

نوٹ: کتابیں اور رسالے منگوانے کے لئے رقم بشکل ڈرافٹ بنام اے ڈی جی پبلی کیشنز ڈویژن پیشگی ارسال کریں۔ کتابیں کسی بھی صورت میں وی پی سے نہیں بھیجی جائیں گی۔

ملنے کا پتہ: بزنس منیجر، پبلی کیشنز ڈویژن، سوچنا بھون، نئی دہلی۔ 3

YOJANA (URDU)
November **2016**

RNI NO.27032/81

Price **22**/=

Annual Subscription Rs **230**/=

VOL. **36** NO. **8**

No. Page **56**

نئی دھلی میں برکس میٹنگ 2016 کے دوران سربراھان مملکت

ISSN 0971. 8338

Printed and Published by ***Dr. Sadhana Rout***, ADG & Head on behalf of Publications Division, Ministry of I&B, Govt. of India, printed at Akashdeep Printers 20 Ansari Road, Daryaganj, New Delhi
published at Publications Division, Soochna Bhavan, C.G.O.Complex, New Delhi-110003 *Editor:* ***Dr Abrar Rahmani***